سمندر کا دروازہ

خاص نمبر

1

اشتیاق احمد



جہاز کہاں ہے

انسپکٹر جمشید، محمود، فاروق اور فرزانہ اپنے شہر کے ایرپورٹ پر موجود تھے، انسپکٹر جمشید کے ایک دوست دور دراز کے ایک ملک سے ان کے ہاں آ رہے تھے۔ تین دن پہلے انھیں اپنے دوست کا تار ملا تھا۔ وہ ان کا ملک دیکھنا چاہتے تھے۔ ان کے بیوی بچے بھی ان کے ساتھ آ رہے تھے۔ جہاز کی آمد میں ابھی نصف گھنٹا باقی تھا۔ چاروں ایسے میں ایرپورٹ کے ریستوران میں بیٹھے چائے پی رہے تھے۔ کیوں کہ وقت شام کا تھا اور یہ ان کا چائے کا وقت تھا۔

"آپ کے دوست مسٹر جیری کا ذکر پہلے تو کبھی سننے میں نہیں آیا۔" فاروق کہہ رہا تھا۔

"طالب علمی کے زمانے میں دوست بنا تھا۔ جب میں ٹریننگ کے لیے بیرونِ ملک تھا۔" وہ بولے۔

"لیکن اتنا عرصہ گزر جانے کے بعد اچانک انھیں آپ کی یاد کس طرح آ گئی؟" محمود کے لہجے میں شک تھا۔

"اس بات کا ذکر اس نے اپنے خط میں کیا تو ہے۔ وہ ہمارا ملک دیکھنا چاہتا ہے۔ ایسے میں میں ہی یاد آ سکتا تھا۔" وہ مسکرائے۔

"ہو سکتا ہے۔ ملک کی سیر صرف بہانہ ہو۔ اور کوئی اور چکر ہو۔" فرزانہ نے خیال ظاہر کیا۔

"ہاں کیوں نہیں۔ اس کا بھی امکان ہے۔ لیکن ایک بات اور ہے جس کی بنا پر یہ کہنا پڑے گا کہ کوئی چکر نہیں ہو سکتا۔ اور وہ یہ کہ میرا دوست بیوی بچوں سمیت آ رہا ہے۔"

"ہوں! خیر۔ ان کے آ جانے کے بعد ہی کچھ کہا جا سکتا ہے، ویسے ایسی پر اسرار آمد ہمیشہ ہمیں الجھنوں سے دو چار کر دیتی ہے۔" فرزانہ نے منہ بنایا۔

"شکر کرو ابھی صرف دو چار ہی کرتی ہے۔ اگر چار آٹھ کرنے لگ گئی تو کیا ہوگا۔ یہ سوچ لو۔" فاروق مسکرایا۔

"سوچ لیا۔ یہ کہ اب تم اوٹ پٹانگ باتیں کرو گے۔" محمود نے منہ بنایا۔

"ان حالات میں جب کہ جہاز کے آنے میں کچھ وقت باقی ہے۔ اور ہم یہاں بیٹھے چائے پی رہے ہیں۔ ایک آدھ بات اگر ادھر ادھر کی یا بقول تمہارے اوٹ پٹانگ ہو جائے تو تمہارا کیا حرج ہے۔" فاروق نے جلے کٹے انداز میں کہا۔

"بات معقول ہے۔" فرزانہ مسکرائی۔

"حیرت ہے۔ تم بھی اس کا ساتھ دے رہی ہو۔" محمود نے فرزانہ کو گھورا۔

"ہاں واقعی فرزانہ۔ تمہیں تو صرف اور صرف محمود کا ساتھ دینا چاہیے۔ بے چارہ اکیلا رہ کر تو میرا ذرا سا بھی مقابلہ نہیں کر سکتا۔" فاروق کے لہجے میں شوخی تھی۔

"یہ تو خیر تمہاری خوش فہمی ہے۔ ابھی اور اسی وقت دو دو ہاتھ کر لو۔" محمود مسکرایا۔

"لو۔ پہنچ گئے دو دو ہاتھ پر۔ جب کہ میں بات کر رہا تھا باتوں کے مقابلے کی۔"

"تم باتیں کرو بھئی۔ میں ذرا معلومات والی کھڑکی سے پوچھ کر آتا ہوں۔ اس مرتبہ اس کا آدھ گھنٹے کا اعلان پورا ہو رہا ہے یا نہیں۔ تین گھنٹے تو ہو گئے اسے یہ کہتے ہوئے کہ نصف گھنٹے تک آ رہا ہے۔"

"جی بہتر۔ لیکن ابا جان ابھی تو صرف پندرہ منٹ گزرے ہیں، اصولی طور پر تو آپ کو پندرہ منٹ بعد جا کر معلوم کرنا چاہیے۔" محمود نے کہا۔

"پندرہ منٹ گزرنے کے بعد وہ یقین سے تو کہ ہی سکتا ہے نا۔" وہ مسکرائے اور ریسٹوران سے باہر نکل گئے۔

"جہاز کو بھی آج ہی لیٹ ہونا تھا۔"

"ایسی بات نہیں، ہم یہاں ہر روز تو نہیں آتے، جہاز تو عام

طور پر لیٹ ہوتے ہی رہتے ہیں۔" محمود بولا۔

"کم از کم ہماری باری میں لیٹ نہ ہوتا۔ لیکن۔ جہاز بے چارے کو کیا پتا۔ ہم کتنے مصروف ہیں۔" فاروق بڑبڑایا۔

"اب صرف چند منٹ کی بات رہ گئی ہے۔" فرزانہ نے اکتا کر کہا، پھر چونک اٹھی:

"ہائیں۔ یہ انکل خان رحمان اور پروفیسر انکل کہاں چلے آ رہے ہیں۔"

محمود اور فاروق نے جلدی سے ریسٹوران کے دروازے کی طرف دیکھا۔ ان دونوں نے بھی انہیں دیکھ لیا۔ وہ تیر کی طرح ان کی طرف آئے:

"خیر تو ہے بھئی۔ تم اور یہاں۔" خان رحمان کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہم بھی آپ سے یہی کہنے والے تھے۔" محمود مسکرایا۔

"ہمارے تو کچھ دوست بیرون ملک سے آ رہے ہیں۔" پروفیسر داؤد بولے۔

"بھئی واہ۔ یہی معاملہ ادھر بھی ہے۔" فرزانہ ہنسی۔

"اوہو اچھا۔ تب تو خوب گزرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو۔" پروفیسر نے خوش ہو کر کہا۔

"جی کیا فرمایا۔ دیوانے دو۔ دونوں طرف کے مہمان آ جانے کے بعد تو دیوانے ہی دیوانے نظر آئیں گے۔" فاروق کے لہجے میں شوخی تھی۔

"لیکن بھئی.... تمہارے مہمان کون سی پرواز سے آ رہے ہیں؟"

"آر کے ۲۱۹ سے۔"

"ہائیں ہائیں۔" پروفیسر داؤد نے حیرت سے آنکھیں پھیلائیں۔

"تو آپ کے دوست بھی...." محمود نے جملہ نامکمل چھوڑ دیا۔

"ہاں بھئی... ہم تو بہت دیر سے آئے بیٹھے ہیں لیکن ہم دوسری طرف گھومتے پھرتے رہے... اور تم لوگ ادھر تھے... اس لئے ملاقات نہ ہو سکی.... پتا نہیں اس جہاز کے بچے کو کیا ہو گیا ہے۔" خان رحمان نے جھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کس کے بچے کی بات کی تم نے۔" پروفیسر داؤد بے دھیانی کے عالم میں بولے۔

"جہ.... جہاز کے بچے کی۔" فاروق بول پڑا۔

"اچھا... ہائیں کیا کہا... جہاز کا بچہ... ارے باپ رے۔"

"لیکن انکل... اس میں گھبرانے، پریشان ہونے اور حیران ہونے کی کیا ضرورت ہے... جن چھوٹے چھوٹے جہازوں کے ذریعے پائلٹ لوگ تربیت لیتے ہیں۔ ان کو جہاز کے بچے بھی تو کہا جا سکتا ہے۔"

"ہاں ان کو تو کہا جا سکتا ہے لیکن وہ جو آ رہا ہے...."

پروفیسر داؤد کے الفاظ درمیان میں ہی رہ گئے... اس وقت انسپکٹر جمشید اندر داخل ہوتے نظر آئے تھے۔ نزدیک آنے پر انہوں نے کہا۔

"میں تو یہاں تین کو چھوڑ گیا تھا۔ تین سے پانچ کیسے ہو گئے۔"

"اسے خوب صورت اتفاق کہتے ہیں۔" پروفیسر بولے۔

"جہاز کا کیا رہا۔"

"اپنی زندگی کی حیرت انگیز ترین خبر سننے کے لیے تیار ہو جاؤ۔"

"جی کیا مطلب؟" فرزانہ چونکی۔

"نہیں اباجان... ہم تو اپنی زندگی کی نہ جانے کتنی حیرت انگیز ترین باتیں سن اور دیکھ چکے ہیں۔" فاروق کے لہجے میں حیرت تھی۔

"چلو یوں کہہ لو کر ان میں ایک اور کا اضافہ کر لو۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"بہت بہتر... آپ کہتے ہیں تو کر لیتے ہیں اضافہ۔" فاروق مسکرایا۔

"اور خبر یہ ہے کہ جہاز غائب ہو گیا ہے۔"

"کیا!..." وہ سب چلا اٹھے۔

ریستوران میں موجود لوگ بھی اچھل پڑے... پھر وہ سب انسپکٹر جمشید کے گرد جمع ہو گئے۔

"آپ نے کیا کہا جناب؟" کئی آوازیں ابھریں۔

"ایئر پورٹ کے افسران دراصل ہمیں بتا نہیں رہے تھے لیکن اب وہ بتانے پر مجبور ہو گئے ہیں۔"

"کیا بتانے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ جہاز غائب ہے؟"

"ہاں! ساڑھے چار سو مسافروں کا جہاز غائب ہے۔"

"ان... ان کا مطلب ہے... جہاز کہیں گر کر تباہ ہو گیا ہے۔"

"نہیں... ایسی کوئی اطلاع نہیں ملی... جہاز کو کہیں گرتے ہوئے نہیں دیکھا گیا... اس کو تین گھنٹے پہلے یہاں پہنچ جانا چاہیے تھا... لیکن تین گھنٹے پہلے جس ایئر پورٹ سے اڑا اس سے لے کر ہمارے ملک کے فضائی راستے تک چیکنگ کر لی گئی ہے... جہاز کا کہیں پتا نہیں ہے۔ نہ کہیں اس کا ملبہ پھیلا ملا ہے۔"

"یہ... یہ کیسے ہو سکتا ہے؟" بیسیوں آوازیں ابھریں۔

"اسی لئے میں نے کہا تھا کہ حیرت انگیز خبر سننے کے لئے تیار ہو جائیں۔" وہ بولے۔

"لیکن یہ کیسے ممکن ہے؟"

"اس سوال کا جواب تو ایئر پورٹ حکام کے پاس نہیں ہے۔ میں کیا بتا سکتا ہوں۔" انہوں نے کندھے اچکائے اور پھر سب لوگ معلومات کی کھڑکی کی طرف دوڑ پڑے۔ صرف وہ وہاں بیٹھے رہ گئے۔

"یہ... یہ میں نے کیا سنا ہے جمشید۔ آخر جہاز فضا ہی فضا میں کس طرح غائب ہو سکتا ہے۔" خان رحمان بولے۔

"ہزاروں سوال ذہن میں اٹھ رہے ہیں خان رحمان، لیکن ماہرین کی عقلیں بھی جواب دے چکی ہیں... آؤ ہم بھی چلیں دیکھیں تو سہی... ماہرین کیا کہتے ہیں۔"

وہ ریسٹوران سے نکل آئے... تمام لوگ معلومات کی کھڑکی کے سامنے جمع تھے..... مکھیوں کی جھنجھناہٹ سی گونج رہی تھی۔ ہر کسی کا رنگ اڑا ہوا تھا۔

"اس کا تو مطلب ایک اور صرف ایک ہو سکتا ہے"۔ کسی نے اونچی بلند آواز میں کہا۔

"اور وہ کیا ہے"۔ سینکڑوں آوازیں گونجیں۔

"یہ کہ جہاز کو اغوا کر لیا گیا ہے"۔

"نہیں نہیں"۔ لوگ چلائے

"حکام نے اس قسم کی کوئی بات نہیں کہی... اگر اس کا امکان تھا تو وہ کہہ دیتے"۔ ایک اور آواز ابھری

"ان صاحب سے پوچھیں نا جو کھڑکی میں بیٹھے ہیں"۔ کئی لوگ چلائے۔

"حضرات..... ابھی ہمارے ڈائریکٹر صاحب آ رہے ہیں... وہ آپ لوگوں کو کچھ بتا سکیں گے، ہمیں آپ سب کی پریشانی کا احساس ہے..... اس ایئر پورٹ کا عملہ بھی کچھ کم پریشان نہیں ہے"۔ کھڑکی والے نے بلند آواز میں کہا۔

پھر کھسر پھسر شروع ہو گئی..... مکھیوں کی جھنجھناہٹ گونجنے لگی... آخر لمبے قد کے ایک صاحب وہاں آتے نظر آئے۔ ان کے پیچھے ایئرپورٹ کے عملے کے بہت سے آدمی تھے۔ لمبے صاحب ایک میز پر چڑھ گئے اور یوں گویا ہوئے۔

"حاضرین! اسلام علیکم

اس میں کوئی شک نہیں کہ آر کے دو سو انیس فضا میں غائب ہو چکا ہے تمام ممالک کے فضائی عملے اس بات کی تصدیق کر چکے ہیں کہ آر کے ۲۱۹ ان کے ایئر پورٹ پر نہیں اترا۔ راستوں کا بھی جائزہ لے لیا گیا ہے۔ کہیں بھی جہاز کا ملبہ اور بکھری ہوئی لاشیں نظر نہیں آئیں۔ اس بات کا پوری طرح اطمینان کر لیا گیا ہے کہ جہاز تباہ نہیں ہوا۔ تباہ ہوا ہوتا تو اس کا ملبہ کہیں تو گرتا۔ یہ تو ہو نہیں سکتا کہ جہاز کا ملبہ فضا میں ہی بکھر کر رہ گیا ہو اور نظر نہ آئے تمام ابھی تلاش جاری ہے... صرف آپ ہی پریشان نہیں ہیں... وہ جہاز الشارجہ سے چلا ہے... الشارجہ کا ہی ہے... اس کا عملہ بھی جہاز میں موجود ہے... لہٰذا پورا الشارجہ پریشان ہے... پھر راستے میں اسے ایک اور ملک میں اترنا تھا... وہاں کچھ مسافر اترنا تھے۔ کچھ مسافر سوار کرنا تھے۔ وہ ملک بھی پریشان ہے آپ سب اور ہم سب بھی پریشان ہیں... لیکن اس

پریشانی کا حل یہ نہیں کہ ہم بس سوالات کرتے رہیں۔ چہ میگوئیاں
کرتے رہیں..... حل یہ ہے کہ ہم اس کو یاد کریں... جو ہر چیز
پر قادر ہے... اس کے قبضۂ قدرت میں ہے سب کچھ۔ میں
بس یہی کہنے کے لئے حاضر ہوا تھا۔ تمام تر مشینری اس جہاز کی
تلاش میں مصروف ہے، جونہی کوئی اطلاع ملی آپ کو فوراً بتا دی جائے
گی۔ ریڈیو اور ٹی وی پر اعلان کیا جائے گا۔ آپ لوگ پسند کریں
تو لیٹنے....؟"

ان کے الفاظ درمیان میں رہ گئے۔ ایک آفیسر دوڑتا ہوا
ان کی طرف آیا تھا۔

"سر... ایک اہم اطلاع ملی ہے..... جلدی تشریف لائیے۔"

"اوہ اچھا۔" انہوں نے کہا اور پھر لوگوں سے بولے،

"ذرا انتظار فرمائیے۔"

یہ کہہ کر وہ میز سے اترے اور دوڑتے چلے گئے... اب
لوگوں کی الجھن اور بے چینی میں اور اضافہ ہو گیا... ایسے میں
انسپکٹر جمشید بولے۔

"آئیے بھئی... بیٹھتے ہیں... اب یہاں کھڑے رہنے
کا کوئی فائدہ نہیں۔"

وہ ایک صوفے پر آ کر بیٹھ گئے۔

"یہ تو واقعی ہماری زندگی کی حیرت انگیز ترین خبر ہو گی۔"

فاروق بڑبڑایا۔

"آگے آگے دیکھنا ہوتا ہے کیا۔" محمود نے منہ بنایا

"آگے آگے پھر دیکھ لیں گے... اب دیکھے بغیر کہاں
رہ سکتے ہیں۔" فرزانہ مسکرائیں۔

"پروفیسر صاحب..... آپ کے ذہن میں کوئی بات آتی ہے
آخر یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔"

"ابھی تو ذہن یہی کہہ رہا ہے کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے،
لیکن دنیا میں ایسے بہت سے واقعات پہلے بھی ہو چکے ہیں
ان کے بارے میں بھی کہا گیا ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے لیکن
سب ہوا تھا۔"

"خیر اب دیکھتے ہیں کیا اطلاع ملی ہے۔" خان رحمان بولے
اور پھر دس منٹ بعد سپیکر پر آواز گونجی۔

"خواتین و حضرات... توجہ فرمائیں... آپ سب کے لئے ایک
خوشخبری ہے۔ جہاز اچانک فضا میں نظر آ گیا ہے اور اب وہ اپنی
منزل کی طرف بڑھ رہا ہے۔ آپ کو تین گھنٹے اور انتظار کرنا
پڑے گا..."

"یہ... یہ کیا بات ہوئی... آخر اتنی دیر جہاز کہاں رہا۔"
بہت سے لوگ چلائے۔

ان کی آوازیں ڈائریکٹر صاحب تک پہنچائی گئیں۔ آخر پھر انہیں

آخر پتا... ایک بار وہ پھر میز پر چڑھ گئے۔

"یہ... یہ کیسے ہو سکتا ہے جناب؟" آوازیں گونجیں۔

"ہو نہیں سکتا... لیکن ہو چکا ہے... جہاز پورے تین
گھنٹے فضا میں غائب رہا... اور پھر اچانک نظر آنے لگا...
اب بالکل درست حالت میں چلا آ رہا ہے بلکہ جہاز سے ...
بھی قائم ہو چکا ہے... پائلٹ اور تمام مسافر بالکل ٹھیک ...
اور اس دنیا کی شاید یہ سب سے حیرت انگیز ترین خبر ...
کہ اس کے عملے اور مسافروں کو قطعاً معلوم نہیں کہ وہ ...
گھنٹے تک فضا میں غائب رہے ہیں!"

"جی... کیا مطلب؟" سب لوگ چلائے۔

"جب پائلٹ سے پوچھا گیا کہ وہ کہاں غائب ہو گیا تھا...
اس نے حیران ہو کر کہا... کیا مطلب... غائب ہو گیا تھا...
میں کیوں غائب ہوتا... ابھی چند منٹ پہلے تو میں ...
نوٹ کر رہا تھا اور اپنی خیریت کی اطلاع دی تھی... اس ...
کے اس جواب نے بے شمار الجھنیں پیدا کر دی ہیں۔ اصل ...
بات جہاز کے آنے پر ہی معلوم ہو سکے گی... اتنا تو ...
جہاز خیریت سے ہے اور تمام مسافر بھی ٹھیک ہیں... لیکن
آپ کو تین گھنٹے اور انتظار کرنا ہوگا... پائلٹ نے وہ ...
تین گھنٹے پہلے دی تھی، تھوڑی دیر پہلے نہیں... یہ کہہ کر ...

میز سے اترے اور چلے گئے۔ لوگ ادھر ادھر ہونے لگے۔ وہ
بھی پھر ریستوران میں آ پہنچے۔

"آپ کے ذہن میں کوئی بات آئی؟" انسپکٹر جمشید نے
پروفیسر داؤد کی طرف دیکھا۔

"نہیں... ذہن الجھ جا رہا ہے... بہر حال جہاز آنے
پر ہی پتا چلے گا۔"

"ہوں!" اور وہ سب سوچ میں ڈوب گئے۔

ٹھیک تین گھنٹے بعد اعلان کیا گیا کہ جہاز ایئر پورٹ پر
اتر رہا ہے اسے ملٹری کے گھیرے میں لیا جائے گا۔ پہلے چیکنگ
ہو گی پھر مسافروں کو اتارا جائے گا۔ جہاز کا عملہ البتہ اس
کے بعد بھی وہیں رہے گا۔"

"میرا خیال ہے... ہمیں اندر چلنا چاہیے۔" انسپکٹر جمشید بولے

"بالکل ٹھیک ہے۔" محمود نے خوش ہو کر کہا۔

وہ اٹھے اور رن وے والے دروازے پر پہنچے... جہاں
ملٹری کے جوان موجود تھے... انہیں اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر
دور سے ہی بولے:

"نہیں جناب... کسی کو اجازت نہیں ہے۔"

"لیکن جناب... ہمیں تو آپ اجازت دے ہی دیں

مہربانی ہوگی" فاروق بولا۔

"سوری سر" انہوں نے نفی میں سر ہلائے "کسی کو بھی اجازت نہیں ہے۔"

"جیسے آپ کی مرضی۔ اب ذرا اس پر ایک نظر ڈال لیں" انسپکٹر جمشید نے اپنا خصوصی اجازت نامہ نکال کر سامنے کر دیا۔ وہ فوراً با ادب ہو گیا اور بولا:

"تشریف لے جائیے جناب۔"

"بہت بہت شکریہ۔"

اور وہ جہاز کے نزدیک ہوتے چلے گئے۔ راستے میں بھی انہیں کئی مرتبہ ٹوکا گیا لیکن جونہی اجازت نامے پر نظر پڑتی راستہ دے دیا جاتا۔

"آج تو یہ بے چارہ بہت کام آ رہا ہے" فاروق مسکرایا

"آ تو رہا ہے، لیکن ہم اس کے بغیر بھی یہاں تک آ سکتے تھے۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"شکر ہے۔ یہ جہاز صاحب نظر تو آئے۔ بھلا یہ تین گھنٹے تک کہاں رہے ہوں گے۔ ہیلی کاپٹر تو یہ ہیں نہیں۔"

"ہاں! یہ سوالات تو یہاں موجود تمام لوگوں کے ذہنوں میں گونج رہے ہوں گے۔"

وہ عین جہاز کے سامنے پہنچ گئے۔ ابھی اس کا انجن چل

رہا تھا۔۔۔ انجن کی پر شور آواز کان پھاڑے جا رہی تھی۔ جہاز کے دروازے ابھی تک بند تھے۔ ملٹری کے جوان جہاز کو پوری طرح گھیرے میں لئے ہوئے تھے اور شاید انہیں کسی کا انتظار تھا آخر ایر پورٹ حکام اور ملٹری کے چند بڑے آفیسر آتے نظر آئے نزدیک آ کر ایر پورٹ آفیسر نے اشارہ دیا۔

"کیپٹن۔۔۔ دروازے کھول دیئے جائیں۔۔۔ مسافروں کو نکل جانے دیا جائے تاہم مسافر ابھی انتظار گاہوں میں ٹھہریں گے۔ شاید ان سے بھی کچھ سوالات پوچھنے کی ضرورت پیش آئے۔"

جہاز کے دروازے کھل گئے۔ مسافر جلدی جلدی باہر نکلنے لگے۔ ان کے چہروں پر کوئی حیرت نہیں تھی۔ تمام مسافر خوش تھے۔ ہنستے مسکراتے باہر نکل رہے تھے۔ البتہ ملٹری کا گھیرا دیکھ کر انہیں حیرت ضرور ہو رہی تھی۔۔۔ آخر تمام مسافر جہاز سے اتر گئے۔ اب عملے کے لوگ اترنے لگے۔ فوراً ہی فوجی دستہ آگے بڑھا اور ان کے گرد ایک اور گھیرا ڈال دیا گیا۔

"اب بتائیے کیپٹن۔۔۔ آپ چھ گھنٹے کہاں رہے۔"

"یہ سوال ہم سے فضا میں بھی پوچھا جا چکا ہے۔ لیکن ہم چھ گھنٹے کیا۔۔۔ چھ منٹ۔۔۔ بلکہ چھ سیکنڈ بھی کہیں نہیں رہے۔۔۔ یہ دیکھئے ہماری گھڑیاں۔۔۔ بالکل ٹھیک تین بجا رہی ہیں۔ جہاز کے یہاں پہنچنے کا وقت بھی بالکل ٹھیک تین بجے

دوپہر کا ہے۔

سب نے ان کی گھڑیوں پر نظریں ڈالیں۔ واقعی تین ب
رہے تھے اور تاریخ بھی وہی تھی ۔۔۔ اب ایر پورٹ حکام ن
اپنی گھڑیاں جہاز کے عملے کے آگے کر دیں اور بولے :

ہم سب کی گھڑیوں پر اس وقت نو بج رہے ہیں ۔ سو
جبکہ دیر ہوئی غروب ہو چکا ہے۔ آپ ذرا اپنے ارد گرد
دیکھ لیں۔

عملے نے جونہی آسمان کی طرف دیکھا ان کے منہ کھلے کے
کھلے رہ گئے ۔۔۔ پھر ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا :

" یہ ۔۔۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے ۔

حیرت در حیرت

چند لمحے تک خاموشی طاری رہی ۔ آخر ایک آفیسر نے کہا
" یہی تو ہم پوچھتے ہیں کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے ۔ آپ کا جہاز
چھ گھنٹے لیٹ پہنچا ہے ۔ ایر پورٹ کا ہر آدمی یہ بات آپ
کو بتائے گا ۔ سیکڑوں لوگ ان مسافروں کا چھ گھنٹے انتظار کر
چکے ہیں ۔ جہاز کو یہاں دوپہر کے ٹھیک تین بجے پہنچ جانا
چاہیے تھا ۔ ہمارے آلات اور نزدیکی ایرپورٹوں نے اچانک ہمیں
بتایا کہ جہاز فضا میں سے اچانک غائب ہو گیا ہے اور کوشش
کے باوجود کہیں نہیں دیکھا جا رہا ۔ یہ خبر حیران کن ترین تھی ۔۔۔۔
سب نے یہی خیال کیا کہ جہاز میں خرابی ہو گئی اور زمین پر گر گیا۔
اس لئے زمین پر اس کی تلاش شروع ہو گئی ۔ لیکن اس تمام راستے
میں کہیں سے بھی جہاز کے گرنے کی خبر نہ مل سکی ۔۔۔ اور ہم لوگ
حیرت کے سمندر میں ڈوبتے گئے ۔ اس سے زیادہ دلچسپ بات
آج تک سننے نہیں آئی تھی ۔۔۔ کہ فضا میں اڑتا ہوا ایک جہاز

اچانک غائب ہو جاتے ۔ نہ وہ زمین پر گرا ہو ۔۔۔ نہ فضا میں
کہیں نظر آئے ۔۔۔ تو وہ آخر جا کہاں سکتا ہے ۔ اس سوال
نے سب کو چکرا دیا ۔ ہم لوگوں کو ان لمحات میں ہزاروں چکر
تو ضرور آئے ہوں گے ۔ اور پھر تین گھنٹے پہلے اطلاع ملی کر جہاز
اچانک فضا میں نظر آ گیا ہے ۔ اس وقت پھر آپ لوگوں سے رابطہ
قائم کیا گیا تو آپ کی طرف سے کسی حیرت کا اظہار نہ ہوا ۔۔۔ اور آپ
نے بتایا کہ آپ معمول کے مطابق آ رہے ہیں ۔

"ہاں ! بالکل یہی بات ہے ۔" کیپٹن نے کہا ۔

"دیکھئے کیپٹن بوگر ۔۔۔ ہم سب جانتے ہیں کہ جہاز چھ گھنٹے
زائد فضا میں رہا ہے ۔۔۔ لیکن آپ اس بات کو نہیں مانتے ۔۔۔
جب کہ یہاں کا وقت آپ سے کہہ رہا ہے کہ اس بات کو
ماننا ہو گا ۔"

"اس بات پر تو میرا دماغ گھومنے لگا ہے ۔" کیپٹن
بوگر نے کہا ۔

"اچھا ۔۔۔ ایک اور بات ہے ۔۔۔ ہم جہاز کا تیل چیک
کر لیتے ہیں ۔۔۔ آپ معمول کے مطابق جب اس طرف سے چلتے
ہیں تو تیل کی ٹنکی بھروا کر چلتے ہیں ۔۔۔ اور یہاں پہنچنے پر
کتنا تیل باقی ہوتا ہے ۔"

"تقریباً چار سو لیٹر کا باقی ہوتا ہے ۔"

"اور اس وقت کتنا باقی ہے ؟"

"جب میں نے فضا میں آپ لوگوں کی بات سنی تھی اسی
وقت میں نے سب سے پہلے تیل کی پوزیشن بتانے والی
سوئی پر ہی نظر ڈالی تھی ۔ آپ کو یہ سن کر حیرت ہو گی کہ
اس وقت تیل معمول کے مطابق چار سو لیٹر باقی ہے ۔۔۔
بے شک آپ خود چیک کر سکتے ہیں ۔"

"نہیں ۔۔۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے ۔" ایئرپورٹ حکام ایک ساتھ
چلائے ۔

"میں نے کہا نا ۔۔۔ چیک کر لیں سر ۔"

پٹرول چیک کیا گیا ۔ کیپٹن بوگر کا بیان درست ثابت ہوا ۔

"اف مالک ۔۔۔ یہ سب کیا ہے ۔۔۔ جہاز یہاں چھ گھنٹے
دیر سے پہنچا ہے ۔ اس دوران فضا میں کہیں ٹھہر تو سکتا
نہیں تھا لہٰذا انجن چلتا رہا ہے ۔۔۔ اس لحاظ سے چھ گھنٹے
تک پٹرول خرچ ہوتا رہا ہے اور چار سو لیٹر پٹرول کسی
صورت بھی نہیں بچ سکتا ۔۔۔ لیکن پٹرول موجود ہے ، اور
ادھر یہاں وقت چھ گھنٹے زیادہ گزر چکا ہے ۔ آخر اس
بات کا جواب کون دے گا ۔"

کیپٹن بوگر سر پکڑ کر بیٹھ گیا ۔۔۔ باقی لوگوں کی حالت بھی
بہتر نہیں تھی ۔ ان کے سر گھوم رہے تھے ۔

"یہ واقعہ شاید دنیا کا آٹھواں عجوبہ ہے۔" ایک عسکری آفیسر بولے۔

"وہ تو خیر ہوگا... سوال یہ ہے کہ ہم اس کا جواب کیسے تلاش کریں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟"

"چند واقعات ایسے تو ہو چکے ہیں کہ جہاز فضا میں سے اچانک غائب ہو گئے اور پھر ان کا آج تک پتا نہیں چلا لہٰذا ان کے بارے میں جان لیا گیا کہ وہ جہاز سمندر میں گر کر ڈوب گئے اور کچھ بھی نہ بچ سکا... لیکن یہ واقعہ اپنی نوعیت کا حیرت انگیز ترین کہا جا سکتا ہے۔"

ایسے میں انسپکٹر جمشید آگے بڑھے اور بولے:

"اجازت ہو تو میں کچھ عرض کروں۔"

سب کے سب ان کی طرف گھوم گئے... ان کی آواز ہی ایسی بارعب تھی۔

"جی فرمایئے... پہلے تعارف ہو جائے، آپ ہیں کون؟" ایک آفیسر نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"میں انسپکٹر جمشید ہوں... اور یہ" انہوں نے باقی لوگوں کا بھی تعارف کرایا۔

"اوہو... آپ لوگ تو بہت مشہور و معروف ہستیاں ہیں خیر... فرمایئے۔ آپ کیا رائے پیش کرنا چاہتے ہیں؟"

"یہ مسئلہ یہاں کھڑے رہ کر طے نہیں ہو سکتا... پہلی بات تو یہ کہ ہمیں کہیں چل کر اطمینان سے بیٹھ جانا چاہیے اور چند ماہر ڈاکٹروں اور انجینئروں کو بلا لینا چاہیے۔"

"ڈاکٹروں اور انجینئروں کو؟" وہ مسکرائے۔

"آپ بلا تو لیں پہلے۔"

ان کی ہدایت پر عمل کرنے کے سوا وہ اور کر ہی کیا سکتے تھے... ان لوگوں کو خود تو کچھ سوجھ نہیں رہا تھا۔ جلد ہی وہ سب کانفرنس روم میں موجود تھے اور ماہر ترین ڈاکٹر اور انجینئر بھی آ چکے تھے۔ انسپکٹر جمشید نے ان لوگوں کو بھی تمام واقعہ پوری وضاحت کے ساتھ سنایا۔ ان کے چہروں پر پہلے ہی حیرت کا سمندر موجیں مار رہا تھا۔ وضاحت کے بعد انسپکٹر جمشید بولے:

"میں پائلٹ صاحبان سے ایک بات پوچھتا ہوں۔ آپ لوگوں نے کھانا کب کھایا تھا؟"

"پچھلے ایئرپورٹ سے پرواز کرنے کے بعد۔" کیپٹن برگ نے کہا۔

"گویا ساڑھے نو گھنٹے پہلے۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"نہیں جناب ساڑھے تین گھنٹے پہلے۔" کیپٹن برگ کے لہجے میں حیرت تھی۔ وہ حیران تھا کہ انسپکٹر جمشید کھانے کی بات کیوں پوچھ رہے ہیں۔

اب انسپکٹر جمشید ڈاکٹر صاحبان کی طرف مڑے۔
"ڈاکٹر صاحب! ان لوگوں نے کھانا ہمارے حساب سے
ساڑھے نو گھنٹے پہلے کھایا تھا... ہمارے وقت کے لحاظ
لیکن ان کا کہنا ہے کہ انہوں نے کھانا ساڑھے تین گھنٹے پ
کھایا تھا.... ہمارے حساب سے وہ کھانا ان کے معدہ
اب موجود نہیں ہونا چاہیے کیونکہ چھ گھنٹے میں کھانا ہضم
جاتا ہے۔ لیکن اگر ساڑھے تین گھنٹے گزرے ہیں تو کھانا ان
معدوں میں موجود ہو گا۔ بس آپ صرف یہ چیز چیک کر
"اوہ... اب سمجھ میں بات آئی کہ آپ کیوں یہ پوچھ
تھے!" کیپٹن برگر مسکرایا۔
"پہلے تو کیپٹن صاحبان خود ہی بتا دیں کیا وہ بھوک محسو
کر رہے ہیں!" ایک ڈاکٹر نے مسکرا کر پوچھا
"نہیں۔ ابھی تو ہم تین گھنٹے بعد کھانا کھائیں گے!"
"وہی کرنا ہوگا جو میں نے کہا ہے!" انسپکٹر جمشید نے کہا
"اچھی بات ہے! ہم ابھی ان لوگوں کے معدے چیک
کر لیتے ہیں... آئیے صاحبان!"
ڈاکٹر انہیں لے کر ایک دوسرے کمرے کی طرف چلے
اب انسپکٹر جمشید انجینئروں کی طرف بڑھے۔
"آپ جہاز چیک کریں اور اس میں کسی تبدیلی کا

چلائیں!"
"اچھی بات ہے!" انہوں نے کہا اور اٹھ کر جہاز کی طرف
چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد انسپکٹر جمشید بولے:
"گھڑیاں پیچھے کی جا سکتی ہیں۔ جہاز میں پیٹرول ڈلوایا جا
سکتا ہے لیکن ان لوگوں نے کھانے کا حساب ہرگز نہیں رکھا ہوگا۔"
"کیا مطلب... آپ کیا کہنا چاہتے ہیں!" ایئر پورٹ کے
ایک انجینئر نے حیرت زدہ انداز میں کہا۔
"یہ کہ... ان لوگوں نے کوئی سازش کی ہے۔ جہاز کو
اچانک کسی نامعلوم جگہ اتارا ہے... کیوں اتارا ہے... یہ بات
ہمیں معلوم کرنا ہوگی۔
"بالکل! اب تو یہ کیس ہماری جانوں کے ساتھ چپک کر
رہ جائے گا... فاروق بولا۔
اسی وقت ڈاکٹر صاحبان آ گئے۔ ان کے چہروں پر حیرت
تھی!
"کھانا ان کے معدوں میں ابھی تک موجود ہے اور اسے
مکمل طور پر ہضم ہونے میں تین گھنٹے لگیں گے!"
"اوہ! ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔ پھر وہ محمود،
فاروق اور فرزانہ کی طرف بڑھے۔
"تم ڈاکٹر صاحب کے ساتھ جہاز کے مسافروں کے پاس جاؤ

ان میں سے بھی چند ایک کے معدے چیک کرنا ہوں گے
ان کے بیانات بھی لے لینا کہ کتنی دیر پہلے انہوں نے ک
کھایا تھا۔"

"جی بہتر... آئیے جناب!" وہ تینوں ڈاکٹروں کو سا
لے کر چلے گئے۔

"آپ اپنے ملک کے لئے کیا کر سکتے ہیں؟" انسپکٹر جم
نے اچانک پائلٹوں سے پوچھا، ساتھ ہی ان کی نظریں ان
چہروں پر گڑ گئیں۔

"جو بھی حکم دیا جائے... ہم ملک کے لئے جان کی باز
لگانے کے لئے بھی تیار ہیں۔" ایک نے کہا۔

"آپ کے ساتھ راستے میں گڑبڑ تو نہیں ہوئی۔ جہاز
اغوا تو نہیں کر لیا گیا تھا؟"

"ہرگز نہیں... ایسی کوئی بات نہیں ہوئی بلکہ کسی قس
کی بھی کوئی بات نہیں ہوئی... ہم نے اپنا سفر بالکل
کے مطابق طے کیا ہے۔ اور اپنے حساب سے بالکل ٹھیک وقت
پر یہاں پہنچے ہیں۔ ایک منٹ کا بھی تو فرق نہیں ہے...
اب یہ اور بات ہے کہ جب ہم یہاں پہنچے تو چھ گھنٹے کا
وقت زائد گزر چکا تھا... پر یہ کس طرح ہو سکتا ہے، ہم
کچھ نہیں جانتے۔" دوسرے نے جذباتی انداز میں کہا۔ اب انسپکٹر

جمشید اس آفیسر کی طرف مڑے اور مسکراتے ہوئے بولے:
"آپ کا خیال بالکل درست ہے۔"

"کک... کون سا خیال؟" وہ چونکے۔

"یہ کہ یہ تینوں فٹ ہیں۔ ان پر کسی قسم کا شک نہیں کیا
جا سکتا۔"

"ہاں... لیکن... پھر... اس واقعے کو ہم کس طرح ہضم کریں؟"
ایک اور آفیسر بولے۔

"واقعے پر غور کیا جائے گا، اور جو کچھ بھی کرنا پڑے گا وہ
کریں گے۔"

تھوڑی دیر بعد انجینئر بھی آ گئے۔ ان کے انچارج نے کہا
"جہاز بالکل ٹھیک ہے... لیکن...."

"لیکن کیا؟" وہ چونکے۔

"ایک عجیب بات محسوس ہوتی ہے، اور پھر اس بات کو
سمجھ نہیں سکے۔"

"جلدی بتائیں۔"

جہاز کا رنگ بالکل سفید تھا۔ اب قدرے بھورا ہو گیا ہے۔"

"اوہ!" ان کے منہ سے نکلا۔

"کیپٹن صاحب! آپ تو ہر وقت جہاز کو دیکھتے رہے ہیں
ذرا جا کر اس چیز کا بھی جائزہ لے آئیں۔" انسپکٹر جمشید نے

حیرت زدہ انداز میں کہا۔

"جی بہتر۔" تینوں نے کہا اور باقی عملے کو بھی ساتھ لے
چلے گئے۔

اسی وقت ڈاکٹرز صاحبان کے ساتھ محمود، فاروق اور
فرزانہ آ گئے۔

"ان کے معدوں کا بھی وہی حال ہے۔ معدوں میں کھ
ابھی موجود ہے اور اسے ہضم ہونے میں تین گھنٹے لگیں

"ہوں، خیر... دیکھتے ہیں۔" یہ کہہ کر وہ خلا میں بکنے

"اور کوئی خاص بات معلوم ہوئی؟" محمود نے پوچھا

"جہاز کی مشینری بالکل ٹھیک ہے۔ کہیں کوئی فرق نہیں
ہے... بس ایک فرق نظر آیا ہے... اور وہ یہ کہ جہاز
کا رنگ سفید تھا لیکن اب بھورا ہو گیا ہے۔"

"بھورا ہو گیا ہے... وہ... وہ کیسے؟" فرزانہ حیران رہ گ

"یہ ابھی ہمیں کیا معلوم۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

اسی وقت پائلٹ آ گئے۔ ان کے چہروں پر عدم
حیرت نظر آ رہی تھی۔

"واقعی جناب... جہاز کا رنگ بھورا ہو چکا ہے... ک
ایک جگہ سے نہیں پورا جہاز بھورا ہو چکا ہے... اور
کوئی کم حیرت کی بات نہیں ہے۔"

"اللہ اپنا رحم کرے۔" معاملہ سلجھنے کی بجائے ہر جگہ الجھتا
ہی جا رہا ہے... خیر... اب مسافروں کو جانے دیا جائے۔
وہ بے چارے تو پہلے ہی بہت لیٹ ہو چکے ہیں... اور
ہم اپنے مہمانوں کو تو بھول ہی گئے۔ اب ہم بھی چلتے ہیں۔ اور
اس سلسلے میں کام شروع کرتے ہیں۔

ایئرپورٹ حکام کچھ نہ بولے... بولتے بھی کیا... ان کی
تو عقلیں دنگ تھیں... وہ مسافروں کی طرف آ گئے۔ لیکن ان
کے مہمان کہیں بھی نظر نہ آئے۔

"ہمارے مہمان تو ان مسافروں میں نہیں ہیں۔" انسپکٹر جمشید
بولے۔

"ہو سکتا ہے کسی وجہ سے سوار ہی نہ ہوئے ہوں۔"

"اس صورت میں انہیں فون کرنا چاہیے تھا۔" انسپکٹر جمشید
بڑبڑائے۔

"اور... انکل... آپ کے مہمان؟"

"وہ بھی نظر نہیں آ رہے۔"

"یہ ایک اور عجیب بات ہوئی۔" محمود نے منہ بنا کر کہا۔

"یوں کہنا چاہیے... آج کا دن عجیب ترین باتوں کا
دن ہے۔" فاروق بولا۔

"آیئے چلیں۔ گھر چل کر انہیں فون کرتے ہیں۔"

"لیکن ابا جان۔ پہلے یہاں یہ تو معلوم کر لیں کہ جہاز
مسافر لے کر چلا تھا اور اب کتنے ہیں۔"

"اوہ... ارے!" ان کے منہ سے نکلا۔ پھر وہ سا
کی طرف دوڑ پڑے۔ ابھی مسافروں کے جانے کے لئے
نہیں کھولا گیا تھا لیکن کھولا جانے ہی والا تھا۔

"ایک منٹ جناب... ایک بات رہ گئی۔ ابھی چند
کے لئے انہیں اور رکنا پڑ گیا۔ بس صرف چند منٹ...
ہے آپ محسوس نہیں کریں گے۔ معاملہ ہی اب کچھ پراسرار
یہ الفاظ انہوں نے مسافروں کی طرف دیکھ کر کہے... پھ
عملے کی طرف دوڑے۔

"ایک بات رہ گئی جناب! آپ کل کتنے مسافروں کو
کر روانہ ہوئے تھے۔"

"۴۱۳ مسافر!"

"شکریہ... آئیے... آپ بھی مدد کریں... ہمیں تمام
کو گننا ہے۔"

"کیا مطلب... مسافروں کو گننا ہے۔"

"ہاں! ہمارے مہمان مسافروں میں شامل نہیں ہیں، جب
آخری اطلاع کے مطابق وہ جہاز میں سوار ہوئے تھے۔" ان
نے جلدی جلدی کہا۔

نے جلدی جلدی کہا۔

"نہیں نہیں... یہ کیسے ہو سکتا ہے۔"

"یہ جملہ تو ہم بہت دیر سے بول رہے ہیں... یہ کیسے
ہو سکتا ہے۔" فاروق نے کہا۔

اب سب مسافروں کی طرف مڑ پڑے... ان کی گنتی
شروع ہو گئی... اور پھر ان سب کے پیروں تلے سے زمین
نکل گئی۔

چار سو تیرہ مسافروں میں سے وہاں صرف ۳۹۹ مسافر
موجود تھے... گویا چودہ مسافر غائب تھے۔

اور وہ سب سر پکڑ کر بیٹھ گئے۔

نوٹ بکیں

گھر آ کر انہوں نے اپنے مہمانوں کے نمبر ملائے... دوسری طرف سے انہیں بتایا گیا کہ وہ تو جہاز پر سوار ہو کر جا چکے ہیں.... پروفیسر داؤد کے مہمان بھی جہاز پر سوار ہو چکے تھے۔

"جمشید... ہمارے مہمان کہاں گئے۔"

"صرف ہمارے مہمان ہی نہیں، چند اور آدمی بھی" انسپکٹر جمشید بولے۔

"ہاں یونہی سہی۔ وہ کہاں گئے"

"پروفیسر صاحب... یہ آپ مجھ سے پوچھ رہے ہیں... اس سوال کا جواب تو پائلٹ بھی نہیں دے سکے۔ بلکہ وہ تو مارے حیرت کے بے ہوش ہو چکے ہیں۔ ان کے ہوش میں آنے پر بھی ان سے کچھ معلوم نہیں ہو سکتا... اب ہمیں گھر نکلنا ہو گا... پھر جہاز کے پورے راستے کو چیک کریں گے

انہوں نے جلدی جلدی کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو جمشید... یہ کوئی آسان کام ہے"

"نہیں... آسان کام نہیں ہے... بہت مشکل کام ہے لیکن ہمیں کرنا تو پڑے گا۔ اور ہم کر ہی کیا سکتے ہیں... کیا ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جائیں"

"نہیں... ہمیں واقعی کچھ کرنا ہو گا... جو لوگ غائب ہوئے ہیں ان کے گھر والوں کا کیا حال ہو گا... یہ بھی تو مسئلہ ہے... اور پھر جہاز کا مسئلہ الگ پریشان کن ترین مسئلہ ہے۔ آخر جہاز پچھلے گھنٹے کہاں غائب رہا... اب تو پائلٹ بھی اس بات سے انکار نہیں کر سکے... کیونکہ چودہ آدمی غائب ہیں اگر جہاز کہیں نہیں رکا تو یہ چودہ آدمی کہاں گئے۔ ہمیں پائلٹوں سے کم از کم اس سوال کا جواب تو معلوم کرنا ہو گا"

"ہاں! ہم کریں گے... لیکن... پہلے ہوش میں تو آ جائیں" انسپکٹر جمشید کھوئے کھوئے انداز میں بولے۔

"میں حیرت کے سمندر میں ڈوبا جا رہا ہوں" ایسے میں فاروق بڑبڑایا۔

"بھائی آپ ڈوب ہی جائیں" محمود نے منہ بنایا۔

"فاروق... تمہیں... تمہیں ایسے میں مذاق کی سوجھی ہے" انسپکٹر جمشید جھلا اٹھے۔

"اور کیا کر سکتا ہوں... جہاز کے معاملہ کا کوئی حل
بتانے سے رہا... یہ کام تو کرے گی فرزانہ"

"اوہ فرزانہ" سب کے منہ سے نکلا۔

"اوہ فرزانہ نہیں، صرف فرزانہ... ورنہ فرزانہ برا مان
جائے گی"

"کیا فرزانہ فرزانہ لگا رکھی ہے" انسپکٹر جمشید جل گئے۔

"میرا خیال ہے جمشید... ہمیں خلائی ماہرین سے مش
کرنا چاہیے۔ اس راستے کا جائزہ کس طرح لیا جائے... یہ
معلوم کرنا چاہیے"

"ہاں یہ بھی کر لیتے ہیں... ویسے ہم شاید ہی کسی نتیجے
پر پہنچیں"

"تب پھر... غیر ملکی ماہرین کو بلانا ہوگا... اور ہاں
ایک بات اور... کبھی دنیا میں اس قسم کا کوئی اور واقعہ
پیش آ چکا ہے" فرزانہ چلائی۔

"کوئی اور واقعہ... واقعی فرزانہ... تمہارا جواب نہیں...
یہ بات کی ہے تم نے"

"لیجیے... تعریف فرزانہ کی ہوگئی... حالانکہ توجہ میں نے
دلائی تھی" فاروق نے منہ بنایا۔

"نہیں فاروق... تمہارا بھی شکریہ... واقعی یہ کام تم

بھی ہے... فرزانہ میری پرانی ڈائریاں اٹھاؤ۔ جلدی کرو۔

"جی بہتر"

"ڈائریوں کا کرو گے کیا جمشید"

"دنیا میں جب بھی کوئی عجیب ترین واقعہ ہوتا ہے تو میں اسے
ڈائری میں درج ضرور کرتا ہوں"

"لیکن جمشید.... اگر اس قسم کا کوئی واقعہ کہیں ہوا ہوتا، تو
کیا تم اس کی طرف متوجہ نہ ہوتے"

"ہمارے ملک میں واقعے کا ہونا اور بات ہے... دنیا
میں کسی جگہ واقعے کا ہونا اور بات ہے۔ اسے میں پوری دنیا
کے معاملات میں تو ٹانگ نہیں اڑا سکتا" انہوں نے جلدی
جلدی کہا۔

اسی وقت فرزانہ ڈائریاں اٹھا لائی۔

"عجیب واقعات میں سلسلے کے بالکل اوپر اہم نوٹ کے
سامنے لکھتا ہوں... ہر ڈائری کا ہر صفحہ دیکھنا ہوگا.....
لہٰذا ایک ایک ڈائری ہر آدمی چیک کرنا شروع کر دے" انسپکٹر
جمشید بولے۔

"ایک ڈائری مجھے بھی دے دیں... میں بھی فارغ بیٹھی
ہوں" باورچی خانے سے بیگم جمشید کی آواز سنائی دی۔

"فارغ ہو تو باورچی خانے میں کیوں ہو" انسپکٹر جمشید نے

منہ بنایا
"اس سے بہتر جگہ پورے گھر میں نہیں" بیگم جمشید بولیں
اور وہ مسکرا دیئے ... ایک ڈائری انہیں بھی دی گئی
اور پھر وہ ڈائریوں میں گم ہو گئے۔ صحن میں صرف ورق ا
کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں، ایسے میں باورچی خانے سے
آواز ابھری
"ایک خبر مجھے تو نظر آئی ہے"
"بہت خوب۔ اس تاریخ کو نوٹ کر لو اور کام جاری ر
انسپکٹر جمشید خوش ہو کر بولے۔
کام جاری رہا ... پھر خان رحمان کی آواز ابھری،
"ایک خبر مجھے بھی نظر آئی ہے"
"واہ ... مزا آ گیا ... اگر خبریں نظر آنے کا یہی حال
تو یہ کیس تو یہیں بیٹھے بیٹھے حل ہو جائے گا ... اور ہ
کہیں بھی نہیں جانا پڑے گا" فاروق نے خوش ہو کر کہا۔
"اس خوش فہمی میں بھی نہ رہیں ... مجھے تو اب محسوس ہو
رہا ہے کہ ہمیں تب بھی ایک لمبا سفر اختیار کرنا پڑے گا
بلکہ اس سفر میں انکل کامران مرزا اور شوکی برادرز کو بھی سا
ملانا ہو گا" محمود نے جلدی جلدی کہا۔
"تمہیں ہو رہا ہو گا محسوس ... ہم اس کا اثر کیوں

"اثر خود بخود تم تک پہنچ جائے گا ... فکر نہ کرو" فرزانہ
مسکرائی۔
"ارے ہائیں ... تم نے ابھی ابھی کیا بات کہی تھی ...
انکل کامران مرزا اور شوکی برادرز والی" فاروق چونکا۔
"بھئی ڈائریوں والا کام پہلے کر لو ... باتوں کی وجہ سے
نظر چوک سکتی ہے" انسپکٹر جمشید نے تنگ آ کر کہا۔
اور ایک بار پھر خاموشی چھا گئی ... اس بار ساری
ڈائریاں دیکھ لی گئیں ... پھر جو خبریں ملی تھیں انہیں الگ کر
لیا گیا ... اب ان سب نے ان خبروں کا مطالعہ کیا۔ تاریخیں نوٹ
کی گئیں ... پھر اخبارات کی فائلوں میں سے وہ خبریں نکال گئیں
ان سب کو غور سے پڑھا گیا ... آخر انسپکٹر جمشید بولے
"ان سب خبروں میں جہاز سرے سے غائب ہو گئے
ہیں ... فضا میں سے اچانک جہاز غائب تو ہوتے ہیں ...
پھر نظر نہیں آتے۔ ان کا سراغ بھی نہیں لگایا جا سکا کہ وہ
کہاں گئے۔ لیکن جو واقعہ ہمارے ساتھ پیش آیا ہے، اس
جیسا واقعہ شاید کبھی نہیں ہوا۔ یا پھر ہمارے علم میں
نہیں ... میرا خیال ہے ہمیں اس میدان میں رہ کر اور
کام بھی کرنا ہو گا۔ ایئرپورٹ کے اعلیٰ حکام کے ذریعے
کام نہیں ہو گا۔ وہ دنیا بھر کے ہوائی اڈوں سے بات کریں

اور معلوم کریں کہ کیا اس قسم کا کوئی واقعہ ہو چکا ہے؟ ہمیں اس جہاز کا راستہ بھی معلوم ہونا چاہیے... اس کی بھی ضرورت ہے... لہٰذا میں چلتا ہوں... آپ لوگ آرام کریں..."

"کیوں... تم تنہا کیوں جا رہے ہو، ہمیں بھی ساتھ لیتے جاؤ" خان رحمان بولے۔

"نہیں... ابھی آپ لوگوں کا کام شروع نہیں ہوا... پہلے میں معلومات حاصل کر لوں۔"

یہ کہہ کر وہ چلے گئے... تین گھنٹے بعد ان کی واپسی ہوئی تو ان کا چہرہ سفید تھا... انہوں نے سرسراتی آواز میں کہا:

"پوری دنیا میں اس وقت تک ایسے چار واقعات ہو چکے ہیں جہاز اچانک غائب ہوتے اور تین چار یا زیادہ گھنٹوں کے بعد پھر فضا میں نظر آنے لگے اور جب وہ اپنے ایرپورٹ پر اترے تو جہاز کے عملے اور مسافروں کی گھڑیاں بالکل ٹھیک وقت دے رہی تھیں... جس وقت پر کہ انہیں پہنچنا تھا... لیکن ایرپورٹ پر وقت کئی گھنٹے آگے بڑھ چکا تھا۔ ان میں سے تین جہازوں کے چند مسافر بھی غائب پائے گئے... ان کا آج تک کوئی سراغ نہیں ملا... جو جہاز مکمل طور پر غائب ہوئے ان کا بھی آج تک ماہرین سراغ نہیں لگا سکے... سمندر کی

یں تک چھان ماری گئیں... آج تک سراغ اگر کوئی لگ سکا ہے تو بس ایک۔" یہاں تک کہہ کر وہ خاموش ہو گئے۔

مارے حیرت کے ان سب کا برا حال تھا... آخر پروفیسر داؤد بولے:

"اور وہ سراغ کیا ہے جمشید؟"

"یہ کہ ان تمام جہازوں کے راستے میں بحر اوقیانوس کا ایک حصہ مشترک ہے... سب جہاز سمندر کے اس حصے سے گزرے تھے۔"

"کیا مطلب؟" وہ چونکے۔

"گم ہونے والے تمام جہاز... اور غائب ہو کر نظر آنے والے تمام جہاز اور جن جہازوں سے کچھ لوگ بھی غائب ہوئے وہ جہاز بھی... اس جگہ سے گزرے تھے... سمندر کے اس حصے کے ایک سرے پر ایک جزیرہ بھی ہے... اس کا نام برموڈا ہے۔ اس لحاظ سے سمندر کے اس حصے کو برموڈا تکون کہا جانے لگا ہے کیونکہ سمندر کا وہ حصہ تکون شکل کا ہے۔"

"پراسرار سمندر۔" فاروق کے منہ سے نکلا۔

"ہاں! جن لوگوں کے جہاز اور ان کے مسافر غائب ہو گئے ان ممالک نے سراغ لگانے کی سرتوڑ کوششیں کیں لیکن کچھ بھی معلوم نہیں کر سکے۔"

"بات آہستہ آہستہ میرے ذہن میں سما رہی ہے۔" فاروق
"کیا مطلب؟"
"مطلب یہ کہ سراغ لگانے کی ذمے داری اب جہاز
پر چلتی نظر آ رہی ہے۔"
"پہلے پوری بات سن لو۔" انسپکٹر جمشید نے اسے گھ
"جی... جی بہتر... سنائیے پوری بات۔"
"جن ممالک کے جہاز یا جہاز کے مسافر غائب ہوئے
ان سب نے تحقیقاتی ٹیمیں ترتیب دیں... وہ اس جگہ
روانہ ہوتے جہاں سے جہاز لاپتہ ہوتے تھے... اور اس
تک گئے جہاں جہاز کو پہنچنا تھا... مطلب یہ کہ پورے
کا باریک بینی سے جائزہ لیا گیا... راستے میں آنے وا
جنگلوں، دریاؤں، سمندر اور پہاڑوں کو کھنگالا گیا... لو
سے مل کر پوچھ گچھ کی گئی لیکن کوئی سراغ نہ مل سکا۔ یہ
تک کہ انہوں نے اس مہم میں بہت سال صرف کر ڈالے
لیکن نتیجہ وہی ڈھاک کے تین پات رہا... آخر تنگ آ
وہ صبر کر کے بیٹھ رہے۔ بس ان تمام کیسوں میں ایک
ایسی ہے جو ہر ایک میں پائی جاتی ہے۔" یہاں تک ک
انسپکٹر جمشید خاموش ہو گئے۔
"آپ کا مطلب ہے وہی پُراسرار تکون والی بات

نے حیرت زدہ آواز میں کہا۔
"ہاں پُراسرار تکون ان تمام جہازوں کے راستے میں آتی ہے
یعنی ان سب جہازوں کو اس تکون کے اوپر سے گزرنا پڑا تھا۔
بس... اس وقت تک کوئی سراغ ملا ہے تو یہ..."
"لیکن ابا جان... ان لوگوں نے اس سراغ سے فائدہ اٹھانے
کی کوشش کیوں نہیں کی۔" فرزانہ بڑبڑائی۔
"کیا کہتی ہو... ان لوگوں نے اور کوشش نہیں کی ہو گی
انہوں نے تو سر توڑ کوشش کی... ہر ممکن ترکیب کروائی
مگر وہ کوئی سراغ نہ لگا سکے..."
"لیکن کیوں... اس قدر ترقی یافتہ قومیں اور اس بات کا
سراغ نہ لگا سکیں۔" محمود کے لہجے میں حیرت تھی۔
"ہاں! نہیں لگا سکیں... وہ لوگ لانچوں کے ذریعے گئے۔
آبدوزوں کے ذریعے گئے۔ سمندری جہازوں کے ذریعے گئے اور
ہیلی کاپٹروں کے ذریعے بھی گئے... لیکن... کچھ بھی نہ بن سکا
"یا اللہ رحم۔" ان کے منہ سے نکلا
"ان تمام باتوں کے ساتھ ساتھ ایک اور عجیب بات...
سمندر کے اس حصے کے ساتھ جو جزیرہ برمودا ہے... اس
کے ارد گرد کچھ سالوں سے عمودی چٹانیں نظر آنے لگی ہیں۔
پہلے اس کے گرداگرد یہ چٹانیں نہیں تھیں... وہ جزیرہ آباد

تھا... اس پر کافی آبادی تھی... لیکن اب اس کے گر
چٹانیں ہیں... کوئی اس طرف نہیں جاتا... بلکہ جا ہ
نہیں سکتا... اگر کوئی شخص اس جزیرے میں داخل ہونا چ
تو اپنی کوشش میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ سنا ہے اس جز
کے اوپر چٹانوں کی نوکیں اس طرح جھک گئی ہیں کہ ان کے
سرے ایک دوسرے سے مل گئے ہیں اور اس طرح جزیرہ اوپ
سے بھی بند ہو گیا ہے۔ مطلب یہ کہ کوئی ہوائی جہاز یا ہی
کاپٹر پر بھی اس میں نہیں اتر سکتا۔"

"پہلے ہی کیا کم حیرت انگیز باتیں سننے میں آتی ہیں تو ایک
اور سن لی... اس کا مطلب ہے... اب ہمیں اس جزیرے
میں بھی داخل ہونے کی کوشش کرنا ہوگی۔" فاروق نے گھبر
کہا اور باقی اس کے انداز پر مسکرا دیئے۔

"بلکہ میرا خیال ہے... سمندر کے اس حصے کا راز جان
کے لئے جزیرے میں اترنا انتہائی ضروری ہے۔ جب تک ہم
ایسا نہیں کریں گے... کامیابی کے نزدیک تک نہیں پھٹک سک
گے۔" پروفیسر داؤد بولے۔

"اوہ!" ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

☆

ہال میں

ان کے گھر میں موت کا سناٹا طاری ہو گیا.... وہ سکتے
کے عالم میں ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے تھے....
ایسے میں فرزانہ کی آواز گونجی۔ "یہ سمندر ایک
جزیرہ ہے.... جزیرے کے چاروں طرف پہاڑوں
سے بھی اونچی نوکیلی چٹانیں ہیں.... جزیرے میں
داخل ہونے کا سمندر کے ذریعے کوئی راستہ نہیں....
آسمان کی طرف سے بھی ہیلی کاپٹر وغیرہ میں بیٹھ کر
جائیں تو بھی اس میں داخل نہیں ہو سکتے.... مطلب یہ ہوا
کہ اتنی وارداتیں ہو جانے کے بعد بھی.... آج تک
کسی بھی ملک کی کوئی بھی ٹیم کوئی بات نہیں جان سکی۔"

"ہاں! یہی بات ہے.... اگرچہ ان لوگوں نے بے شمار کوششیں
کیں.... بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ سر توڑ کوششیں کیں.... اور
ان کوششوں کے نتیجے میں کتنے ہی جہاز اور ہیلی کاپٹر

ان کے گلے سمیت غائب کرا بیٹھے..... اور اب یہ معاملہ
گیا ہے کہ ہمارے سروں پر..... اگرچہ ہمارے جہازوں والا
بخیریت آگیا ہے..... لیکن جہاز کے چودہ غیر ملکی مسافر
ہیں..... ان میں ہمارے مہمان بھی تھے..... لہٰذا ہمیں جزیرے
کی طرف سفر کرنا ہوگا..... تم لوگ اس سفر کی تیاری
شروع کر دو..... اس سفر میں سب سے زیادہ
پروفیسر صاحب کی ہے..... کیوں پروفیسر صاحب!..... آپ
تیار ہیں نا....."

"میں اور تم لوگوں کے ساتھ جانے کو تیار نہیں ہوں"
ــ وہ مسکرائے

"دیکھ لیجئے پروفیسر انکل..... یہ سفر موت کا سفر بھی ثابت
ہو سکتا ہے۔" محمود بولا۔

"یا یہ سفر موت کا سفر ثابت ہوگا..... یا پھر اس سفر کی
موت واقع ہو جائے گی"..... فرزانہ بولی۔

"کیا کیا..... سفر کی موت..... اور..... یہ تو کسی ناول کا نام
ہو سکتا ہے۔" فاروق دھک سے رہ گیا۔

"تو رکھ لو کسی ناول کا نام..... مصنف بن جاؤ.....
یوں بھی..... آج کل یہ پیشہ بہت عام ہے..... جسے دیکھو
مصنف بنا پھرتا ہے"..... جلے کٹے انداز میں محمود بولا۔

"اس سفر میں انسپکٹر کامران مرزا پارٹی اور شوکی برادرز کو بھی ساتھ لینا ہی
ہوگا..... میں ان سے رابطہ قائم کرتا ہوں..... تم ادھر ادھر کی ہانکو۔" انسپکٹر
جمشید نے کہا اور فون کی طرف مڑ گئے..... دو منٹ بعد ریسیور رکھ کر مایوسانہ
انداز میں بولے: "لو بھئی..... یہ تو کچھ بھی نہ ہوا..... انسپکٹر کامران مرزا پارٹی
پہلے ہی کسی مہم پر جا چکی ہے..... اور شوکی برادرز کا بھی کوئی پتا نہیں۔"

"ہمیں کون سا جلدی ہے..... اور وہ پُراسرار سمندر اور جزیرہ کون سا
بھاگے جا رہے ہیں..... چلے جائیں گے کچھ دن بعد۔" فاروق نے کہا۔

"ہم ٹھہر نہیں سکتے..... روانگی دو دن بعد ہوگی..... کیونکہ ابھی مجھے
اس سمندر اور جزیرے کے بارے میں اور بھی معلومات حاصل کرنا ہوں
گی..... دوسرے ہمیں جدید ساز و سامان سے بھی لیس ہونا چاہیے.....
اس سلسلے میں پروفیسر صاحب اپنی تیاریاں کر لیں۔"

"تم فکر نہ کرو جمشید۔" پروفیسر داؤد نے کہا۔

ٹھیک دو دن بعد وہ ایک جہاز میں سوار ہو چکے تھے۔ ساڑھے
[illegible] گھنٹے کے طویل سفر کے بعد وہ ایک ملک کی سرزمین پر اترے.....
ابھی سورج طلوع ہو رہا تھا..... انسپکٹر جمشید نے انھیں بتایا:

"یہ ہے وہ ملک..... جس کے ساتھ سمندر ہے اور آگے چل کر وہ جزیرہ آتا ہے۔"

"ہوں..... ویسے ابا جان..... ہم لانچ یا بحری جہاز میں سفر کر کے
کم از کم اس جزیرے کے آس پاس تو جا ہی سکتے
ہیں..... میرا مطلب ہے..... دور سے تو اسے دیکھ ہی سکتے ہیں۔"

محمود نے جلے بھنے انداز میں کہا۔

"ابھی کچھ کریں گے.... فکر نہ کرو۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے

"محمود کا تو بس نہیں چل رہا.... ورنہ وہ اڑ کر اس جزیرے

میں پہنچ جاتا۔" فاروق نے جل کر کہا۔

"مشکل تو یہی ہے کہ ہم اڑ کر بھی اس میں نہیں جا سکتے"

وہ ائرپورٹ سے باہر آ گئے۔ ایک ٹیکسی میں سامان رکھ

کر ڈرائیور سے بولے:

"ہمیں اس شہر کے کسی اچھے سے ہوٹل میں پہنچا دو"

"آپ لوگ سیاح ہیں؟".... ڈرائیور نے پوچھا۔

"بس یہی سمجھ لیں۔"

"تب آپ کے لیے سی گیٹ بہتر رہے گا۔"

"جی.... سی گیٹ.... کیا یہ ہوٹل کا نام ہے؟" محمود بولا۔

"ہاں.... بہت اچھا اور نسبتاً سستا ہوٹل ہے۔"

"سمندری پھاٹک.... یہ ترجمہ بنا ہوٹل کے نام کا۔" فاروق مسکرا

کر بولا۔

"کیا کہا، آپ نے؟" ڈرائیور اردو کا جملہ سن کر چونکا

"ہم نے اپنی مادری زبان میں سی گیٹ کا ترجمہ کیا ہے۔"

محمود نے اسے بتایا۔

"اوہ اچھا.... تو پھر.... کیا سی گیٹ چلیں؟"

"جیسے صاحب سمجھیں.... ہم تو یہاں اجنبی ہیں۔"

"بس پھر آپ کے لیے سی ہوٹل بہتر رہے گا۔" اس نے کہا

اور ٹیکسی چلا دی۔

ایک منٹ تک خاموشی رہی پھر انسپکٹر جمشید بولے۔

"یہاں.... سمندر میں.... سنا ہے کوئی جزیرہ ہے؟"

"برمودا جزیرے کی بات کر رہے ہیں آپ.... اوہ

باپ رے.... ڈرائیور کانپ گیا۔

"آپ ہمیں اس کے بارے میں کچھ بتا سکتے ہیں؟"

"تو آپ لوگ اس جزیرے کے چکر میں آئے ہیں؟" اس

نے ڈرے ڈرے لہجے میں کہا۔

"جزیرے کے نہیں بلکہ سمندر کی اس مخلوق کے چکر میں کہیے۔"

"تب آپ لوگ واپس چلے جائیں.... دو چار دن شہر میں گھوم

پھر لیں.... سیر کر لیں اور پھر اپنے ملک لوٹ جائیں۔ اس مخلوق کا

خیال دل سے نکال دیں.... اس وقت تک وہ نہ جانے کتنے

مسافر بردار طیارے اور جہاز نگل چکی ہے.... اور ان میں تین تین

چار چار سو مسافر بھی سوار تھے.... مسافروں سمیت جہازوں کا کوئی پتہ

نہیں چل سکا آج تک.... کتنے ہی ماہرین کوشش کر چکے ہیں....

لیکن آج تک کوئی سراغ نہیں مل سکا...." وہ کہتا چلا گیا۔

"کیا ہم سمندر کے راستے اس جزیرے تک پہنچ سکتے ہیں؟"

"بالکل نہیں.... اس کے چاروں طرف نوکدار اور بہت اونچی.... بالکل سیدھی چٹانیں ہیں.... کوئی ماہر سے ماہر کوہ پیما بھی ان نوکیلی چٹانوں کی چوٹی تک نہیں پہنچ سکا.... اور میں کہتا ہوں.... اگر کوئی چوٹی تک پہنچ بھی جاتے تو دوسری طرف کیسے اترے گا"

"اور ہیلی کاپٹر کے ذریعے؟"

"ہاں ہیلی کاپٹروں کے ذریعے بھی لوگوں نے جزیرے میں اترنے کی کوششیں کی ہیں.... لیکن.... ہمارے اس شہر میں تو جزیرے کو بھوتوں کا جزیرہ کہا جاتا ہے۔ اور سمندر کے اس حصے کو شیطانی سمندر...."

"شیطانی سمندر...." ان کے منہ سے نکلا

"ہاں.... اکثر لوگوں اور ماہرین کا خیال ہے کہ اس علاقے میں بھوت آباد ہیں.... بھوت پوری دنیا سے کٹ کر اس علاقے میں آ کر آباد ہو گئے ہیں.... اور یہ بھوت ہی ہیں جو جہاز کے جہاز غائب کر دیتے ہیں.... بلکہ نگل جاتے ہیں۔"

"کافی خوفناک باتیں ہیں۔" فاروق بڑبڑایا۔

"ابھی آپ خوفناک کہہ رہے ہیں۔ اس قدر خوفناک ہیں کہ آپ لوگ اپنی زندگی میں نہیں سن سکیں گے۔"

"آپ ہمیں اس جزیرے میں اترنے کی کوئی ترکیب بتا سکتے ہیں؟" فرزانہ نے پوچھا۔

اس کے سوال پر محمود اور فاروق نے اسے گھور کر دیکھا۔ جیسے کہہ رہے ہیں۔

"دماغ تو نہیں چل گیا.... بھلا یہ بے چارہ کیا بتا سکے گا۔"

"جی.... اور جزیرے میں داخل ہونے کی ترکیب.... کیا بات کرتے ہیں آپ بھی...." اس نے بوکھلا کر کہا

"لیکن میرا خیال ہے.... آپ جزیرہ میں داخل ہونے کا راستہ جانتے ہیں۔" فرزانہ نے مضبوط لہجے میں کہا۔

"یہ.... یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں؟".... وہ گھبرا گیا

اب تو انسپکٹر جمشید نے بھی حیران ہو کر فرزانہ کی طرف دیکھا۔

"کیا بات ہے فرزانہ.... کیا تم اس سے مذاق کر رہی ہو۔"

"نہیں ابا جان.... یہ اس جزیرے کا راستہ جانتا ہے۔"

"کیا اوٹ پٹانگ بات ہے.... بڑے بڑے ماہر تو اسکو ڈھونڈتے ہیں.... اور میں جانتا ہوں.... اگر ایسا ہوتا تو میں اس وقت حکومت سے کوئی بہت بڑا انعام حاصل کر چکا ہوتا۔" اس نے جلدی جلدی کہا۔

"اس کے باوجود بھی میں کہوں گی.... آپ اس جزیرے میں داخل ہونے کا راستہ جانتے ہیں۔" فرزانہ کے لہجے میں سختی تھی.... ٹیکسی ڈرائیور نے زور دار بریک لگائے اور ٹیکسی سڑک کے کنارے روک لی۔

"آپ لوگ ٹیکسی سے اتر جائیں.... کسی اور ٹیکسی میں بیٹھ کر
ہوٹل سی گیٹ چلے جائیں۔"

"ارے بھئی!.... آپ تو بُرا مان گئے.... یہ تو گپ ہے.... پروفیسر
داؤد مسکرائے۔

"نہیں انکل.... یہ بُرا نہیں مانے.... بلکہ ہم سے خوفزدہ ہو گئے ہیں"
فرزانہ نے فوراً کہا۔

"فرزانہ تمہیں کیا ہو گیا ہے؟"

"دیکھیے.... آپ میری ٹیکسی سے اتر جائیں.... ورنہ میں کچھ کر بیٹھوں گا"
ڈرائیور چلّا کر بولا۔

انسپکٹر جمشید حیران رہ گئے.... وہ عجیب سے انداز میں بولے۔

"اس کا.... اس کا مطلب ہے آپ واقعی اس جزیرے کا
راستہ جانتے ہیں۔"

"نہیں.... نہیں....“ وہ چیخا۔

"آس پاس سے گزرنے والے راہگیر ان کے گرد جمع ہونے
لگے.... ایک نے ڈرائیور سے پوچھا۔

"کیا معاملہ ہے....؟"

"یہ غیر ملکی سیاح ہیں۔ لیکن ان کے دماغ قدرے خراب ہیں....
میں خراب دماغ والوں سے بہت ڈرتا ہوں۔ اس لیے میں ان سے
درخواست کر رہا ہوں کہ اتر کسی اور ٹیکسی میں بیٹھ جائیں۔"

"اتر جائیے جناب.... آپ ہمارے ملک کے ایک ٹیکسی
ڈرائیور کو خوفزدہ نہ کریں۔"

مجمع بڑھتا جا رہا تھا.... انسپکٹر جمشید نے سوچا....
اتر جانا ہی بہتر ہو گا.... لہٰذا بولے۔

"چلو بھئی اتر آؤ...."

وہ نیچے اتر آئے.... انسپکٹر جمشید نے فاروق کو اشارہ
کیا اور خود بل دینے لگے.... فاروق ٹیکسی کے پچھلی طرف آ
گیا اور اس نے نمبر پڑھ لیے.... پھر ٹیکسی آگے بڑھ گئی
.... راہگیر بھی اپنے اپنے راستے پر ہو لیے.... فاروق نے
جیب سے نوٹ بک نکالی اور ٹیکسی کے نمبر لکھ لیے....
وہ پیدل ہی آگے بڑھنے لگے....

"کیوں فرزانہ.... یہ کیا بات تھی.... آخر تمہیں یہ خیال کس
طرح آیا کہ یہ اس جزیرے میں داخل ہونے کا راستہ جانتا
ہے...."

"میں نے سوچے سمجھے بغیر اس سے ایک جملہ کہہ دیا تھا۔
.... یہ کہ میرے خیال میں آپ اس جزیرے میں داخل ہونے
کا راستہ جانتے ہیں.... یہ کوئی ایسا سوال نہیں تھا جس کو
سن کر وہ گھبرا جاتا.... اسے تو نہایت اطمینان سے جواب
دینا چاہیے تھا کہ نہیں.... میں اس جزیرہ میں داخل ہونے

کا راستہ نہیں جانتا ..... بلکہ میں کیا، کوئی بھی نہیں جانتا۔ لیکن میرا جملہ سن کر وہ بری طرح گھبرا گیا..... اس کے گھبرانے پر مجھے بہت حیرت ہوئی۔ اور میں جب اس بات کے پیچھے پڑ گئی تو وہ اور بھی گھبرا گیا..... آخر کیوں

"بہت خوب فرزانہ..... اب ہمیں اس ٹیکسی ڈرائیور کا سراغ لگانا پڑے گا....."

یہ کہہ کر انسپکٹر جمشید نے ایک ٹیکسی کو رکنے کا اشارہ کیا۔ اس میں بیٹھنے کے بعد وہ بولے:

"ہوٹل سی گیٹ۔"

"بہت بہتر سر....." اس نے کہا اور ٹیکسی چل پڑی.....

"ہم یہاں اجنبی ہیں..... کیا آپ ہماری کچھ مدد کر سکتے ہیں"

"جی..... کس سلسلے میں..... آپ کسی مشرقی ملک کے لگتے ہیں"

"ہاں..... ہمارا تعلق پاک لینڈ سے ہے۔" انہوں نے کہا۔

"اوہو..... اچھا..... تب تو مزا آگیا....." وہ چہکا۔

"مزا آگیا؟..... لیکن ہم نے تو اسے آتے نہیں دیکھا۔" فاروق کے لہجے میں حیرت تھی۔

"کسے نہیں دیکھا.....؟" اس کے لہجے میں فاروق سے زیادہ حیرت تھی۔

"مزے کو....." وہ بولا۔ اور وہ اسے عجیب طرح گھورنے لگا جیسے پاگل

"آپ اس کی بات پر نہ جائیں!..... بتائیں مزا کیسے آگیا؟ آپ تو مشرقی نہیں لگتے..... انسپکٹر جمشید جلدی سے بولے۔

"میرا باپ پاک لینڈ کا تھا..... وہ روزگار کی تلاش میں اس ملک میں آگیا تھا..... پھر اس نے یہیں کی ایک لڑکی سے شادی کرلی..... اب تو اسے فوت ہوئے کئی سال ہوگئے ہیں..... میں اپنی والدہ کے ساتھ یہیں رہتا ہوں..... ویسے ہم دونوں کا بہت جی چاہتا ہے کہ اس کا وطن دیکھ کر آئیں..... لیکن ہمارے مالی حالات بہت کمزور ہیں۔

"ہوں..... ہم آپ کی یہ خواہش ضرور پوری کریں گے۔"

"اوہو..... یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔" وہ دھک سے رہ گیا۔

"ہاں!..... یہ مذاق نہیں ہے۔"

"آپ مجھ سے کسی مدد کی بات کر رہے تھے۔"..... اسے یاد آیا۔

"ہاں ہمیں ایک ٹیکسی ڈرائیور کی تلاش ہے۔"

"یہ کیا مشکل ہے..... بس ٹیکسی کا نمبر معلوم ہونا چاہیے۔"

"فاروق..... ٹیکسی کا نمبر بتاؤ۔"

"ایل اے ۔ ۱۱۰۰۔" فاروق نے فوراً کہا۔

"اچھا..... وہ کالی آنکھوں والا۔"

"ہاں..... اس کی آنکھیں تو کالی ہی تھیں..... لیکن یہ کون

سی عجیب بات ہے؟"

"یہاں زیادہ تر لوگوں کی آنکھیں نیلی ہوتی ہیں۔"

"ہوں... تو آپ اسے جانتے ہیں۔"

"اس وقت تو وہ نہ جانے کہاں ہوگا؟... شام کو گھر لوٹے گا... میں اس کا گھر جانتا ہوں۔"

"بہت خوب... تب تو واقعی مزا آگیا... آپ شام کو ہوٹل سی گیٹ آجائیں..." انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"ضرور... کیوں نہیں۔"

"یہ ہوٹل سی گیٹ... کیسا ہوٹل ہے... کوئی غلط جگہ تو نہیں؟"

"جی نہیں... یہ آپ کے لیے بہت مناسب ہے۔"

"اور موت کے جزیرے کے بارے میں آپ کیا بتا سکتے ہیں؟"

"موت کا جزیرہ... اوہ... کیا آپ سفید جزیرے کی بات کر رہے ہیں... جس کے قریب سمندر میں جہاز غائب ہو جاتے ہیں؟"

"تو اسے یہاں سفید جزیرہ کہا جاتا ہے؟"

"ہاں... لیکن... آپ کو اس جزیرے سے کیا دلچسپی ہے؟"

اس نے پریشان ہو کر کہا۔

"ہم اس جزیرے میں داخل ہونے کا ارادہ رکھتے ہیں۔"

"کیا کہا... ناممکن۔" وہ چلایا۔

"خیر... ہم اس دنیا میں کسی بات کو بھی ناممکن نہیں سمجھتے..."

محمود فوراً بولا۔

"اس کے متعلق میں نے پڑھا... اس میں جن اور بھوت بستے ہیں..."

"یہ ایک اور بات ہے..." فرزانہ مسکرائی۔

"میں غلط نہیں کہہ رہا... خیر میں اس جزیرے کا ذکر نہیں کرنا چاہتا... خوف سے جھرجھری آجاتی ہے۔"

"اس شہر میں کچھ ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو اس جزیرے میں داخل ہونے کا راستہ جانتے ہیں۔" فاروق بولا۔

"ہرگز نہیں... یہ بات بالکل غلط ہے۔"

"ہو سکتا ہے... یہی بات ہو..." انسپکٹر جمشید نے بات ختم کرنے کے لیے کہا... اسی وقت اس نے کہا۔

"لیجیے... ہوٹل سی گیٹ آگیا..."

انہوں نے سامنے دیکھا... وہ نیلے رنگ کا ایک بہت بڑا ہوٹل تھا... دور سے ہی بہت شاندار نظر آرہا تھا۔

"آپ ٹھیک چھ بجے ہوٹل سے باہر آجائیے گا... میں یہاں موجود ہوں گا... اس ہوٹل میں ٹیکسی ڈرائیوروں کا داخلہ بند ہے۔"

"وہ کیوں؟"

"یہاں کے ٹیکسی ڈرائیور عام طور پر خراب بہت پیتے ہیں... شراب پی کر غل غپاڑہ مچاتے ہیں۔"

"اوہ اچھا.... لیکن آپ تو شرابی نہیں لگتے۔"

"یہ بات ہوٹل والوں کو تو نہیں معلوم۔" وہ مسکرایا۔

وہ بل دینے لگے تو اس نے انکار میں سر ہلایا۔

"نہیں.... بل نہیں لوں گا.... بس آپ اپنا وطن ہمیں دکھا

"تب پھر اس کی ایک شرط ہوگی۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"اور وہ کیا؟" اس نے جلدی سے کہا۔

"یہ کہ آپ اپنا بل وصول کریں۔"

"اوہ.... اچھا خیر.... آپ کی مرضی ہے۔"

بل لے کر وہ چلا گیا اور یہ لوگ اندر داخل ہوئے....

وہ بیرے استقبال کے انداز میں ان کی طرف بڑھ گئے.... جلد

وہ اس ہوٹل کے کمرہ نمبر ۹۰ میں بیٹھے تھے۔

"اب تو میں ایک اور بات بھی سوچ رہی ہوں....

بڑبڑائی۔

"سوچ لو.... کوئی حرج نہیں ہے۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"اور وہ یہ کہ.... کہیں وہ ٹیکسی ڈرائیور شراب کے نشے میں تو نہ

تھا...."

"ہاں.... ہو سکتا ہے.... جزیرے کے بارے میں تو یہی بات

مشہور ہے کہ اس میں داخل ہونا بہت مشکل ہے۔"

"لیکن.... پھر بھی.... ہمیں اس سے مل تو لینا چاہیے۔"

انسپکٹر جمشید نے سر ہلا دیا.... کچھ دیر بعد انہیں بھوک محسوس
ہوئی.... انہوں نے کھانا اوپر منگوانے کی بجائے ہال میں جانے کا
فیصلہ کیا۔ اور لفٹ کے ذریعے ہال میں پہنچ گئے.... ابھی وہ
ایک میز کی طرف بڑھ رہے تھے کہ انسپکٹر جمشید ٹھٹھک کر رہ گئے
.... ان کی آنکھوں میں حیرت پھیل گئی۔

نامعلوم دشمن

"خیر تو ہے ابا جان!" فرزانہ نے سرگوشی کی۔

"مجھے اب محسوس ہو رہا ہے جیسے کچھ آنکھیں ہمیں دیکھ رہی ہوں۔"

"اوہ!" وہ دیکھ سے رہ گئے... پھر ایک میز پر آ بیٹھ گئے... اب انسپکٹر جمشید نے سرسری انداز میں تمام لوگوں پر نظر ڈالنا شروع کی... اور پھر انجمن کے مالک بولے۔

"نہیں... ہال میں موجود لوگوں میں سے کوئی بھی ہمیں نہیں گھور رہا۔"

"تو آپ کو وہم ہوا تھا!" محمود بولا

"نہیں... ہمیں کوئی گھور ضرور رہا ہے... لیکن وہ شخص ہال میں موجود نہیں ہے۔"

"شاید وہ کسی طرح گھور رہا ہے۔"

"وہ... وہ دیکھو... ٹیلی وژن کیمرہ ایک کونے میں نصب ہے... اس کے ذریعے کوئی شخص اندر کہیں بیٹھا پورے ہال کا جائزہ لے سکتا ہے۔"

"لیکن کسی کو ایسا کرنے کی بھلا کیا ضرورت ہے... خیر فرض تو ہو گی کوئی... سوال یہ ہے کہ ہمیں گھورنے کی اسے کیا خاص ضرورت پڑ گئی۔" فرزانہ بڑبڑائی۔

"یہی بات تو میں سوچ رہا ہوں... دوسرے یہ کہ... اگر وہ ہمیں دیکھ رہا ہے تو ہماری باتیں بھی سن رہا ہو گا... کیونکہ یہ بھی کچھ مشکل نہیں کہ اس میں آوازیں کیچ کرنے والے آلات لگے ہوئے ہوں اور وہ اندر بیٹھا پورے ہال کی باتیں سن رہا ہو۔"

"دونوں باتیں ذہن میں آتی ہیں... کیا خیال ہے... اس شخص سے ملاقات کیوں نہ کر لی جائے؟"

"ہوں ٹھیک ہے..." وہ بولے اور اٹھنے ہی لگے تھے کہ بیرا سر پر آ کھڑا ہوا۔

"کیا بات ہے سر؟"

"ایک کام یاد آ گیا... پہلے ہم وہ کام کریں گے... پھر آ کر کھانا کھائیں گے۔ اس ہوٹل کے مالک کہاں بیٹھتے ہیں؟"

"جی... کیا بات ہے؟" اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہمیں ان سے ایک کام ہے۔"

"کمرہ نمبر ۱۹ میں چلے جائیں... وہ اندر ہی ہیں"

"بہت بہت شکریہ۔"

وہ اٹھ کر ہال کے اندرونی دروازے کی طرف بڑھے
دروازے کے دوسری طرف ایک برآمدہ تھا... اس کے
طرف کمرے تھے... ایک کمرے پر ۱۹ نمبر لکھا نظر آیا
نے دروازے پر لگا بٹن دبایا۔

"یس... کم ان۔" اندر سے آواز آئی۔

وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گئے... اندر کا
واقعی عجیب تھا۔ ایک بڑے سائز کے ٹی وی پر ہوٹل
ہال کا منظر نظر آ رہا تھا اور باتوں کی بھنبھناہٹ بھی
رہی تھی، صاف آوازیں بھی سنائی دے رہی تھیں۔

"میں آپ لوگوں کی باتیں سن چکا ہوں... تشریف

"یہ جان کر خوشی ہوئی... لیکن آپ کا یہ مشغلہ
کچھ اچھا نہیں ہے۔"

"کیا کیا جائے... تمام گاہکوں پر نظر رکھنا پڑتی
ہر ملک کے لوگ یہاں آتے ہیں... ان میں بھی
کے لوگ ہوتے ہیں۔"

"ہوں! چلئے خیر... لیکن آپ ہمیں کیوں مسلسل
ب تھے:"

"اس بات پر مجھے حیرت ہوئی تھی... آخر آپ نے
کس طرح محسوس کر لیا کہ آپ کو کوئی گھور رہا ہے۔"

"میری چھٹی حس نے یہ احساس دلایا تھا مجھے... اور
کوئی عجیب بات نہیں... بعض لوگوں کی چھٹی حس بہت
تیز ہے۔"

"ہوں! آپ لوگوں کا تعلق کس ملک سے ہے؟"

"پاک لینڈ...!" انسپکٹر جمشید بولے۔

"یہاں صرف سیاحت کے لئے آئے ہیں!"

"جی نہیں... ہم اس جزیرے کے چکر میں آئے ہیں۔"

"کیا... جزیرے کے چکر میں... وہاں تو صرف موت
ہے... موت۔" اس نے خوفزدہ ہو کر کہا۔

"موت تو ایک دن آ کر رہے گی... اگر اس جزیرے
میں لکھی ہے تو اسے کون روک سکتا ہے۔" محمود نے منہ بنا
کر کہا۔

"آپ اس کے چکر میں کیوں ہیں؟"

"ہم جاننا چاہتے ہیں... جہاز اس میں کیوں جا گرتے
ہیں... کیوں غائب ہو جاتے ہیں؟"

"آپ ضرور اپنی زندگیاں کھو بیٹھیں گے۔"

"اللہ مالک ہے۔ آپ کا ہوٹل کیسا جا رہا ہے۔"

"فسٹ کلاس۔" اس نے کہا

"اچھا جناب... ہم نے آپ کو زحمت دی...

چلتے ہیں۔"

ایسے میں انسپکٹر جمشید کی نظریں ٹی وی سکرین پر

کچھ لوگ ہال میں داخل ہو رہے تھے... محمود، فاروق

فرزانہ کو بھی حیرت ہوئی... وہ لوگ اگرچہ میک اپ

تھے... لیکن اس کے باوجود انہوں نے فوراً ہی انہیں پ

لیا تھا... یہ انسپکٹر کامران مرزا پارٹی تھی... اور حی

بات یہ کہ ان کے ساتھ منور علی خان بھی تھے۔

"خیر تو ہے... کیا یہ لوگ آپ کے دشمن ہیں؟"

"دشمن نہیں... دوست۔"

"اوہ... تب تو ٹھیک ہے۔" وہ مسکرایا۔

"آپ کا نام کیا ہے جناب۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"میں روفن ہوں... اور آپ لوگ؟"

"میں جمشید احمد... یہ محمود احمد، فاروق احمد، فر

خان رحمان اور پروفیسر داؤد ہیں۔"

"آپ لوگوں سے مل کر خوشی ہوئی... اوہو... یہ...

آپ کے دوستوں کے پیچھے تو اس شہر کے خطرناک ترین

لگے ہوتے ہیں... اور انہیں شاید پتہ بھی نہیں۔" روفن کے

لہجے میں حیرت اور پریشانی تھی۔

"خیر... یہ تو آپ نہیں کہہ سکتے... پتا تو انہیں ضرور

ہو گا۔" محمود نے منہ بنایا۔

"آپ دیکھ نہیں رہے... وہ ایک میز کی طرف بڑھ رہے

ہیں... اور ان کے عین پیچھے وہ چار خطرناک آدمی ہیں۔

ان کے ارادے اچھے نہیں لگتے... ٹھہریے... میں پولیس کو

فون کر دوں... ورنہ میرے ہوٹل میں لوٹ چھوٹ شروع ہو

جائے گی۔" یہ کہہ کر اس نے بٹن دبا دیا۔

اس وقت انہوں نے انسپکٹر کامران مرزا کو اچھل کر مڑتے

اور ان میں سے ایک سے مسکراتے دیکھا... دوسرے ہی لمحے

وہ خطرناک آدمی فرش پر پڑا تھا۔

"دیکھا آپ نے۔" فاروق بولا۔

"حیرت ہے... یہ تو واقعی ہوشیار تھے... لیکن لگ رہے

تھے جیسے بالکل بے خبر ہوں۔"

ادھر انسپکٹر کامران مرزا اب تین آدمیوں کے گھیرے میں

تھے... اور ان تینوں کے ہاتھوں میں خنجر نظر آ رہے تھے۔

"اوہو... یہ تو اور بھی خطرناک معاملہ ہو گیا... اب...

اب کیا ہو گا؟"

"بس دیکھتے جایئے۔"

"لیکن آپ کے باقی دوست آرام سے ایک میز کے گرد بیٹھے ہیں... وہ ان کی مدد کیوں نہیں کر رہے؟"

"وہ جانتے ہیں... انہیں مدد کی ضرورت نہیں۔"

اچانک تینوں حملہ آور اچھلے اور ان کی طرف ٹوٹ پڑے۔ لیکن وہ تو صاف ان کے درمیان سے نکل گئے تھے... اور چونکہ ان تینوں نے خنجروں سے وار کئے تھے اس لئے دو کے خنجر ایک دوسرے کے جسموں میں پیوست ہو گئے۔ ان کی دل دوز چیخیں گونج اٹھیں... انسپکٹر جمشید نے مسکرا کر روشن کی طرف دیکھا تو اس کی آنکھوں میں عجیب کیفیت نظر آئی۔

"دیکھا آپ نے؟"

"کمال کا آدمی ہے آپ کا دوست..." وہ بڑبڑایا

اسی وقت چوتھے نے بھی حملہ کر دیا... لیکن اس کی ٹھوڑی پر لگنے والا ایک ہی مکا کافی تھا، وہ اچھل کر گرا اور پھر نہ اٹھ سکا۔ اب چار آدمی ہال کے فرش پر پڑے تڑپ رہے تھے۔ ان میں سے دو جلد ہی ساکت ہو گئے۔

"اف مالک... میرے ہوٹل کے ہال میں ایک منٹ میں دو آدمی مارے گئے؟" وہ لرز کر بولا، پھر اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھا۔

"آپ کہاں چل دیئے؟" محمود نے حیران ہو کر کہا۔

"پولیس آنے والی ہو گی... مجھے ساری بات اسے بتانا ہو گی۔"

"تب پھر ہم بھی ہال میں چلتے ہیں۔"

"ہاں آ جایئے۔" اس نے کہا اور دوڑ کر باہر نکل گیا... اس نے ان کے نکلنے کا انتظار بھی نہیں کیا اور ہال کی طرف چلا گیا۔

"کیا خیال ہے؟ ہم یہیں بیٹھ کر نظارہ نہ کریں؟" فرزانہ نے تجویز پیش کی۔

"ہیں... یہ بہتر رہے گا۔" فاروق جلدی جلدی بولا۔

وہ کرسیوں پر بیٹھ گئے اور سکرین پر نظریں جما دیں۔ جلد ہی روشن ہال میں نظر آیا اور بلند آواز میں بولا۔

"حضرات پر سکون رہیں... ابھی پولیس آتی ہو گی۔ اس میں ہوٹل کی انتظامیہ کا کوئی قصور نہیں ہے۔ یہ بات آپ سب جانتے ہیں۔"

"ہاں! ہاں!" لوگ چلائے۔

اسی وقت پولیس کی گاڑیوں کی آوازیں سنائی دیں... پھر پولیس اندر داخل ہوئی۔ وہ اندر کا منظر دیکھ کر چونک اٹھے۔

"یہ کس نے کیا ہے؟"

"ان صاحب نے۔" روفن نے کہا۔

"شکریہ... انہیں گرفتار کر لو۔"

"وہ کس خوشی میں۔ پہلے ہال کے لوگوں سے تو پو
ان لوگوں نے خود ہی مجھ پر حملہ کیا اور وہ اپنے ہی ہا
سے مارے گئے... میں نے تو بس اتنا کیا تھا کہ ان کے
درمیان سے نکل گیا تھا... انہوں نے خنجروں سے وا
لیکن خنجر ان کے جسموں میں پیوست ہو گئے... اس
میرا کیا قصور؟"

"کیوں مسٹر روفن... آپ بتا سکیں گے نا؟"

"واقعہ کوئی چھپا ہوا نہیں ہے... سب نے دیکھا۔
لیکن پہلے ان دو زخمیوں سے پوچھا جائے کہ انہوں نے
پر حملہ کیوں کیا تھا؟" روفن نے کہا۔

"ہاں ٹھیک ہے۔" اب پولیس انسپکٹر زخمیوں کے پا
اکڑوں بیٹھ گیا... وہ ہوش میں تھے۔

"کیا بات ہے... تم نے ان پر حملہ کیوں کیا تھا؟"

"ایک نامعلوم آدمی نے ہمیں حکم دیا تھا کہ انہیں
کر دیا جائے۔"

"کیا مطلب... تم نے اس نامعلوم آدمی کا حکم
کیوں مانا؟"

"اس لئے کہ اس نے دس ہزار ڈالر دینے کا وعدہ کیا
تھا... بلکہ اس نے ایک جگہ بتائی تھی کہ فلاں جگہ سے دس
ہزار ڈالر اٹھا لینا۔"

"اور تمہیں اس کی بات پر یقین آ گیا؟"

"جی ہاں... ایسے لوگ کبھی دھوکا نہیں کرتے... رقم
ہمیشہ اس جگہ سے مل جاتی ہے جس کے بارے میں ہمیں بتایا
جاتا ہے۔"

"لیکن تم نے اس بھرے ہوئے ہوٹل میں کیوں ان پر
حملہ کیا؟"

"پہلے حملہ باہر کیا تھا لیکن یہ بچ کر ادھر آ گئے...
ہمیں غصہ آ گیا اور ہم نے انہیں یہیں ختم کرنے کا فیصلہ
کر لیا۔"

"وہ جگہ کونسی ہے جس کے نیچے سے دس ہزار ڈالر
ملیں گے؟"

"ٹیلی فون بوتھ نمبر ۱۰۳ کی چٹائی کے نیچے سے۔"

"ہوں! ہم ابھی چیک کر لیتے ہیں۔ تم لوگ روانہ
ہو جاؤ۔" اس نے دو کانسٹیبلوں کو اشارہ کیا... وہ دوڑ
کر باہر نکل گئے۔

دونوں زخمیوں کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پہنا دی گئیں...

لاشوں کو اٹھا لیا گیا... اب انسپکٹر ان کی طرف مڑا۔

"یہ لوگ آپ کو کیوں قتل کرنا چاہتے ہیں؟"

"یہ تو آپ اس نامعلوم آدمی سے پوچھئے... ہم

جانیں... ہمارا تو مارے حیرت کے برا حال ہے۔

چلیے تو فون بوتھ سے دس ہزار ڈالر ملنے چاہئیں... ورنہ

کا جھوٹ ثابت ہو جائے گا۔" انسپکٹر کامران مرزا نے

"آپ لوگ کہاں سے آئے ہیں؟"

"پاک لینڈ سے۔" وہ بولے۔

"اور کس لئے آئے ہیں... اپنے نام وغیرہ بھی لکھ

"سیر و تفریح کے لئے آئے ہیں، نام لکھ لیں۔"

کر انہوں نے سب کے نام لکھوا دیئے۔

تھوڑی دیر بعد دونوں کانسٹیبل آ گئے... دس ہزار

کے نوٹوں کا ایک پیکٹ ایک کے ہاتھوں میں تھا۔

"یہ وہاں سے مل گیا ہے۔"

"اس کا مطلب ہے انہوں نے گمنام آدمی کے بارے

جھوٹ نہیں بولا... واقعی کسی نامعلوم آدمی نے انہیں

کرنے کا حکم دیا تھا... تب تو آپ لوگ بہت خطرے

میں ہیں۔"

"ہم خطرے میں تو ہم آج تک نہیں رہتے۔" آفتاب

سے بتایا۔

"جی کیا کہا...؟" انسپکٹر چونکا۔

"کچھ نہیں انسپکٹر صاحب... آپ اپنی بات کریں۔"

"یہاں پیشہ ور قاتل عام ملتے ہیں... اگر یہ لوگ ناکام

ہو گئے تو وہ نامعلوم دشمن کسی اور کو مقرر کر دے گا...

یہ بات بھی صاف نظر آتی ہے کہ اس کے پاس دولت

کی کمی نہیں۔ ان حالات میں تو آپ کو میں مشورہ دوں گا

کہ آپ واپس اپنے وطن چلے جائیں۔" انسپکٹر نے روانی کے عالم

میں کہا۔

"آپ کا نام کیا ہے انسپکٹر صاحب؟" انسپکٹر کامران مرزا نے

مسکرا کر پوچھا۔

"انسپکٹر ڈی کونا۔"

"خوب صورت نام ہے۔" آفتاب بول پڑا۔

"تو مسٹر ڈی کونا... ان حالات میں تو ہرگز نہیں جائیں

گے... اگر یہ معاملہ پیش نہ آیا ہوتا تو چلے بھی جاتے۔"

"کیا مطلب؟"

"جب تک ہمیں یہ معلوم نہیں ہو جاتا کہ وہ نامعلوم

آدمی کیوں ہمیں جان سے مار ڈالنا چاہتا ہے... اس وقت

تک ہم نہیں جائیں گے۔"

"ہم شاید اتنی جلدی اسے تلاش نہ کر سکیں۔"
"کوئی پروا نہیں... ہم خود تلاش کر لیں گے اسے۔
اب ہمیں اجازت ہے۔" انسپکٹر کامران مرزا نے مسکرا کر
"ہاں آپ جا سکتے ہیں... لیکن میں آپ کے لئے
مند رہوں گا۔"
"شکریہ بہت بہت... اگر ہم نے اسے تلاش کر
تو آپ کو اطلاع دے دیں گے۔" آصف نے شوخ آواز
کہا اور وہ بڑا سا منہ بنا کر اپنے ماتحتوں کو ہدایات دینے
وہ ایک میز پر آ کر بیٹھ گئے... بہت سے لوگوں کی
اب ان پر جمی تھیں... کیونکہ انسپکٹر کامران نے عجیب
میں ان کا مقابلہ کیا تھا... اسی وقت ہوٹل کے سپیکر
آواز گونج اٹھی۔
"خواتین و حضرات... آج کے پروگرام کے مطابق
آپ کی خدمت میں ایک دلچسپ مقابلہ پیش کیا جا رہا
ہوٹل کا کوئی گاہک بھی اگر پسند کرے تو مقابلے میں
کر سکتا ہے... تاکہ یہ خیال نہ کیا جائے کہ یہ مقابلہ
جگت ہے۔ سٹیج کی طرف متوجہ ہو جائیے... آپ کو
نظر آئیں گے۔ ایک میرے ہوٹل کا ہے اور دوسرا
شیان کا... ہوٹل شیان کا پہلوان نیلے کپڑوں

آپ اس سے پوچھ سکتے ہیں... ہم نے اس سے کوئی معاہدہ
نہیں کیا... جیتنے کی صورت میں یہ پہلوان تین ہزار
کا حقدار ہو گا... ہارنے کی صورت میں بھی اسے ایک
ہزار ملیں گے... یہ مقابلہ انتہائی سنسنی خیز ہو گا...
دونوں پہلوان مکہ بازی کے ماہر ہیں... ہوٹل شیان کے پہلوان
کا اعلان ہے کہ اس کا ایک ہی مکا ہمارے پہلوان کو چاروں
شانے چت کر دے گا۔ اور بات ہے بھی یہی۔ اب تک
پہلوانوں کو بھی مسٹر شنگ کا مکا لگا ہے وہ چاروں
شانے چت ضرور گرا ہے اور پھر اٹھا نہیں ہے... لیکن
ادھر ہمارے پہلوان مسٹر بدباٹ کا کہنا ہے کہ وہ مکا کھاتے
بھی نہیں اور الٹا اپنا وار کر گزرے گا۔ جس کے بعد شیان
اپنے پاؤں پر کھڑا نہیں رہ سکے گا... چند سیکنڈ میں مقابلہ
مطابق شروع ہوا چاہتا ہے... اب ہال میں مزید آدمیوں کی گنجائش
نہیں رہی اس لئے ہال کے بیرونی دروازے بند کئے جا رہے
شامل ہیں...
ان الفاظ کے ساتھ ہی تمام گاہکوں نے زور سے تالیاں
بجائیں... البتہ انسپکٹر کامران مرزا پارٹی جوں کی توں بیٹھی رہی
دوسرا... ساتھ ہی ہال میں اندھیرا ہو گیا۔ روشنی اب صرف سٹیج پر
رہ گئی تھی... دونوں پہلوان ایک دوسرے کے سامنے کھڑے تھے

اور پورا سٹیج روشنی میں نہایا ہوا تھا۔ اس روشنی [...]
سے ہال کے لوگ بھی سامنے کی طرح نظر آ رہے تھے [...]
ادھر اندر ٹی وی کی سکرین پر بھی اب ہال کے لوگ [...]
نظر نہیں آ رہے تھے اس لئے انسپکٹر جمشید بولے:

"ہمیں بھی اب ہال کا رخ کرنا چاہئے... [...]
مخصوص ہے ہی"

"ٹھیک ہے... لیکن ذرا جلدی کریں... کہیں مقابلہ [...]
نہ ہو جائے" فرزانہ نے بے چین ہو کر کہا۔

"آؤ..." وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

"اوہو... میں تو بھول ہی گیا... ہمیں تو ٹیکسی [...]
سے ملنے کے لئے بھی جانا ہے... اور ہمارا دوست باہر [...]
چکا ہو گا" اچانک انسپکٹر جمشید بولے:

"اوہ... دروازے تو بند کر دیئے گئے ہیں"

"آؤ... کاؤنٹر کلرک سے بات کرتے ہیں"

وہ سب کاؤنٹر پر جا کر رک گئے... ابھی پہلوانوں [...]
مقابلہ شروع نہیں ہوا تھا... دونوں بانہہ بلا بلا کر [...]
کے لئے خود کو تیار کر رہے تھے۔

"معاف کیجئے گا... ہمیں ذرا ایک ضرورت کے تحت باہر [...]
جانا پڑ گیا ہے..."

"اوہ... لیکن دروازے تو بند کر دیئے گئے ہیں... اور یہ
[...] ختم ہونے تک کھولے نہیں جا سکتے... اس لئے کہ باہر
[...] کا ایک ہجوم موجود ہے... وہ اندر امڈ آئے گا"

"پھر... کوئی اور راستہ"

"یہ مقابلہ صرف چند منٹ کا ہے... بلکہ شاید ایک منٹ
[...] دیں گے"

"بہت اچھا... آؤ بھئی" یہ کہہ کر وہ لفٹ کی طرف آ گئے
... لفٹ میں سوار ہو کر اوپر والی منزل کا بٹن دبا دیا۔

"یہ کیا... آپ تو چھت پر جا رہے ہیں... کیا چھت
[...] سے چھلانگ لگائیں گے" فاروق نے گھبرا کر کہا۔

"نہیں... ٹیکسی ڈرائیور کو پیغام ملے گا کہ ہم چند منٹ دیر
[...] باہر نکل سکیں گے"

"لیکن جمشید... آخر اس کی کیا ضرورت ہے۔ وہ باہر ہمارا
[...] کرے گا"

"میں نے اسے چھ بجے کا وقت دیا تھا۔ اب ہمارا یہ
[...] بنتا ہے کہ ہم چھ بجے اس کے پاس پہنچ جائیں۔ چھ
بجے میں ایک منٹ باقی ہے۔ اس وقت تک اسے پیغام مل
[...] جانا چاہئے"

"اوہ" پروفیسر حیران رہ گئے "واقعی... اصول اس کا نام

ہے۔"

چھت پر آ کر انہوں نے نیچے دیکھا... اتنی او

فدائیوں کو دیکھ لینا، پہچان لینا آسان کام نہیں تھا... انہوں نے کہا:

"فرزانہ... تم ذرا آنکھوں کی طاقت استعمال کرو۔"

"جی بہتر۔" اس نے کہا اور آنکھیں نیچے جما دیں۔

نیچے سنسنی خیز مقابلہ شروع ہو چکا ہو گا۔ آفتاب
مزے سے مقابلہ دیکھ رہے ہوں گے... اور ہم یہاں
پر موجود ہیں۔"

"کیا کیا جائے... مجبوری ہے۔" انسپکٹر جمشید نے
کاغذ پر کچھ لکھتے ہوئے کہا، پھر کاغذ کو انہوں نے ایک
پر لپیٹ دیا...

"وہ رہا..." فرزانہ نے جلدی سے کہا۔

انسپکٹر جمشید انگلی کی سیدھ میں دیکھ کر بولے:

"کیا تم یقین سے کہہ سکتی ہو؟"

"جی ہاں۔ بالکل..." اس نے فوراً کہا۔

انسپکٹر جمشید نے اس کے سر کا نشانہ لیا اور کنکر
دی.... کنکر اس کے سر پر لگی۔

وہ چونکا اور پھر کنکر اٹھائی۔ کاغذ کو

پیغام پڑھا اور پھر اوپر دیکھ کر ہاتھ ہلا دیا۔

"آؤ بھئی... ہمارا فرض پورا ہو گیا۔"

یچے پہنچے تو پورا ہال تالیوں سے گونج رہا تھا۔ اسی وقت
روں کی آواز گونجی:

"آپ نے دیکھا حاضرین... کتنا زبردست مقابلہ تھا۔ یہ
مقابلہ ہوٹل شیان کا پہلوان مسٹر شنگ جیت گیا ہے...
ہمارا پہلوان ہار گیا ہے... اس لئے ہوٹل کی طرف سے مسٹر
شنگ تین ہزار ڈالر... انعام کے حق دار ہیں... یہاں سے
رخصت ہوتے وقت انہیں ان کا انعام دے دیا جائے گا...
لیکن اس سے پہلے ایک ضروری اعلان... ہال میں موجود
والوں میں سے بھی اگر کوئی مسٹر شنگ سے مقابلہ کرنا چاہے
تو میدان میں آ جائے... جیتنے کی صورت میں مسٹر شنگ
کے تین ہزار ڈالر انہیں دے دیئے جائیں گے۔ کیوں مسٹر
شنگ آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں؟"

"بالکل نہیں۔" اس نے قدرے جھک کر کہا۔

ہال میں سناٹا چھا گیا۔

"کیا خیال ہے... میں اس کا مقابلہ کروں؟" خان رحمان
بولے۔

"نہیں خان رحمان میرا خیال ہے انسپکٹر کامران مرزا مقابلہ

کریں گے۔"

انہوں نے ہال کی طرف دیکھا... کوئی بھی اٹھا تو

"حیرت ہے... انکل نہیں اٹھے۔"

"شاید ان کا موڈ نہیں ہے... لیکن میں اس

ضرورت محسوس کر رہا ہوں... اس شہر میں ہمیں کی

حاصل کر لینی چاہیے۔"

ان کے الفاظ درمیان میں رہ گئے... روشن

میں کہہ رہا تھا۔

"ایک منٹ پورا ہوا چاہتا ہے... اب تک کوئی

کے لئے نہیں نکلا... لہٰذا مقابلہ..."

"ایک منٹ مسٹر روشن..." انسپکٹر جمشید کی آواز ابھری

سب کے منہ ان کی طرف گھوم گئے اور وہ آگے

اسٹیج پر چڑھ گئے... باقی لوگوں نے اپنی جگہ کا

ہال میں ایک بار پھر تالیاں گونج اٹھیں۔

"اوہو مسٹر جمشید! یہ آپ ہیں... آپ کریں گے

"ہاں! آپ کے پہلوان کا اعلان تھا کہ مسٹر شنگ

مکا نہیں مار سکیں گے... میں بھی یہی اعلان کرتا ہوں

یہ مجھے ہاتھ نہیں لگا سکیں گے۔"

"بہت خوب... واہ" ہال میں بہت سی تالیاں گونج

دونوں آمنے سامنے آ گئے... شیانگ نے مذاق اڑانے کے

انداز میں ان کی طرف دیکھا اور بولا:

"یہ مشرقی لوگ ڈینگیں بہت مارتے ہیں۔"

"یہاں مشرق اور مغرب کا کوئی سوال نہیں... آپ مقابلہ

شروع کریں۔" انسپکٹر جمشید نے جل کر کہا۔

اور اس نے اچھل کر ایک زبردست مکا ان کی ٹھوڑی پر

چلایا... لیکن مکا ہوا میں لہرا کر رہ گیا... انسپکٹر جمشید تو کنی

کاٹ گئے تھے۔

"بہت خوب" ہال میں آوازیں گونجیں۔

شنگ نے پھر وار کیا... اس بار اس نے پیٹ میں لات

رسید کی تھی... لیکن خود کمر کے بل گرا... انسپکٹر جمشید جھک

کر صاف بچ گئے۔ پھر ہال تالیوں سے گونجا۔

"بھئی ذرا تیزی دکھائیں... میرا دعویٰ ہے آپ مجھے ہاتھ

نہیں لگا سکیں گے۔"

اب تو اس نے تابڑ توڑ مکے شروع کر دیئے... اور انسپکٹر

جمشید نے اچھل کود میں تیزی دکھائی... ابھی تک انہوں نے

خود اس پر وار نہیں کیا تھا۔

"کیا خیال ہے... حاضرین... اب ایک مکا میں بھی نہ مار

کر دیکھ لوں؟"

"ضرور... ضرور... کیوں نہیں" سب کے سب جی
اس سے پہلے کہ ٹنگ بچاؤ کی تدبیر کر سکتا
نے ایک بھرپور وار اس کی ٹھوڑی پر کیا... اس کے
سے ایک بھیانک چیخ نکلی اور وہ چاروں شانے چت
لوگ بے تحاشہ تالیاں بجا رہے تھے... اور ساتھ
میں روشنی ہو گئی... انہوں نے بے ساختہ انسپکٹر کامران
میز کی طرف دیکھا اور حیرت زدہ رہ گئے۔

وہ یہاں کہاں

ہال میں روفن کی چہکتی آواز گونج رہی تھی:
"بہت خوب! اتنا دلچسپ مقابلہ بھی کم ہی دیکھنے میں آیا
ہو گا۔ بہرحال مسٹر جمشید احمد تین ہزار ڈالر انعام کے حق
دار ہیں۔ مسٹر ٹنگ مجھے افسوس ہے۔ اب آپ
اٹھ جائیے۔"
لوگوں نے بھی مسٹر ٹنگ کی طرف دیکھا۔
لیکن اس کے جسم میں کوئی حرکت نہ ہوئی:
"مسٹر ٹنگ" آروفن نے سٹیج کے پچھلی طرف سے آگے
آتے ہوئے کہا۔
لیکن ٹنگ ٹس سے مس نہ ہوا۔
"اوہو۔ یہ تو بے ہوش ہو گئے ہیں۔ ڈاکٹر وانگ۔
آپ کہاں ہیں؟"

"ابھی حاضر ہوا۔" ایک کونے سے آواز آئی۔

اور پھر سفید کوٹ میں ایک ڈاکٹر شیخے پر آگیا —
ٹنگ پر جھک گیا — اس کی کلائی پکڑ کر نبض ٹٹولنے
پھر اچھل کر کھڑا ہو گیا —

"ارے — یہ — یہ تو مر گیا ہے۔"

"کیا!!!" تمام ہال گونج اٹھا — خود انسپکٹر جمشید بھی دنگ
سے رہ گئے — وہ مکا زوردار تو ضرور تھا — لیکن
قدر بھی نہیں کہ دوسرا مر ہی جائے —

"اُف — یہ کیا ہوا — اب کیا ہو گا — ہوٹل شیان
تو ہماری جان کھا لیں گے۔"

"تم — پولیس کو تو فون کرنا ہی ہو گا —" ہوٹل کا
ملازم بولا۔

"ہاں! کرو —" وہ مردہ آواز میں بولا۔

"آپ اپنی میز پر بیٹھیں — اور جب تک پولیس نہ
جاتی — اس وقت تک باہر جانے کی کوشش نہ کریں۔"

"بہت بہتر۔" انھوں نے کہا اور تھکے تھکے قدموں
میز کی طرف چل پڑے — خود ان کا مارے رنج کے
حال تھا — ایک انسان بلا وجہ ان کے ہاتھ سے مارا
تھا — انھیں رنج کیوں نہ ہوتا — ویسے انھیں حیرت بھی

شاہ تھوڑی پر لگا تھا — ایسی جگہ نہیں لگا تھا کہ موت واقع
ہو جاتی —

میز پر بیٹھتے ہوئے انھوں نے دیکھا — روفی
اسٹیج پر جھکا اس کا دل ٹٹول رہا تھا — پھر وہ مایوسانہ
انداز میں اٹھ کھڑا ہوا:

"نہیں — اس میں تو اب کچھ نہیں رہا۔"

اور پھر وہی پولیس انسپکٹر اپنے ماتحتوں کے
ساتھ اندر داخل ہوا:

"انسپکٹر ڈی کوزا — آئیے — مجھے افسوس ہے — آپ کو
اس قدر جلد دوبارہ زحمت دی گئی۔"

"کوئی بات نہیں — یہ تو میری ڈیوٹی ہے۔"

"ہوٹل شیان کا پٹھان مر گیا ہے۔"

"میں سن چکا ہوں — تفصیل بیان کریں۔" اس نے کہا۔

روفی نے تفصیل سنا دی — انسپکٹر ڈی کوزا سوچ
میں پڑ گیا — آخر اس نے کہا:

"سمجھ میں نہیں آ رہا کہ اب کیا کریں — مسٹر جمشید احمد کا
ارادہ اسے ہلاک کرنے کا نہیں تھا — اور نہ مکا ایسا تھا؛
نہ ایسی جگہ لگا — لیکن یہ بات بھی ہر حال ہے کہ وہ مر
گیا ہے — اس لیے اب انھیں گرفتار تو کرنا ہو گا۔"

"جنگل ہے جناب۔" انسپکٹر جمشید میز پر سے اٹھ کر بولے۔

"جی۔ کیا مطلب ہے۔"

"آپ مجھے گرفتار نہیں کر سکتے۔ یہ مقابلہ ان سب لوگوں ... دیکھا ہے۔ یہ گواہ ہیں۔ مقابلہ کے لیے للکارا گیا۔ تو میں ... خود کو پیش کیا۔ میری مسٹر شنگ سے کوئی دشمنی ... آخر کس بنیاد پر مجھے گرفتار کریں گے آپ۔ اسے ہم اتفاقی موت کہیں گے۔ دوسرے یہ کہ لاش کا پوسٹ ... کرائیں۔ میں یہیں ٹھہرا ہوا ہوں۔ اگر میرے مکے ... ٹھوڑی پر لگا ہے۔ یہ شخص مرا ہے تو ضرور مجھے گرفتا... اگرچہ مجرم میں اس صورت میں بھی نہیں بن سکتا۔"

"ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے۔" تماشائی ایک ساتھ بو...

انسپکٹر نے پریشان ہو کر رونفن کی طرف ... اور بلند آواز میں بولا:

"آپ لوگ خاموش ہو جائیں۔ یہیں بھی مسٹر جمشید احمد سے ... متفق نہیں ہے۔ اگر موت ان کے مکے سے نہیں ہوئی ... انھیں گرفتار نہیں کیا جائے گا۔ لہٰذا یہ اس وقت ... ہوٹل میں رہیں گے۔ جب تک پوسٹ مارٹم نہیں ہو ... البتہ یہ ہوٹل سے باہر نہیں جا سکیں گے۔ کم از کم ... بات پر انھیں کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔"

"ٹھیک ہے۔ مجھے منظور ہے۔" ڈی کوزا بولا۔

اب انسپکٹر جمشید نے بلند آواز میں ان سے کہا:

"حالات حد درجے عجیب ہیں۔ انسپکٹر کامران مرزا اور ان کے ساتھی ہال سے غائب ہیں۔ جب کہ بیرونی دروازے بند ہیں۔ اندرونی دروازے کی طرف جانے کا کوئی جواز نہیں۔ دوسرے یہ کہ باہر ٹیکسی ڈرائیور انتظار کر رہا ہے۔ محمود، فاروق اور فرزانہ تم اس کے ساتھ جا کر ذرا پچھلے ڈرائیور کو چیک کر آؤ۔ ہم تینوں یہیں رہیں گے اور دیکھیں گے کہ انسپکٹر کامران مرزا پارٹی کے بارے میں کیا کیا جائے۔"

"بہت بہتر ابا جان! ہم چل دیے۔"

تینوں اٹھ کر ہوٹل سے باہر نکل گئے۔

"آؤ بھئی۔ ہم ذرا مسٹر رونفن سے بات کر لیں۔" انھوں نے کہا اور تینوں اٹھ کر رونفن کے پاس آ گئے۔ ڈی کوزا نے بھی ان پر ایک نظر ڈالی۔

"مسٹر رونفن۔ یہ ہوٹل آپ کا ہے۔ آپ اپنے کمرے میں سے پورے ہال کا منظر دیکھتے رہتے ہیں۔ ٹھیک ہے نا۔" انھوں نے سرسری لہجے میں کہا۔

"ہاں ہاں۔ بالکل ٹھیک ہے تو پھر۔ آپ کیوں پوچھ...

رہے ہیں۔" روفی کے لہجے میں حیرت تھی۔

"فرض کریں — آپ کو کہیں جانا پڑ جاتا ہے — تو کیا
صورت میں آپ اپنے کمرے میں کسی دوسرے کو
ہیں۔"

"جی نہیں — خودکار آلات ہال کے منظر کو ریکارڈ
رہتے ہیں۔"

"بہت خوب! اس کا مطلب ہے — جس وقت سے
یہاں آئے ہیں — ہال کا منظر ریکارڈ ہو رہا ہے۔" اس
خوش ہو کر کہا۔

"ہاں! بات تو یہی ہے۔"

"شکریہ — جن صاحب نے سٹیج پر آ کر پہلوان سے
کیا تھا، وہ اور ان کے ساتھی ہال سے غائب ہیں —
بیرونی دروازے بند تھے۔"

"اوہو اچھا۔" روفی حیران رہ گیا۔

"کیا ہوٹل سے باہر نکلنے کا کوئی اور راستہ بھی ہے؟"

"راستے تو کئی ہیں — لیکن ہم نے ان کو بند کر رکھا
اس لیے کہ جرائم پیشہ لوگ ایسے راستوں سے فائدہ اٹھاتے
ہیں۔"

"شکریہ! اب تو بات اور واضح ہو گئی — سوال یہ ہے کہ

لوگ کہاں غائب ہو گئے۔"

"یہ بات میرے لیے عجیب ترین ہے۔"

"لیکن ہم وہ فلم چلا کر یہ بات جان سکتے ہیں کہ وہ کہاں
گئے یا کیسے غائب ہوئے۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"اوہ ہاں — واقعی — آئیے کمرے میں چل کر دیکھ لیتے ہیں۔"

"بہت بہت شکریہ۔"

"مسٹر ڈی کوزا — کیا آپ بھی چلیں گے؟" روفی انسپکٹر کی
طرف مڑا۔

"ہاں! اس معاملے میں میں بھی بہت دلچسپی محسوس کر رہا ہوں۔"
اس نے فوراً کہا۔

"تو پھر آئیے۔"

روفی انھیں اسی کمرے میں لے آیا جس میں کچھ دیر
پہلے وہ سب کچھ دیکھتے رہے تھے — ریکارڈ شدہ فلم وی سی آر
میں لگائی گئی — ہال کا منظر نظر آنے لگا — وہ ایک ایک سین
غور سے دیکھتے رہے — پھر انسپکٹر کامران مرزا اور ان کے ساتھی
ہال میں بیٹھے نظر آئے — پورے ہال پر کیمرہ گھومتا رہا — اور
جب چکر لگا کر یہ انسپکٹر کامران مرزا کی میز کی طرف آیا تو وہ میز
پر نظر نہ آئے۔

"یہ — یہ کیا — اس میں تو وہ اٹھتے ہوئے نظر نہیں آئے؟"

خان رحمان نے بوکھلا کر کہا۔

"ہاں! اس وقت کیمرہ دوسری سمت میں گردش کر رہا تھا
افسوس — ہم یہ معلوم نہیں کر سکتے کہ وہ کیسے غائب ہو
روشن کے لہجے میں الجھن تھی۔

"لیکن جناب — یہ آپ کا ہوٹل ہے — اور آپ کے ہوٹل
چند آدمی غائب ہوئے ہیں۔"

"آپ ہی بتایئے — میں کیا کر سکتا ہوں — اس میں [illegible]
کیا قصور —" اس نے کندھے اچکائے۔

"ہم یہ خبر اخبارات میں شائع کرائیں گے۔"

"آپ کی مرضی۔" اس نے منہ بنایا۔

"آؤ بھئی چلیں —" انسپکٹر جمشید نے تنگ آ کر کہا۔

"ایک منٹ ٹھہریں —" انھوں نے انسپکٹر ڈی کوزا کی
اور پھر ان کی طرف مڑ گئے۔

"اس میں کوئی شک نہیں کہ مسٹر روشن اس معاملے میں
تعاون ہیں — خود آپ نے اپنی آنکھوں سے فلم دیکھ لی
اسلئے ہم اتفاق ہی کر سکتے ہیں — کہ کیمرہ اس وقت ان کی طرف
تھا ورنہ ہم یہ دیکھ سکتے تھے کہ وہ کہاں گئے ہیں —
ہم انھیں تلاش کرنے کی کوشش کریں گے — آپ پولیس
میں گمشدگی کی رپورٹ درج کرا دیں۔"

"اچھی بات ہے — ہم یہ بھی کیے لیتے ہیں —" انھوں نے کہا
اور کمرے سے نکل آئے۔

"یہ تو بہت عجیب بات ہو گئی — ہم تو آئے تھے اس
الجھن کے چکر میں — اور اب شاید پڑ جائیں انسپکٹر کامران مرزا کے چکر
میں" پروفیسر داؤد نے منہ بنایا۔

"حیرت انگیز ترین بات یہ ہے کہ انسپکٹر کامران مرزا یہاں کہاں؟"
انسپکٹر جمشید بولے۔

"جمشید — اگر ہم یہاں ہو سکتے ہیں تو وہ یہاں کیوں نہیں
ہو سکتے۔" پروفیسر داؤد بولے۔

"آپ — آپ کا مطلب ہے — وہ بھی اس جزیرے اور ہوٹل
کے چکر میں آئے ہوں گے۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"نہیں خیر — میں یہ تو نہیں کہہ سکتا۔" پروفیسر مسکرائے۔

وہ ہوٹل سے نکل کر پولیس اسٹیشن پہنچے — انسپکٹر
کامران مرزا وغیرہ کی گمشدگی کی رپورٹ درج کرائی اور پھر واپس
پلٹے — جونہی وہ اپنے کمرے کے دروازے پر پہنچے، ٹھٹک کر
رہ گئے — دروازے میں ایک بڑا سا خنجر پیوست تھا۔

چار چہرے

"یہیں ہے اس ٹیکسی ڈرائیور کا گھر۔" ان کے ساتھی نے کہا۔

"شکریہ۔" محمود نے کہا اور آگے بڑھ کر دستک دی۔

"میرا خیال ہے۔ مجھے یہاں سے چلے جانا چاہیے۔ آپ کے ساتھ مجھے دیکھ کر وہ میرا دشمن نہ بن جائے۔" ٹیکسی ڈرائیور بولا۔

"ہاں ٹھیک ہے۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔ آپ جا سکتے ہیں۔" محمود بولا۔

"خیر۔ میں اس حد تک نہیں جاؤں گا۔ سڑک پر آپ کا انتظار کروں گا۔" اس نے مسکرا کر کہا۔

"یہ زیادہ بہتر رہے گا۔" محمود نے خوش ہو کر کہا۔

ٹیکسی ڈرائیور چلا گیا۔ اسی وقت دروازہ کھلا …

… کی صورت نظر آئی۔

"… یہیں مسٹر کاشف سے ملنا ہے۔"

"… جب سے آیا ہے۔ اپنے کمرے سے نہیں نکلا۔ آوازیں … دے دے کر تھک چکی ہوں۔ اگر تم اس کے دوست ہو تو آپ … جا کر جگا لو۔" اس نے زینے کی طرف اشارہ کیا۔

تینوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ جیسے کہ …

… ہے ہوں۔

"اب کیا کریں بھئی۔"

"… آؤ۔" محمود نے بے فکری کے عالم میں کہا اور آگے بڑھ … اور داخل ہو گیا۔ مکان زیادہ بڑا نہیں تھا۔ عورت نے … زینے کی طرف اشارہ کیا۔ تینوں سیڑھیاں چڑھ کر اوپر پہنچے۔ … کمرے کا دروازہ کھلا تھا اور وہی ڈرائیور بستر پر لیٹا تھا۔ … اس کی آنکھیں چھت پر جمی تھیں۔ دونوں ہاتھ سر کے نیچے …

"ہیلو مسٹر۔ آپ ہمیں دیکھ کر حیران تو ضرور ہوں گے۔ … زیادہ حیران بھی نہ ہوں۔ کیوں کہ آپ ہم سے … واقف نہیں ہیں۔"

ڈرائیور کے جسم میں کوئی حرکت نہ ہوئی تو انھیں بہت … حیرت ہوئی۔

"ہائیں — آنکھیں کھول کر سو گئے کیا آپ —" فاروق
چونک کر کہا۔

"شاید بند کرنا بھول گئے۔" محمود نے گھبرا کر کہا۔

"آنٹ مالک — یہ — یہ تو جا چکا ہے۔" فرزانہ
کر کہا۔

"کہاں — کہاں؟"

"دوسری دنیا میں —" وہ بولی۔

تینوں تیزی سے آگے بڑھے — ڈرائیور کا جسم
سرد تھا — وہ واقعی مر چکا تھا — انھوں نے اس
کے اوپر سے چادر ہٹائی تو سینے میں ایک خنجر نظر
دستے تک پیٹ میں دھنسا ہوا تھا — پورا بستر خون
ہو چکا تھا — ان کی نظریں خنجر کے دستے پر جم
گئیں — دستہ سنہری رنگ کا تھا اور اس پر ہیرے
ہوئے تھے —

"اس بے چارے کو قتل کر دیا گیا ہے۔" محمود
"ہاں! تاکہ یہ ہمیں کچھ نہ بتا سکے —" فرزانہ نے
کہا۔

"لیکن اب ہم کیا کریں — اگر خاموشی سے یہاں سے
ہیں — تو عورت پولیس کو ہمارا حلیہ بتائے گی — اور

پولیس کو فون کرتے ہیں تو یہاں ٹھہرنا پڑے گا۔"
میں بہتر رہے گا — ہمیں کم از کم الجھنا چاہیے — ہم اپنے ملک
تو ہیں نہیں —"

"تب پھر — پہلے ہم اس کی تلاشی لے لیں — شاید کوئی
کی چیز مل جائے —" محمود نے کہا اور اس کی جیبوں کی
لینے لگا — لیکن شاید جیبوں کی پہلے ہی تلاشی لی جا
تھی — پھر بھی ایک جیب سے ایک معمولی سی چیز محمود
ہاتھ لگ ہی گئی — شاید قاتل نے اس چیز کو بالکل غیر
خیال کیا تھا — یہ چیز ایک چھوٹی سی نوٹ بک تھی
میں صرف ٹیلی فون نمبر درج تھے —

محمود نے نوٹ بک جیب میں ڈال لی اور
نیچے اتر آئے —

"بیگم — مل آئے تم اس سے؟"

"کیا آپ اس کی ماں ہیں؟"

"نہیں — میں نوکرانی ہوں۔" اس نے کہا۔

"اسے کسی نے قتل کر دیا ہے — پولیس کو فون کرنا
پڑے گا۔"

"کیا کہا —" وہ بلند آواز میں چلائی۔

"ہاں! اسے مرے ہوئے تو کافی دیر ہو چکی ہے۔"

"اوہ — اوہ — اسی لیے وہ میری بات کا جواب نہیں دے رہا تھا۔"

"کیا ہم سے پہلے کوئی اور بھی اس سے ملنے آیا تھا؟"

"ہاں! وہی تھا — جو اکثر اس سے ملنے کے لیے آتا رہتا ہے — جوگٹ نام ہے اس کا۔"

"اور یہ مسٹر جوگٹ کہاں رہتے ہیں؟"

"میں نہیں جانتی۔"

"اس کا حلیہ تو بتا سکتی ہیں؟"

"ہاں ضرور — کیوں نہیں — وہ لمبے قد کا دبلا پتلا ہے — چہرے سے ہی بدمعاش لگتا ہے؟"

"کچھ اور وضاحت کریں نا؟"

"اس کی ناک کی نوک پر نیلے رنگ کا ایک بڑا سا تل ہے اور یہ نشانی ایسی ہے — کہ اسے آسانی سے پہچانا جا سکتا ہے۔"

"اور آپ یہ بھی نہیں بتا سکیں گی کہ وہ رہتا کہاں ہے۔"

"بھلا میں کیا جانوں — کانگو سے اکثر ملنے آتا رہتا ہے میں تو بس اتنا جانتی ہوں۔"

"ہوں — پولیس کو فون کر دیں — ہم اس کے آنے تک یہیں ٹھہریں گے۔"

پندرہ منٹ بعد پولیس وہاں پہنچ گئی — اس نے عورت کا بیان لیا، ان سے پوچھ گچھ کی — پولیس کا ایک سوال یہ تھا:

"آپ کا مسٹر کانگو سے کیا تعلق ہے؟"

"کوئی تعلق نہیں — ہم تو ویسے بھی یہاں سیر و سیاحت کے لیے آئے ہوئے ہیں — اس کی ٹیکسی میں سفر کیا تھا — ہمیں برموڈا سے بہت دلچسپی ہے — اور یہ اس سلسلے میں کچھ جانتے تھے — بس ہم تو یہی معلوم کرنے آئے تھے۔"

"برموڈا —" انسپکٹر نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں! برموڈا — کیا آپ ہمیں اس بارے میں کچھ بتا سکتے ہیں۔" محمود بولا۔

"کوئی بھی کچھ نہیں بتا سکتا — اس لیے کہ کوئی کچھ جانتا نہیں۔" اس نے منہ بنایا۔

"خیر — کیا اب ہمیں اجازت ہے۔"

"ہاں! لیکن آپ بغیر اجازت ملک سے نہیں جا سکتے — جب تک کہ ہم اس قتل کے سلسلے میں آپ لوگوں کی طرف سے مطمئن نہیں ہو جاتے۔"

جب کہ اصولی طور پر آپ کو مطمئن ہو جانا چاہیے
اس لیے کہ اس عورت کا بیان بالکل واضح ہے۔
قاتل اگر کوئی ہو سکتا ہے تو مسٹر کانگو کا دوست
"یہ بات ٹھیک ہے۔ آپ کے لیے پابندی
رہے گی۔"
"اچھی بات ہے۔ ہم بغیر اجازت ملک سے نہیں جائیں گے"
"شکریہ۔ آپ جا سکتے ہیں۔"
وہ باہر نکل کر سڑک پر آ گئے۔ ڈرائیور ان کا
انتظار کر رہا تھا۔
"بہت دیر لگائی۔"
"کیا کرتے۔ مسٹر کانگو کو کسی نے قتل کر دیا ہے۔"
"کیا!!!" وہ دھک سے رہ گیا۔
"ہاں! کیا آپ کسی ایسے آدمی کو جانتے ہیں۔ جو
اور دبلا پتلا ہے۔ اس کی ناک کی نوک پر ایک
رنگ کا بڑا سا تل ہے؟"
"نہیں! لیکن اس حلیے کا آدمی شاید میں نے
دیکھا تو ہے۔" اس نے سوچ میں گم ہوتے ہوئے
"اگر یاد آ جائے تو ضرور بتائیے گا۔"
"اچھی بات ہے۔"

تینوں ٹیکسی میں بیٹھ گئے۔ اسی وقت اس نے کہا:
"یاد آ گیا۔ ان دونوں کو میں نے ایک مرتبہ سمندر کے
ایک ریستوران میں دیکھا تھا۔"
"اس ریستوران کا نام تو بتا سکتے ہیں آپ۔ بلکہ آپ
ہمیں وہاں لے ہی چلیں۔" فاروق نے کہا اور جلدی سے محمود کی
طرف دیکھا۔
"ہاں! کوئی حرج نہیں۔ ریستوران کا نام سی پوائنٹ ہے۔"

ٹیکسی اس ریستوران کی طرف روانہ ہو گئی۔ ریستوران
میں داخل ہو کر انھوں نے سرسری نظر سب لوگوں پر ڈالی اور پھر
ایک خالی میز کی طرف بڑھ گئے۔
ریستوران میں اگرچہ اس حلیے کا کوئی آدمی موجود نہیں تھا۔
چہرے لیے نظر آئے تھے کہ تینوں حیرت زدہ رہ
گئے تھے۔ انھیں ایک فی صد بھی ان کے یہاں نظر آنے
کی امید نہیں تھی۔
"یہ ہم کیا دیکھ رہے ہیں۔" فاروق نے دبی آواز میں کہا
"کیا دیکھ رہے ہیں۔ کیا وہ نظر آ گیا ہے۔" ڈرائیور
نے چونک کر پوچھا۔
"نہیں۔ وہ نہیں۔ البتہ کچھ اور لوگ ضرور نظر آئے ہیں۔"

محمود نے یہ کہتے ہوئے ان کی طرف دیکھا۔

"یہ کون ہیں؟" اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہمارے دوست۔ لیکن یہ یہاں کیسے پہنچ گئے۔ اس پر
جتنا بھی حیران ہوں۔ کم ہے۔ اوہو۔ یہ۔ ان کی طرف
کون بڑھ رہا ہے۔" محمود کے لہجے میں اور حیرت شامل ہو گئی۔

"اس ریستوران کے مالک۔ مسٹر ماوان۔"

ماوان ان کی میز پر بیٹھ گیا اور ہنس ہنس کر ان سے
باتیں کرنے لگا۔

"یہ تو ایسا لگتا ہے جیسے آپس میں گہرے دوست ہوں۔"

"ہاں! لیکن یہ دوست ہو نہیں سکتے۔" فاروق بڑبڑایا۔

"ملک۔ کیوں؟" وہ ہکلایا۔

"آپ کا نام ہم نے اب تک نہیں پوچھا۔ حالانکہ
دیر پہلے آپ ہمارے دوست بن چکے ہیں۔"

"میں انعام خان ہوں۔"

"تو مسٹر انعام خان۔ یہ صاحب ان چاروں کے دوست
اس لیے نہیں ہو سکتے کہ یہ اس ملک میں پہلی بار آئے ہیں
اور مسٹر ماروان بھی ہمارے ملک میں کبھی نہیں آئے ہوں
گے۔"

"لیکن بھئی۔ یہ قلمی دوست تو ہو سکتے ہیں۔" انعام

نے کہا۔

"قلمی دوست۔ اوہ ہاں۔ اس کا امکان تھا۔ لیکن ایسا
کچھ بھی نہیں ہے۔"

"وہ کیوں؟" انعام خان بولا۔

"یہ چاروں کسی کو قلمی دوست بنانا پسند نہیں کرتے۔
یہ کوئی اور معاملہ ہے۔"

"آخر یہ کون لوگ ہیں۔"

"انھیں شوکی برادرز کہتے ہیں۔ ہمارے بہت گہرے
دوست ہیں۔" محمود نے کہا۔

"تو پھر آپ اٹھ کر ان سے ملتے کیوں نہیں؟"

"ہم ذرا تیل دیکھنا چاہتے ہیں اور تیل کی دھار بھی۔"
فاروق مسکرایا۔

"کیا مطلب؟" وہ چونکا۔

"مطلب یہ کہ۔ یہ ملاقات کیوں اور کس سلسلے میں ہو
رہی ہے۔ پہلے یہ جان لیں۔ پھر ملاقات کر لیں گے۔"

"ہوں! جیسے آپ کی مرضی۔" اس نے کندھے
اچکائے۔

اس وقت انھوں نے ان پانچوں کو اٹھتے دیکھا۔

"لیجیے۔ وہ تو اٹھ رہے ہیں۔"

"تو کیا ہوا — ہم بھی اٹھ جاتے ہیں۔" فاروق بولا۔
شوکی برادرز اور مسٹر ٹاوان جلد ہی ریستوران سے
باہر نکلتے نظر آئے — انھوں نے بھی باہر کا رخ کیا
ابھی تک کچھ کھانے پینے کا تو موقع ہی نہیں آیا تھا
بل ادا کرنے کے لیے رکنا پڑتا —
باہر نکل کر انھوں نے انھیں ایک لمبی سی سرخ
کار میں بیٹھتے دیکھا — وہ بھی تیزی سے ٹیکسی کی طرف
بڑھے — ایک منٹ بعد وہ سرخ کار کا تعاقب کر رہے
تھے — ان کی حیرت میں ہر لمحے اضافہ ہو رہا تھا۔
"یہ — یہ سب کیا چکر ہے بھئی —" فرزانہ بولی۔
"شاید چکر اتنی آسانی سے سمجھ میں آنے والا نہیں"
محمود بڑبڑایا۔
"حیرت تو یہ ہے کہ انکل کامران مرزا پارٹی بھی
موجود ہے — کہیں ہم کسی سازش کے تحت تو یہاں
نہیں ہو گئے۔"
"ان دونوں پارٹیوں کے بارے میں تو کچھ نہیں کہا جا
سکتا — لیکن ہم کسی سازش کا شکار نہیں ہوئے ہیں
ہمیں تو اس جہاز نے اپنی طرف متوجہ کیا تھا۔
"ہوں! بات تو ٹھیک ہے — لیکن ہو سکتا ہے

ان لوگوں نے بھی جہاز کی یہ خبریں سن لی ہوں اور انھوں نے بھی
اسی سمت کا رخ کر لیا ہو۔"
"ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا — ویسے میرا جی چاہ رہا ہے — اس
سرخ کار سے آگے نکل جاؤں — اور اسے روک کر شوکی
برادرز سے ملاقات کر لوں — اور پوچھوں — بھئی شوکی —
یہ سب کیا ہے۔"
"لیکن میرا مشورہ ہے — بس ہم صبر ہی کر لیں تو بہتر
ہے۔" فرزانہ بولی۔
"بہت بہتر! لیکن اس موقع پر صبر کرنا ہے بہت مشکل۔"
"تو پھر بہت میٹھا پھل مل جائے گا — فکر نہ کرو۔"
فاروق مسکرایا۔
"ارے — یہ — یہ تو اس طرف جا رہے ہیں۔" انعام خان چونکا
"کس طرف؟"
"اب میں سمجھ گیا — کیا چکر ہے۔"
"کیا سمجھ گئے آپ — ذرا جلدی سے ہمیں بھی بتا دیں۔"
"اس شہر میں بے شمار ٹیمیں گم شدہ جہازوں کے چکر
میں ہیں — کیوں کہ ان جہازوں میں انتہائی قیمتی چیزیں بھی موجود
ہیں — اگر کوئی پارٹی — ان میں سے کسی گم شدہ جہاز کو پا لیتی
ہے — تو بے شمار دولت حاصل کر سکتی ہے۔"

سوال یہ ہے کہ یہ لوگ کہاں جا رہے ہیں؟

غوطہ خوروں کی بستی میں — ایسی پارٹیاں غوطہ خوروں
معاملات طے کرتی ہیں — اور پھر اپنے تجویز کردہ مقام پر
غوطہ لگانے کے لیے کہتی ہیں — غوطہ خور اسی مقام پر سمند
تہہ میں جاتے ہیں۔

لیکن غوطہ خوروں پر اعتماد کس طرح کیا جا سکتا
فرض کر لیتے ہیں کہ انھیں کوئی جہاز نظر آ جاتا ہے
تو پھر کیا وہ اوپر آ کر بتا بھی دیں گے — وہ خو
دولت کو کیوں حاصل نہیں کرنا چاہیں گے۔

یہی ان پارٹیوں کا سب سے بڑا مسئلہ ہے —
اس کی ترکیب اس طرح کی جاتی ہے — کہ ہر غوطہ
پارٹی کے ساتھ اپنا ایک آدمی بھیجا جاتا ہے — غوطہ
کو رسیوں سے باندھ کر نیچے بھیجا جاتا ہے — ا
نام پتے اور رشتہ داروں تک کے نام پتے لکھے جا
ہیں — تب کہیں جا کر غوطہ لگوایا جاتا ہے۔

بہرحال! آج تک کوئی جہاز نظر بھی آیا۔

نہیں۔ اس نے کہا۔

تب تو یہ لوگ برابر سرمایہ ضائع کر رہے ہیں؟

وہاں ابھی یہ ایک جوا ہے — اگر جہاز مل گیا تو وارے
ہیں — ورنہ سراسر نقصان۔

اسی وقت سرخ کار رکتی نظر آئی — اور
پھر ان تینوں کو ایک اور زبردست جھٹکا لگا — ان کی
آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں —

روفن

خنجر کے نیچے ایک سفید رنگ کا کاغذ بھی موجود تھا۔ خان رحمان جلدی سے آگے بڑھے ہی تھے کہ انسپکٹر جمشید بول اٹھے:

"ایک منٹ خان رحمان — دستے پر انگلیوں کے نشان ہو سکتے ہیں۔"

"اوہ!" ان کے منہ سے نکلا اور ٹھٹک کر ایک طرف ہٹ گئے۔

انسپکٹر جمشید نے جیب سے رومال نکالا اور خنجر کو احتیاط سے پکڑ کر کھینچ لیا — کاغذ نیچے گر گیا۔ خان رحمان نے اٹھا لیا — اسے کھولا گیا تو یہ الفاظ نظر آئے:

"ہم تم لوگوں کی یہاں موجودگی پسند نہیں کرتے۔ یہ بات نہیں کہ تم ہمارے لیے کسی خطرے کا

باعث بن سکتے ہو — یا ہم تم سے خوف زدہ ہیں — بلکہ بات صرف اتنی سی ہے کہ ہم اپنا کام نہایت اطمینان سے کرنا چاہتے ہیں — لہٰذا تم لوگ یعنی تینوں پارٹیاں فوراً اپنے ملک چلی جائیں — ورنہ تم لوگوں کو سمندر میں غرق کر دیا جائے گا — اس پیغام کے بعد دوسرا پیغام صرف موت کا پیغام ہو گا۔"

نیچے کسی کا نام نہیں تھا — انسپکٹر جمشید کی پیشانی پر بل پڑ گئے — پھر ان کے منہ سے نکلا:

"تینوں پارٹیاں — انسپکٹر کامران مرزا پارٹی کو تو خیر ہم دیکھ چکے ہیں — لیکن کیا شوکی برادرز بھی یہیں ہیں؟"

"اس کے علاوہ اور کیا کہا جا سکتا ہے — لیکن سوال یہ ہے کہ وہ کہاں ہیں —" پروفیسر داؤد کے لہجے میں بھی حیرت تھی۔

"کہیں موجود ہوں گے — تبھی تینوں کا لفظ لکھا گیا ہے۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ ہوٹل کے اندر یہاں خنجر کون پہنچا گیا — اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ ہم پوری طرح ان لوگوں کی نظروں میں ہیں — لیکن کیوں — انہیں ہم سے کیا خطرہ ہے؟ یہ لوگ یہاں کیا کر رہے ہیں۔" انھوں نے جلدی جلدی کہا۔

"کون لوگ —" خان رحمان چونکا۔

نہیں — جنھوں نے یہ پیغام لکھا ہے۔" جمشید! میں انسپکٹر کامران مرزا وغیرہ کے لیے فکر مند ہوں۔

"پتا نہیں کیا چکر ہے — اس قدر حیرت انگیز ... وہ کہاں چلے گئے۔"

تک ہو چکی ہیں کہ ذہن میں جمع کرنا بھی مشکل ہے ... یہ بات ہو تو ہیں بھی — ارے — ایک منٹ — آیئے ذرا

بولے۔ ... چل کر اس میز کا جائزہ لیں — جس پر وہ بیٹھے تھے۔"

"سب سے پہلے تو خنجر پر انگلیوں کے نشانات ... میز سے کیا معلوم ہو گا۔" پروفیسر صاحب کے لہجے

لگے — آیئے۔" ... بہت تھی —

وہ کمرے میں داخل ہو گئے — انسپکٹر جمشید نے ... معلوم ہوتے دیر بھی کیا لگتی ہے۔" خان رحمان نے

بیگ میں ایک چھوٹی سی شیشی نکالی — اس میں پاؤڈر

قسم کی کوئی چیز تھی — تھوڑا پاؤڈر انھوں نے ... جنھوں ہال میں آئے اور اس میز پر آ کر بیٹھے

دستے پر چھڑکا تو انگلیوں کے نشانات صاف نظر آنے لگے ... اس پر انسپکٹر کامران مرزا وغیرہ بیٹھے نظر آئے تھے۔

"بہت خوب! نشانات تو مل گئے۔" وہ چونکے ... انھوں نے پورے ہال پر ایک سرسری نظر ڈالی — کوئی ان

میں سے کیمرہ نکال کر ان نشانات کی دو تین تصاویر ... طرف متوجہ نہیں تھا۔

نصف منٹ بعد نشانات کی تصاویر ان کے سامنے تھیں ... سب لوگ اپنے آپ میں مگن ہیں — لیکن ایک شخص

اور وہ انھیں بغور دیکھ رہے تھے — آخر ان تصاویر ... ہماری طرف دیکھ رہا ہو گا۔" انسپکٹر جمشید نے سرگوشی کی۔

نے جیب میں ڈال لیا۔ "تمھارا مطلب دوقی سے ہے۔" خان رحمان نے کہا۔

"محمود — فاروق اور فرزانہ اب تک لوٹ کر نہیں آئے ... ہاں! خیر کوئی بات نہیں — دیکھ رہا ہے تو دیکھتا رہے۔"

انھیں اتنی دیر نہیں لگانا چاہیے تھی۔" خان رحمان ... ہو گئے ہیں — انھوں نے کندھے اچکا دیے اور میز اور

ہو کر کہا۔ ... کرسیوں کا جائزہ لینے لگے — میز کے ایک پائے پر انھیں

"شاید وہ بھی کہیں الجھ گئے۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے ... ایک بٹن سا نظر آیا — بے خیالی میں انھوں نے بٹن دبا دیا۔

دوسرا لمحہ حیران کن ترین تھا — فوراً ہی ایک بہت ہلکا کھٹکا ہوا تھا — اور میز کے بالکل نیچے انھیں سیڑھیاں نظر آنے لگیں — انھوں نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ان سیڑھیوں کو دیکھا — دوسری میزوں پر بیٹھے لوگ ان سیڑھیوں کو دیکھ سکتے تھے — اور جس وقت انسپکٹر کامران مرزا والا... اس وقت تو سب لوگ سٹیج کی طرف دیکھ رہے تھے

انسپکٹر جمشید نے بٹن پھر دبایا تو سیڑھیاں غائب ہو گئیں اور فرش میں سے فرش کا ٹکڑا نکل کر خلا پر آ گیا... نے فوراً جیب میں سے قلم اور کاغذ نکالا اور اس پر ایک فون نمبر لکھا —

"خان رحمان! اس نمبر پر رنگ کر آؤ ذرا۔" انھوں نے سرسری انداز میں کہا۔

انھوں نے کچھ جانے والے انداز میں سر ہلایا اور کاؤنٹر پر چلے گئے — سلسلہ ملتے ہی انسپکٹر ڈی کوزا کی آواز سنائی دی — وہ کہہ رہا تھا،

"یس سر — ہمارے لائق کوئی خدمت۔"

"ایک بہت سنسنی خیز معاملہ ہے — ہوٹل سی کنگ آئیے —"

"آپ کا نام۔"

"خان رحمان — ہماری آپ سے پہلے ہی ملاقات ہو چکی ہے۔"

"اچھی بات ہے — میں آ رہا ہوں — لیکن یہ یاد رکھیے — میرا وقت ضائع نہ ہو۔"

"بالکل ضائع نہیں ہو گا — بس آپ آ جائیں۔" انھوں نے کہا اور ریسیور رکھ دیا۔

ٹھیک چھ منٹ بعد انسپکٹر ہال میں داخل ہوا، اس وقت اس کے پیچھے ... تھے — خان رحمان نے ہاتھ کا اشارہ دیا — وہ تیر کی طرح ان کی طرف آیا — اور پھر کرسی پر بیٹھتے ہوئے اس نے کہا،

"کیا معاملہ ہے جناب — آپ بہت حیران نظر آ رہے ہیں۔"

"کیا کیا جائے — مجبوری ہے۔"

"کیا مطلب — مجبوری کیسی —" اس نے چونک کر کہا۔

"ہم نے یہ سراغ لگا لیا ہے کہ مسٹر کامران مرزا اور ان کے ساتھی کہاں غائب ہوئے ہیں۔"

"جی — نہیں —" انسپکٹر ڈی کونا کے منہ سے حیرت زدہ انداز میں نکلا۔

"جی کیا مطلب — اس نہیں سے آپ کی کیا مراد ہے؟"

انسپکٹر جمشید نے اسے گھورا۔

"میرا مطلب ہے — آپ نے کس طرح سراغ لگا لیا [illegible]

سراغ رساں ہیں۔"

"ہر انسان تھوڑا بہت تو سراغ رساں ہوتا ہی ہے۔" [illegible]

انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"ہاں! یہ تو ہے — خیر بتائیے — آپ کے ساتھی [illegible]

ہیں۔"

"اسی ہوٹل میں۔" انھوں نے یک دم کہہ دیا۔

"ہاں کیا کر رہے ہیں آپ۔" انسپکٹر ڈی کوزا دھک [illegible]

گیا —

"ملاحظہ فرمائیں ثبوت —" یہ کہہ کر انھوں نے بٹن [illegible]

فرش میں فوراً خلا پیدا ہو گیا اور سیڑھیاں نظر آنے [illegible]

انسپکٹر ڈی کوزا کی حیرت کا کیا [illegible]

اس نے کہا:

"اُف اللہ — یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں۔"

"اور اس کا مطلب ہے — مسٹر روفن کو معلو[illegible]

وہ کہاں ہیں — لیکن انھوں نے آپ کو نہیں بتایا —

ہوا لگنے دی — گویا انھوں نے ہمارے ساتھیوں [illegible]

ہیں دکھا ہوا ہے۔" خان رحمان نے جلدی جلدی [illegible]

[illegible] آپ کے ساتھیوں کو — تو گویا وہ آپ کے ساتھی تھے۔"

انسپکٹر جمشید نے مسکرا کر خان رحمان کی طرف

[illegible] تک انھوں نے یہ بات ظاہر نہیں کی تھی کہ

[illegible] مرزا ان کے ساتھی ہیں — لیکن اب یہ بات

[illegible] رحمان کی مہربانی سے انھیں معلوم ہو گئی تھی۔

[illegible] ہاں! یہی سمجھ لیں۔"

[illegible] یے — ہم مسٹر روفن سے بات کریں۔"

[illegible] بات بعد میں کریں — پہلے اسے گرفتار کر لو۔"

[illegible] گرفتاری کا مرحلہ بعد میں طے ہو گا — آئیے۔" اس

وہ اٹھے اور روفن کے دروازے پر پہنچے۔

[illegible] جناب!" ابھی انھوں نے دستک نہیں دی تھی

[illegible] سنائی دی۔

"تو آپ کو معلوم ہے کہ ہم آ رہے ہیں۔" انسپکٹر جمشید

[illegible] دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔

[illegible] — بھلا معلوم کیوں نہ ہو گا — جب کہ میں یہاں بیٹھا

[illegible] ہال کا جائزہ لیتا رہتا ہوں۔" اس نے مسکرا کر کہا۔

[illegible] آپ دیکھ رہے ہیں انسپکٹر صاحب۔"

[illegible] ہاں، دیکھ رہا ہوں — مسٹر روفن — یہ تہ خانے کا کیا

معلوم ہے اور کیا ان کے ساتھی واقعی تہ خانے میں

"ہاں جناب — یہ بات ٹھیک ہے — میں یہ بات
گا نہیں۔"

"اب چھپا بھی کس طرح سکتے ہیں — ہم اپنی
آنکھوں سے دیکھ چکے ہیں۔"

"مسٹر روفن — ہمیں اس تہ خانے میں لے چلیے۔"
کے لہجے میں سختی تھی۔

"جی — جیسے آپ کی مرضی۔" اس نے کہا اور
ہو گیا — اس نے ایک الماری کے پٹ کھول
تہ خانے کی سیڑھیاں ان کے سامنے تھیں —

"آئیے جناب — مسٹر روفن — آپ ہمارے ساتھ
بلکہ ہم سے آگے —" ڈی کوزا نے اب بھی سخت
کہا۔

"جی بہتر —" روفن نے کہا اور سب سے آگے
سیڑھیاں اترنے لگا — اس کے پیچھے وہ بھی
تک کر ایک بہت بڑے پختہ ہال میں پہنچ گئے
طرف انسپکٹر کامران مرزا وغیرہ بے ہوش پڑے تھے
انھیں رسیوں سے باندھ دیا گیا تھا — تہ خانے
کی بے شمار پیٹیاں ایک دوسرے کے اوپر رکھی

"ان پیٹیوں میں کیا ہے مسٹر روفن —" انسپکٹر جمشید بولے۔

"جی نہیں — اب تم بھی اپنے آپ کو بندھا ہوا لو۔" روفن
ہوا۔

"وہ کیوں — ہم نے کیا قصور کیا ہے۔" انسپکٹر جمشید
مسکرائے۔

اسی وقت تہ خانے میں ایک دروازہ کھلا اور
کے قریب پہلوان نما آدمی اندر آ گئے —

"انھیں باندھ لو —" روفن گرجا۔

"مسٹر ڈی کوزا آپ دیکھ رہے ہیں؟"

"ہاں بالکل دیکھ رہا ہوں — اسی لیے تو تم لوگوں کو
یہاں لایا ہوں۔" اس نے ہنس کر کہا۔

"جی — کیا مطلب —" انسپکٹر جمشید نے چونک کر کہا۔

"اب تک نہیں سمجھے بے وقوفو — مسٹر ڈی کوزا بھی ہمارے
ساتھی ہیں۔"

"خیر — یہ بات تو میں بہت پہلے سمجھ گیا تھا —" انسپکٹر
جمشید مسکرائے۔

"جھوٹ — بالکل جھوٹ — میرے منہ سے سننے کے بعد کہ
رہے ہو۔" روفن ہنسا۔

"اچھا! یہ بات ہے — تو پھر ذرا اپنے مسٹر ڈی کوزا

سے کھینچ کر اپنا پستول تو ہولسٹر سے نکال کر دکھا یئے
جمشید کے لہجے میں بچوں جیسی شوخی تھی۔
"کیا مطلب؟" ڈی کوزا زور سے اچھلا — پھر اس
اپنے ہولسٹر کی طرف بڑھا — لیکن پستول وہاں نہیں
"یہ — یہ کیا بھئی —" روفن کے منہ سے نکلا۔
"میرا پستول کہاں ہے؟" ڈی کوزا غرایا۔
"یہ رہا — ناراض نہ ہوں —" انسپکٹر جمشید نے جیب
پستول نکال کر اس کی طرف بڑھا دیا — ڈی کوزا نے
پستول جھپٹ لیا اور بولا:
"تم لوگ ہاتھ اوپر اٹھا دو — ورنہ میں گولی چ
گا۔"
"لیجیے — ہمارے دیے ہوئے پستول سے ہی گولی
دیں گے — ہے کوئی تک —" خان رحمان جل گئے
جمشید مسکرائے۔
"انھیں باندھ لو۔" روفن نے اپنے ساتھیوں کو حکم
وہ آگے بڑھے — انسپکٹر جمشید اطمینان سے
اپنی طرف بڑھتے ہوئے دیکھتے رہے — پھر جونہی وہ ان
نزدیک پہنچے — انسپکٹر جمشید بلا کی تیزی سے اچھلے
ان پر جا پڑے — خان رحمان نے بھی ان کا ساتھ

ماؤزر ہوں کے تین ٹکڑے ہے ہے۔
"خبردار — میں گولی چلا دوں گا — چپ چاپ اپنے آپ
نہیں جناب — یہ تو نہیں ہو گا اب —" انسپکٹر جمشید نے
سے ہاتھ پیر چلاتے ہوئے کہا۔
"اچھا تو پھر یہ لو —" ڈی کوزا نے انسپکٹر جمشید کا نشانہ
اور ٹریگر دبا دیا — لیکن فائر نہ ہوا — بس ٹرچ کی آواز
کر رہ گئی
"بس مسٹر ڈی کوزا —" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔
"اوہ — اوہ — میں تم لوگوں کا نام و نشان مٹا دوں گا۔"
کوزا غرایا۔
پھر وہ اور روفن بھی اس لڑائی میں شریک ہو
اچانک تہ خانے میں تین دروازے اور کھلے — اور تیس
قریب آدمی اور اندر آ گئے۔
"ان کا قیمہ ڈالو — میں ان کے جسم کے ٹکڑے الگ
دیکھنا چاہتا ہوں۔" ڈی کوزا غرایا۔
"اگر بات صرف اتنی تھی تو پہلے ہی بتایا ہوتا — ہم اپنے
کے ٹکڑے آپ کو پارسل کر دیتے۔" انسپکٹر جمشید اس
بہت گھلا ڈرے نظر آ رہے تھے — ان کے ہاتھ اور

پیر بجلی کی سی تیزی سے چل رہے تھے اور اس وقت
سات آدمیوں کو بے کار کر چکے تھے — لیکن ان
ابھی تیس سے زائد لوگ موجود تھے —
ایسے میں پروفیسر داؤد نے ادھر ادھر
کہیں کوئی ہتھیار نظر نہ آیا جس کو اٹھا کر وہ کام
سکتے — لیکن ایک دروازے کے دوسری طرف انھیں کو
نظر آ گئی — وہ تیزی سے اس دروازے کی طرف
چمڑے کا ایک کوڑا تھا — انھوں نے فوراً کوڑا اٹھا
اسے گھماتے ہوئے ان لوگوں کی طرف آئے — انسپکٹر
خان رحمان اچھل اچھل کر وار کر رہے تھے کہ ان
کوڑا گھمانا شروع کر دیا — تمام دشمن انسپکٹر جمشید اور
کی طرف متوجہ تھے — لہذا کئی ایک کوڑے کی لپیٹ
گئے — اور فرش پر لوٹتے چلے گئے۔

"بہت خوب پروفیسر صاحب — لیکن آپ زحمت
کریں — ہم ان سے نمٹ لیں گے۔"

"بھئی ذرا میرے ہاتھوں پیروں کی بھی ورزش
گی۔" وہ مسکرائے۔

"لیکن — آپ کو ایسے کاموں کا تجربہ نہیں ہے —
چوٹ نہ کھا لیں۔"

"اس زمانے میں چوٹ کی پروا کون کرے۔" پروفیسر مسکرائے۔

"بھئی واہ — سبحان اللہ۔" خان رحمان نے گویا داد دی۔

اچانک کوڑے کا ایک سرا رونی کے ہاتھ میں
یا — اس نے جلدی سے کوڑے کے کئی بل ہاتھ پر
یے اور بولا:

"اب میں تمھیں مزا چکھاتا ہوں بوڑھے —"

اس کا جملہ سنتے ہی انسپکٹر جمشید نے ادھر
— رونی جھٹکا مارنے ہی والا تھا — اور اس غرض کے
وہ اپنے جسم کو اکڑا چکا تھا — انھوں نے وہیں سے
چھلانگ لگائی — اور رونی کی کمر سے ٹکرائے —

وہ اوندھے منہ گرا — اور پروفیسر داؤد نے جھٹکا
چھڑا لیا۔

"اب ذرا یہ کوڑا مجھے دے دیں۔" ایسے میں انسپکٹر جمشید

"ضرور لے لو بھئی — میں نے تو بس یونہی اٹھا لیا تھا۔"
وش ہو کر بولے۔

انسپکٹر جمشید نے کوڑا ہاتھ میں لیتے ہی گھمایا۔
کے ساتھی ان کی طرف ہی بڑھے چلے آ رہے تھے —
کوڑے نے ان کے مزاج پوچھنا شروع کر دیے — اور

پھر تو ہال میں کوڑے کی شائیں شائیں کچھ اس تیزی سے
کر روشن کے ساتھی سنبھل نہ سکے۔ اچھل اچھل کر اِدھر
گرنے لگے۔ روشن اور ڈی کوزا نے کئی بار کوڑے
پکڑنے کی کوشش کی۔ لیکن ان کی کوشش ناکام تھی۔
پھر اچانک کوڑے کا سرا روشن کے ہاتھ میں آ گیا۔ سا
ساتھ ہی ڈی کوزا نے بھی سرے پر ہاتھ جما دیا۔
تن گیا۔ دونوں طرف سے پورا زور لگا دیا گیا۔ اب
جمشید نے کوڑا چھوڑ دیا۔ دونوں جھٹکے میں ان کی
سے جا کر ٹکرائے۔ وہ بلند آواز میں چیخے اور پھر
گئے۔

اس کے ساتھ ہی روشن کے ساتھی
کی طرف دوڑے۔ انسپکٹر جمشید اور خان رحمان ان
دوڑے اور ان سے پہلے ایک دروازے میں
دوسرا لمحہ حیران کن تھا۔

ارے

سرخ کار سمندر کے کنارے بنی ایک بہت بڑی
کے سامنے رکی۔ لیکن شوکی برادرز کے ساتھ کار
لانے والے کو اب تاوان نہیں کیا جا سکتا تھا۔
یہ کیا بھئی۔" انعام خان کے لہجے میں حیرت تھی۔
تو ہم آپ سے پوچھنا چاہتے ہیں۔ آپ ہم سے
بتے ہیں۔" فاروق نے منہ بنایا۔
مطلب۔ میں کیا بتا سکتا ہوں۔"
نے مسٹر جبران اور شوکی برادرز کو اس کار میں
آنکھوں سے دیکھا تھا۔ ٹھیک ہے نا محمود

۔ بالکل دیکھا تھا۔
اور تمام راستہ سرخ کار ہماری نظروں کے سامنے رہی۔

"یہ بھی ٹھیک ہے۔" محمود نے کہا۔

"ہاں بالکل!" اس نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"لیکن اب شوکی برادرز کے ساتھ کار میں سے [...]

آدمی نکلا ہے — آپ بتا سکتے ہیں کہ کیوں؟" فاروق [...]

انعام خان کی طرف دیکھا۔

"جی نہیں — میں کس طرح بتا سکتا ہوں۔" وہ [...]

"لیکن ہم بتا سکتے ہیں۔"

"کمال ہے — آخر کیسے بتا سکتے ہیں اور کیا [...]

ہیں۔"

"دن رات ہم اسی قسم کے کام کرتے رہتے ہیں [...]

بتا سکتے ہیں — کیا بتا سکتے ہیں کا جواب یہ ہے [...]

طاوان نے کار میں بیٹھے بیٹھے میک اپ کر لیا ہے۔"

"[...]گ — کیسے — وہ تو کار چلا رہا تھا۔"

"ریڈی میڈ قسم کا میک اپ ایک ہاتھ سے بھی [...]

سکتا ہے — اور ایک آدھ منٹ کے اندر کیا جا سکتا [...]

"اس کا مطلب ہے — طاوان یہاں جن لوگوں کے [...]

آیا ہے — وہ اسے طاوان کی حیثیت سے نہیں جانتے [...]

"ہاں مطلب تو یہی ہے — لیکن وہ عمارت میں [...]

ہو چکے ہیں اور ہم باہر کھڑے ٹامک ٹوئیاں مار رہے [...]

[...] نے بھنا کر کہا۔

"[...]ت — تو پھر" انعام خان کے منہ سے نکلا۔

"[...]یکھیے مسٹر انعام خان — ہمیں ہر حال میں اس عمارت میں

[...]نا ہے۔" محمود نے اسے بتایا۔

"[...]ے باپ رے — یہ تو اس ملک میں بہت بڑا جرم

"[...]ڑی بات نہیں — یہ جرم ہم کریں گے۔"

"[...] معاف کیجیے گا — میں آپ کا اس حد تک ساتھ

[...]ے سکتا۔"

"[...]ک ہے — آپ باہر ہی ٹھہریں — ہم اندر سے ہو

[...]یں — لیکن آپ ہمارا انتظار کریں گے نا۔" محمود نے

"[...]یسی ڈرائیور کا اور کام ہی کیا ہوتا ہے۔" انعام خان

[...]

"شکریہ — آؤ بھئی — ذرا اس عمارت کے اندر داخل

[...] کا جائزہ لے لیں۔"

"لیکن آپ اندر داخل ہوں گے کس طرح۔"

"[...]یں دیکھتے جائیے۔"

وہ آگے بڑھ گئے — انعام خان حیرت زدہ سا

وہیں کھڑا رہ گیا۔ عمارت سمندر کے کنارے بالکل الگ تھلگ
تھی، اس کے ساتھ یا آس پاس کوئی اور عمارت نہ
عمارتیں تھیں ضرور، لیکن کافی فاصلے پر۔ انھوں
عمارت کا چکر لگایا۔ عمارت کے باہر اور دور دور تک
آدمی اور انھیں نظر نہیں آ رہا تھا۔ گویا ہو کا عالم
شاید یہ علاقہ غیر آباد تھا۔

لوہے کا ایک پائپ چھت تک چلا
آیا۔ پائپ کو دیکھ کر فاروق کا منہ بن گیا۔

"پتا نہیں۔ ان لوگوں کو کیا ہے۔ پائپ
لیتے ہیں۔"

"اور تمھاری مشکلات میں اضافہ کر دیتے ہیں
بھی تو کہو نا۔" فرزانہ مسکرائی۔

"تم نے جو کہہ دیا۔" فاروق چلنے کے انداز
بولا۔ اور جوتے اتارنے لگا۔

"اگر میں اندر پھنس گیا تو تم اندر داخل ہونے
کوشش نہ کرنا۔ بلکہ واپس شہر جا کر ابا جان کو
دینا۔"

"یہ تمھاری وصیت ہے یا تجویز۔" محمود نے
والے انداز میں کہا۔

… تو تم نہیں مانو گے۔"
… بے دھڑک کود پڑو۔ آتش نمرود میں۔" فرزانہ بولی۔
… بہت بہتر۔ یہ لو کود گیا۔" اس نے کہا اور اچھل کر
… دیا۔ دوسرے ہی لمحے وہ بندر کی سی تیزی
… پر چڑھ رہا تھا۔ ایسے میں محمود اور فرزانہ
… کی حیرت زدہ آواز سنی:

"… یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں۔ اتنی عمارت۔"
"… انکل۔ آپ بھی آ گئے۔"
"… دیکھنے آیا تھا کہ تم لوگ کیا کرتے ہو۔ اور
… لڑکوں نے مجھے انکل کیوں کہنا شروع کر دیا۔"
… نے بوکھلا کر کہا۔
"… آپ کو برا لگتا ہے تو اب نہیں کہیں گے۔"
… نے فوراً کہا۔
"… نہیں خیر۔ لگتا تو اچھا ہے۔ اس قدر اپنائیت
… میرے بھتیجوں نے کبھی انکل نہیں کہا۔"
[illegible]

"… پھر۔ اب تو ہم آپ کو ضرور انکل ہی کہیں
… میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ لوگ بہت

بڑا خطرہ مول لے رہے ہیں — نادان بہت خطرناک ...

"آپ فکرمند نہ ہوں — خطرات مول لینا ہمارا ...
بلکہ ہر وقت کا کام ہے — اور اب تک ہم زندگی ...
خطرات تو ضرور مول لے چکے ہیں۔" محمود بولا۔

"پتا نہیں — آپ لوگ کس مٹی کے بنے ہو ...

"ہاں! یہ تو واقعی ہمیں بھی پتا نہیں — کیونکہ ...
صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے — ہمارے ...
بعد ضرور یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہماری مٹی فلاں ...
لی گئی تھی — کیونکہ ہمیں وہاں دفن کیا ...
گا —"

"اوہو — آپ تو بہت خوفناک باتیں کرنے لگے ...
کی باتیں —" انعام خان کانپ گیا۔

"موت کی باتیں خطرناک نہیں ہوتیں — ہمارے نبی ...
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ موت کو یاد ...
موت لذتوں کو توڑنے والی چیز ہے — اور ایک ...
یہاں تک آتا ہے کہ موت کو دن میں کم از ...
یاد کرو — ہو سکتا ہے بیس مرتبہ غلط کہہ گیا ہو ...
تعالیٰ کمی بیشی کو معاف فرما دے — بہرحال ...
بنتا ہے کہ موت کو ہر وقت یاد کرو — موت ایک ...

... — یہ باتیں میں نے پہلی مرتبہ سنی ہیں۔"
... اب دینی کتب کا مطالعہ کریں۔"

... میں چھت پر پہنچ گیا ہوں اور اب زینے کی طرف جا رہا
... میرے لیے دعا کرنا —" اوپر سے فاروق کی آواز
...

... کامیاب کرے۔" دونوں نے ایک ساتھ کہا۔

اور فاروق ان کی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

... آپ دونوں کو پائپ پر چڑھنا نہیں آتا۔" انعام خان
...

... ہے — لیکن ہم اتنے ماہر نہیں ہیں — دوسرے یہ کہ
... نیچے پہنچنے میں کامیاب ہو گیا تو دروازہ کھول ہی
... — بھلا ہمیں اس قدر سخت محنت کرنے کی کیا ضرورت

... ٹھیک ہے — نہ جانے کیا بات ہے — میرا دل
... ہے کہ ہر وقت آپ کے ساتھ ساتھ رہوں۔"

... رہ لیں — فی الحال ہمیں کوئی اعتراض نہیں ...
... فی الحال سے کیا مراد ہے؟"

... مطلب ہے کہ آگے چل کر ایسا موقع بھی آ سکتا ہے جب

ہم آپ کو ساتھ نہ رکھ سکیں — یا آپ خود ہمارا ساتھ
کیوں کہ ہماری مہمات عام طور پر انتہائی خطرناک ہو
"ہوں خیر — دیکھا جائے گا۔"

پانچ منٹ بعد فاروق انھیں اپنی
نظر آیا —

"ارے — یہ تو نیچے بھی پہنچ گئے۔"

"یہی تو ان حضرت کا کمال ہے۔" فرزانہ نے
"کمال کا ذکر کرتے ہوئے بھی منہ بنانا ضرور
گیا ؟" فاروق نے جل کر کہا۔

"بنایا نہیں — بن گیا ہے۔"

"ایک کھڑکی کھول کر باہر نکلا ہوں — جلدی
ہمیں وہ کمرہ بھی تلاش کرنا ہے — جس میں شوکی
لے جایا گیا ہے۔"

"چلو — پتا نہیں — شوکی برادرز کس جگہ ہیں
"غوطہ خوری کے چکر کے سوا تو کوئی چکر
سکتا۔" انعام خان بولا۔

وہ عمارت کے دائیں طرف آئے — کھڑکی کھلی
کے ذریعے اندر داخل ہو گئے — انعام خان باہر
"آپ نہیں آئیں گے۔"

ا — مجھے ڈر لگ رہا ہے۔"

ٹھیک ہے — بہتر بھی یہی ہے کہ آپ باہر ہی ٹھہریں
طرح آپ ہمارے زیادہ کام آ سکتے ہیں۔"

انھوں نے کھڑکی برابر کر دی — البتہ چٹخنی

لا رہنے دی — یہ ایک بڑا کمرہ تھا — لیکن سامان بے ترتیبی
تھا — اس سے نکلے تو ایک برآمدے میں کھڑے تھے
وہاں آگے بڑھے اور ایک ایک کمرے کے دروازے
کو دیکھتے چلے گئے — پھر دوسری منزل پر جانا پڑا —
ایک کمرے میں روشنی نظر آئی اور باتیں کرنے کی آواز
دی — ان کے دل دھڑک اٹھے — دوسرے لمحے ان
دروازے سے لگے ہوئے تھے —

تو آپ نے ہمیں اس لیے بلایا ہے۔" شوکی کہ رہا تھا۔
"ہاں! اب تم لوگ بتا دو — یہ کام کر سکو گے یا نہیں؟
ے کی رقم ذہن میں رہے۔"

"ہاں! ٹھیک ہے — ذہن میں ہے — آپ بھی ایک بات
ہیں — ہم یہاں معاوضے کے لالچ میں نہیں آئے۔" شوکی کا
وش کر گیا تھا۔

کیا مطلب — تو پھر کس لیے آئے ہیں۔"

"بس — یہ ہمارا شوق ہے — جہاں کہیں کوئی پُراسرار

معاملہ نظر آیا — اس میں دلچسپی لینا شروع کر دیتے ہیں ۔۔۔
خط ملا تو خط پڑھ کر ہم حیرت زدہ رہ گئے ۔ از…
حالات ہم نے کبھی نہیں سنے تھے — ہم نے…
نہ یہ سفر کر لیا جائے اور بس — سفر کر بیٹھے ۔ ا…
ہمیں معاوضے کی یاد وہاں نہ کرائیں — صرف یہ بتا…
کام قانونی ہے — یا غیر قانونی ؟"

"ایک لحاظ سے قانونی ہی ہے — لیکن دوسرے…
غیر قانونی بھی ہے ۔"

"کیا مطلب — یہ کیا بات ہوئی ؟"

"ہم جو معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں — وہ معلو…
کی حکومت بھی حاصل کرنے کے چکر میں ہے …
تک نہ تو حکومت کا کوئی گروپ معلومات حاصل ک…
نہ کوئی پرائیویٹ ادارہ — لہٰذا اگر ہم معلومات…
کی کوشش کرتے ہیں تو اس میں حکومت کا…
نہیں ہو گا — لیکن اس کے بعد والا معاملہ دوسرا ہے…
حاصل کر کے ہم حکومت کو ہرگز نہیں دیں گے…
سے ذاتی فائدہ اٹھائیں گے — اور اس سلسلے میں ا…
مختلف کمپنیاں لاکھوں روپے برباد کر چکی ہیں ۔"

"اوہ !" انھوں نے شوکی برادرز کی آواز سنی ۔

…حالات کی ہر چیز کا اصل مادہ ہے — ہر چیز مادے سے
…لا ہے — مادہ فنا نہیں ہو سکتا — وہ اپنی اصل شکل میں
…موجود رہتا ہے — اس کی مثال یوں سمجھ لیں — ایک انسان
…ت — وہ مٹی سے بنا ہے — مرنے کے بعد پھر مٹی بن جاتا
…ہے — گویا مادہ جوں کا توں رہا — فنا نہیں ہوا — اسی
…اب کا ایک جہاز ہے — وہ اگر تباہ ہو جاتا ہے
…اس کا مادہ بکھر جاتا ہے — منتشر ہو جاتا ہے — لیکن
…الات میں موجود رہتا ہے ۔"

"ہوں ! یہ بات تو ٹھیک ہے ۔"

"ہم اسی نقطے پر کام کر رہے ہیں — ارے — یہ
…ناوان کہتے کہتے رک گیا ۔

"کیا ہوا ۔"

"…رابرٹ اب تک نہیں آیا — جب کہ اب سے تین منٹ
…آ جانا چاہیے تھا ۔"

"میں آ چکا ہوں سردار — لیکن باہر ہمارے تین مجرم کھڑے
…ان کے لیے رک گیا تھا ۔"

محمود ، فاروق اور فرزانہ نے گھبرا کر اپنے
…پیچھے دیکھا — ایک دیو قامت آدمی ہاتھ میں بڑا سا پستول لیے
…ا سے قدرے فاصلے پر کھڑا تھا ۔

"متین مجرم — کیا مطلب —" اندر سے حیرت زدہ آ
کہا گیا۔

"دروازہ کھولیے سردار — اور ان سے ملاقات
کیجیے —"

فوراً دروازہ کھلا اور پھر اندر "ارے"
آواز گونجی — یہ ارے شوکی برادرز کے منہ سے نکل

ڈی کوزا

انھوں نے دیکھا کہ وہ ایک بہت بڑی تجربہ گاہ
میں تھے، یہ تجربہ گاہ اس ہال کے چاروں طرف بنائی گئی
تھی — گویا گولائی میں تھی۔ تجربہ گاہ میں ان گنت ٹی وی
سکرینیں نصب تھیں اور ٹی وی کیمرے بھی کام کر رہے
تھے — ان کے علاوہ بے شمار آلات نصب کیے گئے تھے۔
ان آلات پر سائنس دان کام کر رہے تھے — سائنس دان
اپنے کام میں اس حد تک مگن تھے کہ ان کے دوڑتے قدموں
کی آوازیں سن کر بھی انھوں نے مڑ کر نہ دیکھا۔

اسی وقت روشن کے ساتھی اندر داخل ہو
گئے — اب ان سب نے پستول نکال لیے تھے —

"ہاتھ اوپر اٹھا دو۔"

"پہلے تم نے پستول کیوں نہیں نکالے۔" انسپکٹر جمشید کے

لہجے میں حیرت تھی۔

"موقع نہیں ملا تھا۔" ایک بولا۔

انھوں نے ہاتھ اوپر اٹھا دیے۔ چاہتے تو

ان سے الجھ سکتے تھے۔ لیکن تجربہ گاہ دیکھ کر خیال بدل

کر دیا۔

"مسٹر روفن اور انسپکٹر ڈی کوزا کو تو اٹھا لاؤ۔"

انسپکٹر جمشید نے گویا انھیں خیال دلایا۔

"وہ آ رہے ہیں۔ فکر نہ کرو۔"

"اس تجربہ گاہ میں کیا کام ہو رہا ہے؟"

"پتا نہیں۔" منہ بنا کر کہا گیا۔

اتنے میں روفن اور ڈی کوزا دو آدمیوں کا

سہارا لیے اندر داخل ہوئے اور انھیں ہاتھ اٹھائے دیکھ

کر مسکرا دیے۔

"حیرت ہے۔ پہلے آپ کے ساتھیوں نے پستول

نکالے۔"

روفن نے ان کی بات کا کوئی جواب نہ دیا بلکہ

ٹکر ٹکر انھیں دیکھتا رہا۔ کئی سیکنڈ کی خاموشی کے بعد اس

کے لب ہلے:

"تم لوگ اپنے ملک واپس نہیں جا سکتے۔"

"چلے جائیں گے۔ ایسی بھی کیا جلدی ہے۔" خان رحمان

مسکرائے۔

"یہاں کس لیے آئے ہو؟"

"ہم سب برموڈا کے چکر میں آئے ہیں۔"

"وہاں صرف موت ہے۔ موت کے علاوہ کچھ بھی نہیں۔"

"کہاں۔ کیا برموڈا جزیرے میں۔"

"ہاں۔" اس نے کہا۔

"نہیں۔ میں نہیں مانتا۔" انسپکٹر جمشید نے انکار میں سر

ہلایا۔

"کیا مطلب؟" روفن چونکا۔

"پروفیسر صاحب۔ وضاحت کریں۔"

"برموڈا ایک جزیرہ ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ اس کے

چاروں طرف عمودی چٹانیں ہیں۔ اور جزیرے میں داخل ہونا

بہت مشکل ہے۔ لیکن ایسی بھی بات نہیں کہ کوئی داخل ہو

ہی نہیں سکتا۔ بلکہ اگر مسٹر روفن برا نہ مانیں تو میں ایک

اور بات بتا سکتا ہوں۔" پروفیسر داؤد مسکرا دیے۔

"اور وہ کیا؟"

"یہ کہ آج سے پندرہ سال پہلے برموڈا کے اردگرد۔"

"ایک منٹ۔" روفن نے ہاتھ اٹھا دیا۔ پروفیسر داؤد

خاموش ہو کر ان کی طرف دیکھنے لگے۔

تجربہ گاہ میں ایک باریک سی آواز گونج
تھی — روفی ایک سائنس دان کی طرف دوڑا — اور
نے پُر امید آواز میں کہا:

"کوئی نئی خبر پروفیسر؟"

"ہاں مسٹر روفی — شاید ہم کامیابی کے بہت نزدیک
پہنچے ہیں۔"

"بہت خوب! کیا آپ تفصیل بتا سکتے ہیں؟" اس نے
بے تابانہ انداز میں کہا۔

"ابھی نہیں۔" اس نے انکار میں سر ہلایا۔

"خیر — کیا میں مرکز کو اطلاع دے دوں؟"

"صرف اتنی اطلاع دے سکتے ہیں کہ ہم کامیابی
بہت نزدیک ہیں۔"

"شکریہ — میں یہ اطلاع ضرور دوں گا — کیوں کہ
زیادہ مرکز بے چین ہے۔" یہ کہہ کر وہ مڑا — دیوار
نصب ایک آلے پر جھک گیا — اس نے ایک بٹن
تو آلے میں ایک سبز بلب جلنے بجھنے لگا — پھر دوسری
سے کہا گیا:

"ہیلو — یہ مرکز ہے۔"

سی روفی بول رہا ہوں سر — مسٹر ڈین کا کہنا ہے کہ ہم بہت جلد
یابی حاصل کر لیں گے۔"

ہت خوب — پندرہ سال بعد ہم نے یہ پہلی اچھی خبر سنی
دوسری طرف سے کہا گیا۔

فکر نہ کریں سر — اب اچھی خبریں ضرور سننے میں آئیں

بہت بہتر — اور کوئی بات۔"

سر ملک پاک لینڈ کے کچھ سراغ رساں دخل اندازی کرتے
رہے ہیں — اگرچہ ہم نے پوری نظر رکھی ہے — اور برابر
نگرانی کی جا رہی ہے — لیکن کچھ نہیں کہا جا سکتا،
کیا کر گزریں۔"

تو انھیں ختم کر دیا جائے — ہمیں ڈرنے کی آخر کیا
ضرورت ہے۔"

لیکن سر — وہ حکومتی سطح پر آئے ہوئے ہوں گے —
ہی ان کی تلاش شروع کر دے گی۔"

پروا نہ کرو — ہم دیکھ لیں گے۔"

او کے سر — ان میں سے آٹھ ہمارے قبضے میں ہیں۔
کے پیچھے سات ساتھی اور ہیں — وہ بھی بہت جلد
ہماری گرفت میں ہوں گے — کیا انھیں بھی —" روفی کہتے

کہتے رک گیا۔

"ہاں! انھیں بھی ضرور ہستی سے مٹا دو۔ یہ ہمارا ...
ہے۔ راستے میں جو بھی کانٹا آئے۔ ہٹاتے چلو"
"بہت بہتر سر! ایسا ہی ہو گا۔ ہم تو اسی وقت ...
ان لوگوں سے کنی صرف اس لیے کتراتے رہے کہ کہیں
پولیس کی الجھنوں میں نہ پڑ جائیں۔"

"تم بے وقوف ہو روفن۔ پولیس تمھاری طرف کا رخ کیا
کرے گی۔ ان کی حکومت کو بتا دیا جائے گا کہ ...
نہ جانے کہاں غائب ہیں۔ بھئی ذرا غور کرو۔ کیا ...
ساحل سے اس ملک کے اپنے آدمی غائب نہیں ...
سمندر میں جہاز غائب نہیں ہوتے۔ ہوائی جہاز غائب نہیں
ہوتے۔ تو یہ کیوں نہیں ہو سکتے۔ حکومت ان ...
میں یہ خبر بھیج دے گی کہ انھیں آخری بار ...
ساحل پر دیکھا گیا پھر یہ غائب ہو گئے۔ زیادہ سے زیادہ ...
لینڈ کی حکومت یہ کرے گی کہ ان کی تلاش میں ...
روانہ کر دے گی۔ تو وہ کرتی رہے تلاش۔ ان ...
نام و نشان کہاں ملے گا کسی کو۔"

"او کے سر۔ میں سمجھ گیا۔ آپ نے میری ...
بڑی فکر دور کر دی۔ کاش یہ بات پہلے ہی ...

... لیکن ایک خیال رہے۔ جو مجھے سات ساتھی شہر میں
... موجود ہیں۔ وہ ہاتھ سے نہ نکل جائیں۔"
... آپ فکر نہ کریں۔ ان کا بھی باقاعدہ تعاقب ہو رہا
... ایسے آپ کی باتوں نے مجھے ایک اور الجھن میں
... ڈال دیا ہے سر۔" روفن نے پریشان ہو کر کہا۔
... اور وہ کیا؟"
... سر۔ کیا اس منصوبے میں یہاں کی حکومت بھی ہمارا
... ساتھ دے رہی ہے۔"
... ہاں! مجھ لوگ کہ معاہدہ ہو گیا ہے۔ وہ اب ہماری حکومت
... حکومت مل کر اس کام کو نبٹائے گی۔ یہاں
... سے بات کرنے کی ضرورت اس لیے بھی
... کہ اس کے بغیر ہم آسانی سے اپنا کام نہیں
... سکتے تھے۔ لیکن معاہدہ ہو جانے کے بعد ہم
... طرح آزاد ہوں گے اور بلا کھٹکے کام کر سکیں

... لیکن صرف اس طرح تو۔" روفن کچھ کہتے کہتے
... گیا۔

ہاں! میں سمجھتا ہوں۔ تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ ایسا

کرنا ہی پڑتا ہے۔"

"بہت بہتر سر — میں ان لوگوں کو سمندر میں [illegible]
دیتا ہوں — تاکہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری [illegible]

"یہ بہت اچھی ترکیب رہے گی — مجھے پسند [illegible]
بس —"

اور آواز آنا بند ہو گئی — روفن [illegible]
آف کر کے ان کی طرف مڑا:

"تم لوگوں نے اپنے بارے میں ہمارے [illegible]
تو سن ہی لیے ہوں گے۔"

"ہاں! سُن چکے ہیں — اور اب ہم یہاں [illegible]
ہو رہے ہیں — تم لوگ ہمیں روک سکتے ہو تو روک [illegible]
جمشید نے مسکرا کر کہا۔

"دماغ تو نہیں چل گیا؟" روفن جھلا کر بولا۔

"دماغ میرا نہیں مسٹر روفن ابھی آپ کا [illegible]
آپ نہیں جانتے ہم کون ہیں — آپ کو نہیں [illegible]
اس دوران انسپکٹر کامران مرزا ہوش میں آ کر [illegible]
نیچے پہنچ چکے ہیں۔"

"ہائیں!" ان الفاظ کے ساتھ ہی اس [illegible]
لیکن دوسرے ہی لمحے وہ انسپکٹر کامران مرزا [illegible]

[illegible] ہی تھا — اور اس کی کن پٹی پر اسی کے پستول کی
[illegible] تھی۔

[illegible] اپنے ساتھیوں سے کہو — پستول گرا دو۔"
[illegible] دو پستول —" وہ گھٹی گھٹی آواز میں بولا۔

پستول گرنے لگے — ان کے گرنے کی
[illegible] ہال میں گونجنے لگی —

[illegible] لوگ جو آلات کے سامنے بیٹھے ہیں — انھیں بھی کہو،
[illegible] کر تم لوگوں میں شامل ہو جائیں۔"
[illegible] بھی۔"

[illegible] مسٹر روفن — آپ اپنی زندگی بچانے کے لیے —
[illegible] نقصان کیوں کر رہے ہیں۔" ڈین کی آواز سنائی

[illegible] ڈین — میں تم لوگوں کا انچارج نہیں ہوں گا
[illegible] ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھ سکو گے۔"
[illegible] آپ کی مرضی — لیکن جب ہم میں سے کوئی بھی
[illegible] تو ہم کیا کر سکیں گے۔" ڈین نے طنزیہ لہجے

[illegible] خاموش نہیں رہ سکتے۔
[illegible] رہ سکتا ہوں — لیجیے — میں خاموش ہو گیا۔

لیکن آپ کو شاید معلوم نہیں۔"

"کیا معلوم نہیں؟"

"یہ کہ مرکز میں یہاں سے ہونے والی ہرات

ہے۔"

"کیا مطلب؟" روفی بری طرح چونکا۔

"ہاں! روفی یہ درست ہے۔" اچانک اس

سے آواز ابھری — اگرچہ اس کا بٹن نہیں دبایا

روفی کا رنگ اڑ گیا — آلے

آواز پھر ابھری،

"مسٹر روفی — اس وقت حکمت عملی کا تقاضا

تمہیں قربان کر دیا جائے اور سب لوگوں

جائے۔"

"روفی نہیں سر — نہیں — کیا میں آپ کے نزدیک

بے کار ہوں۔"

"مسٹر روفی آپ جیسے تو میرے پاس نہ جانے

ہیں — لیکن ڈین جیسے ماہرین بہت کم ہیں — وہ

جیسے لوگ اس تجربہ گاہ میں بیٹھ کر انجام دے

وہ تم نہیں کر سکتے — تمہارے ذمے تو بس

کہ بیرونی دشمنوں کو اس جگہ تک نہ آنے دو —

ی کام کیا — یعنی بیرونی دشمن یہاں اس وقت موجود ہیں،

کوئی ایسا طریقہ ہوتا کہ ان لوگوں سے نجات حاصل

نہیں بچا لیا جاتا کہ ہم یہ کام ضرور کرتے — لیکن

کی صورتِ حال میں دیکھ رہا ہوں — اس صورت

تقاضا یہی ہے کہ تمہیں داؤ پر لگا دیا جائے —

اپنے ساتھیوں کو حکم دو — سب مل کر انسپکٹر کامران

ٹوٹ پڑیں — اس جنگ میں اگر ہمارے دو چار

کام بھی آ جاتے ہیں — تو کوئی پروا نہیں۔"

وہ سب ان الفاظ کے ختم ہوتے ہی انسپکٹر

مرزا کی طرف دوڑے — اس موقع پر انسپکٹر کامران

روفی کو گولی مارنا مناسب نہ سمجھا — انھوں نے

شاید اس شخص سے کچھ معلومات حاصل ہو جائیں —

انھوں نے اپنی طرف دوڑ کر آتے ہوئے لوگوں پر

کو اچھال دیا — وہ اس سے بری طرح ٹکرائے —

سے گرے۔ کچھ لڑکھڑائے — روفی بھی گرا اور

انسپکٹر کامران مرزا کی طرف بڑھے —

اس وقت تک انسپکٹر جمشید، آفتاب، آصف،

علی خان اور خان رحمان بھی حرکت میں آ چکے تھے —

طرف کسی نے دھیان تک نہ دیا — وہ اب بے کار

تھے — کیوں کہ سب آپس میں گتھم گتھا ہو چکے تھے۔
بے ہنگم لڑائی شروع ہو چکی تھی —

"فکر نہ کرنا ساتھیو — ہم آپ کی مدد کے لیے
بھیج رہے ہیں۔" آلے میں سے آواز ابھری۔

"جلدی ہاتھ چلاؤ بھئی۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

ان کے ہاتھ پھر بجلی کی طرح چلنے
لگے — انسپکٹر جمشید اور انسپکٹر کامران مرزا اس وقت تک
کو ڈھیر کر چکے تھے — آفتاب، آصف اور فرزانہ
کسی سے کم نہیں تھے — ادھر خان رحمان اور
کھل کر لڑ رہے تھے — آخر صرف ایک منٹ
میدان صاف ہو گیا —

"اس سے پہلے کہ ہمیں نئے دشمنوں سے
یہاں سے نکل جانا چاہیے —" انسپکٹر جمشید بولے۔

"میری تجویز بھی یہی ہے — کیوں کہ یہاں کی حکومت
ان کا ہی ساتھ دے گی۔" انسپکٹر کامران مرزا نے
وہ دروازے کی طرف دوڑے —

ان کی نظر انسپکٹر ڈی کوزا پر پڑی — وہ پستول تانے
کے سامنے کھڑا تھا — اس کے چہرے پر ایک
تھی:

آپ لوگ تو بھول ہی گئے — میں نے دراصل اس لڑائی
میں حصہ نہیں لیا — ان آلات کے پیچھے چھپ گیا تھا۔"

"خیر کوئی بات نہیں — اب بھی ہوتا ہے — لیکن تم مجھ
پر گولی نہیں چلا سکو گے۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"کیوں؟"

"تمہارے پستول میں صرف آٹھ گولیاں ہوں گی — اور ہم
موت سے نہیں ڈرتے — آٹھ کی آٹھ گولیاں میں اپنے سینے
پر روک لوں گا — میرے باقی ساتھی تمہاری تکا بوٹی کر دیں گے۔
تیار ہو تو چلاؤ گولی۔" ان الفاظ کے ساتھ ہی انسپکٹر
جمشید بے دھڑک آگے بڑھ گئے — ڈی کوزا دھک سے
رہ گیا — اس کا منہ کھلا کا کھلا اور آنکھیں پھٹی کی پھٹی
رہ گئیں — شاید اس حد تک دلیر آدمی اس نے اپنی زندگی
میں نہیں دیکھے تھے — اچانک اس نے پستول گرا دیا۔

"آئیے میرے ساتھ — میں آپ کو ہال سے باہر
لے جاتا ہوں۔"

"نہیں مسٹر ڈی کوزا — ہم تم پر اعتبار نہیں کر سکتے۔
اگر تم ہمارا ساتھ دینے کا فیصلہ کر چکے ہو تو ہمارے پیچھے
آؤ۔" انسپکٹر جمشید جلدی جلدی بولے۔

"ٹھیک ہے — مجھے کوئی اعتراض نہیں۔" ڈی کو [illegible]

کہا۔

اور وہ باہر نکلتے چلے گئے — ہوٹل [illegible]

میں ان کی نظریں ضرور اٹھیں — لیکن کسی نے خاص [illegible]

نہ دی — اور باہر نکل آئے —

باہر ڈی کوزا کی جیپ موجود تھی [illegible]

ماتحت بھی موجود تھے — اس نے انھیں اشارہ [illegible]

بلایا اور کہا:

"تم لوگ سب اسٹیشن پہنچو — میں ان لوگوں [illegible]

ایک موقع دیکھنے جا رہا ہوں۔"

"او کے سر —" ماتحتوں نے ایک ساتھ کہا۔

وہ جیپ کی طرف بڑھے — ڈی کوزا نے [illegible]

سیٹ سنبھالنا چاہی — لیکن انسپکٹر جمشید اس کے [illegible]

گئے اور بولے:

"ابھی ہمیں آپ پر پوری طرح اعتبار نہیں [illegible]

میں کروں گا۔"

"ضرور — کیوں نہیں۔" وہ مسکرایا۔

جیپ چل پڑی — ڈی کوزا اور [illegible]

آگے تھے — باقی سب لوگ جیپ کے پچھلے حصے [illegible]

"اور یہ سب چکر یہ ہے — خاص طور پر انسپکٹر کامران مرزا

[illegible] آپ کی کہانی سننے کے لیے بے چین ہوں۔"

"جیپ میں کہانی تو مناسب نہیں۔" انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

"ہاں! جیپ کے دھچکے کہانی کو ڈگمگا دیں گے۔" آفتاب چہکا۔

"اب تک آپ نے میرا مشورہ نہیں مانا — میں آپ کی

[illegible] دیکھ کر آپ کے ساتھ شامل ہو گیا ہوں — میں نہیں

[illegible] نے یہ اپنے حق میں اچھا کیا ہے یا برا — لیکن

[illegible] میری یہ بات مان لیں کہ میں جہاں کہتا ہوں —

[illegible] وہاں چلے چلیں — وہاں ہم بے خوف ہو کر کچھ وقت

[illegible] سکیں گے۔"

انھوں نے ایک لمحے کے لیے سوچا اور آخر

[illegible] جمشید بولے:

"اچھا ٹھیک ہے — راستا بتاتے رہیے۔"

ڈی کوزا راستا بتاتا رہا — اور وہ چلتے رہے —

[illegible] تک کر ایک سنسان جگہ پہنچے — یہاں ایک بہت پرانا

[illegible] تھا۔

"یہ آسیبی کھنڈر مشہور ہے — لوگ اس کی طرف رخ نہیں

[illegible] — لیکن میں جانتا ہوں — یہاں آسیب واسیب نہیں

[illegible]ے۔"

"اور آپ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں۔" خان رحمان کے لہجے میں
حیرت تھی۔

"اسی طرح کہ ۔ میں نے ایک بار یہاں رات گزاری
صرف یہ دیکھنے کے لیے کہ یہاں آسیب ہیں یا نہیں۔
یہاں کچھ بھی نہیں دیکھ سکا ۔ لہٰذا میں یقین سے کہ
ہوں کہ بلا وجہ کسی نے یہ بات مشہور کر دی ہے
ہوں ٹھیک ہے ۔ ہم یہیں ٹھہریں گے۔"

انھوں نے جیپ کھنڈر کے پچھلے حصے
دی ۔ اور کھنڈر کے ایک کمرے میں بیٹھ گئے۔
پہلے انھیں فرش صاف کرنا پڑا تھا۔

"اب ۔ پہلے انسپکٹر کامران مرزا کی کہانی سنی جائے
یا مسٹر ڈی کوزا سے بات چیت کی جائے گی؟" انسپکٹر
نے مشورہ لینے کے انداز میں کہا۔

"میرے خیال میں پہلے مسٹر ڈی کوزا سے بات کر لی جائے"
انسپکٹر کامران مرزا نے کہا۔

"ہاں! یہ ٹھیک رہے گا۔" پروفیسر داؤد بولے۔

"مسٹر ڈی کوزا ۔ آپ اچانک ہم میں شامل ہو گئے۔
آپ کی چال بھی ہو سکتی ہے ۔ لیکن یہ بھی ہو سکتا
کہ آپ نیک نیتی سے ایسا کر گزرے ہوں ۔ آپ

ہیں۔" ... کیا کہتے ہیں۔"

"میں نے صرف آپ کی جرأت اور ہمت کو نہیں دیکھا ۔
... ایک منظر کو بھی دیکھا ہے ۔ جب مرکز کی
... ہم لوگوں کو یہ حکم ملا تھا کہ روفن مرتا ہے تو مر
... انسپکٹر کامران مرزا پر حملہ کر دیا جائے ۔ ایک طرف
... جن لوگوں کے لیے کام کر رہا ہوں ۔ وہ
اپنے لوگوں کو مروا دینے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے ۔
... آپ لوگ ہیں کہ ہر قسم کی قربانی خود دینے
... ہر وقت تیار ۔ لہٰذا میرے دل سے ایک آواز
... کہ اگر ساتھ ہی دینا ہے تو پھر ان لوگوں کا
... دیا جائے۔" یہاں تک کہہ کر وہ خاموش
ہو گیا۔

"شکریہ مسٹر ڈی کوزا ۔ آپ کی نیت نیک ہے تو
ان شاء اللہ آپ فائدے میں رہیں گے ۔ اب آپ
بتائیں ۔ کہ آپ تو پولیس میں ملازم ہیں ۔ پھر ان
لوگوں میں کس طرح شریک ہو گئے۔"

"... دے کر مجھے مسٹر روفن نے اپنے ساتھ ملا
لیا تھا ۔ اس وقت ہماری حکومت سے ان کا کوئی
معاہدہ نہیں طے ہوا تھا ۔ ورنہ یہ مجھ جیسے کو کہاں

گھاس ڈالتے۔"

"ہوں! یہ لوگ کیا کرنا چاہتے ہیں؟"

"ابھی تک مجھے کچھ معلوم نہیں۔" اس نے کہا۔

"کچھ اندازہ۔" انسپکٹر جمشید بولے

"اندازہ یہی ہے کہ — جو جہاز اس وقت تک گم ہو رہے

ہیں — ان کی تلاش — ان کا خیال ہے کہ وہ سمندر

ہی کہیں ہو سکتے ہیں — لیکن سمندر کوئی چھوٹی سی

تو ہے نہیں کہ ایک یا دو دن میں — یا ایک یا

میں اسے کھنگالا جا سکتا ہے — میرا خیال یہی ہے کہ

ان جہازوں کی تلاش میں ہیں — کیوں کہ مادہ

ہے۔" اس نے جلدی جلدی کہا۔

"سوال یہ ہے کہ اگر یہ لوگ ان میں سے ایک

جہاز پا بھی لیتے ہیں — تو اس سے انھیں کیا فائدہ

گا —"

"آپ کیا سمجھتے ہیں — مسافروں سمیت غرق ہونے

جہاز کوئی قیمت نہیں رکھتے — ان سب مسافروں کو

پر قیمتی گھڑیاں موجود تھیں — ان کے ساتھ قیمتی سا

تھا — پھر کچھ مسافروں کے پاس ہیرے جواہرات بھی

ہیں — اور اگر خوش قسمتی سے ایسے ایک سے زائد

[...]وں کا دانے پیارے نہیں ہو جائیں گے۔" ڈی کوزا

[...]ا۔

"پھر بھی مسٹر ڈی کوزا — ذرا غور کریں — یہ لوگ پندرہ

[...]ں سے اس کام میں مصروف ہیں — پندرہ سال سے سرمایہ

[...] رہے ہیں — اور جہاں تک میرا خیال ہے — دو فن کا

[...] پار جس حکومت سے تعلق رکھتا ہے — وہ حکومت

[...] اس معاملے میں دلچسپی لے رہی ہے — نہ کہ صرف دو فن

[...]ں — اور یہی وجہ ہے کہ اب اس حکومت کے ساتھ

[...] ملک کی حکومت بھی شامل ہو گئی ہے — گویا وہ

[...] اس کام پر لگ گئی ہیں — شاید کچھ اور حکومتیں

[...] طور پر کام کر رہی ہوں — لہٰذا یہ بات ہمارے

[...] سے نہیں اترتی — ایسا صرف گم شدہ جہازوں کا مال

[...] حاصل کرنے کے لیے کیا جا رہا ہے — مسافروں

[...] ملنے کا امکان نہیں ہے — ان کی امیدیں صرف

[...] کے لیے ہو سکتی ہیں — لیکن بڑی بڑی حکومتیں ایسا

[...] کر سکتیں — ایسا کرنے کے لیے کچھ فرمیں ضرور ہو

[...] — لیکن ہم دیکھ چکے ہیں — کہ معاملہ فرموں کا نہیں،

[...] ہے — اس لیے میرا خیال ہے کہ — معاملہ دراصل

[...] ہے۔" انسپکٹر جمشید روانی میں کہتے چلے گئے۔

ملا ہوں! آپ کی باتیں بھی دل کو لگتی ہیں — لیکن ...
کچھ بھی کام نہیں کر رہا — تو اور کیا معاملہ ہو سکتا ہے ...
خیر — یہ تو تھی آپ کی کہانی — اب ذرا ہم اپنے
ساتھیوں کی کہانی بھی سن لیں کہ یہ یہاں کس طرح ...
گئے — یہ کہہ کر انسپکٹر جمشید انسپکٹر کامران مرزا کی
طرف مڑے۔

بس یوں کر لیں انکل — تقدیر کھینچ کر لے آئی ہے۔"

بھئی اس طرح تو بات واضح نہیں ہو گی۔" خان ...
مسکرائے۔

میں بتاتا ہوں — اس ملک سے ایک دوست کا فون ...
تھا — اس نے کہا تھا کہ فوراً یہاں آ جائیں — بہت ...
معاملہ درپیش ہے — ایسا کہ کبھی زندگی میں پیش آیا ...
میں نے ان لوگوں کو ساتھ لیا اور ادھر آ گیا — لیکن ...
دوست کے گھر پہنچا تو وہاں تالا لگا ہوا تھا — اس ...
سے پوچھا تو اس کے بارے میں سب نے یہی بتایا کہ وہ ...
مدت سے اپنے گھر نہیں آیا — لیکن فون پر بات اس ...
کی تھی — اور میں اس کی آواز بخوبی پہچانتا ہوں — کیونکہ ...
آواز کی نقل کرنے کی کوشش بھی نہیں کی — اس کا ...
یہ ہے کہ فون اسی نے کیا تھا — لیکن یہاں سے ...

... صورت میں اسے اپنا نیا پتا بتانا چاہیے تھا — اب یا تو
... بتانا بھول گیا — یا پھر کوئی اور چکر ہے۔" انسپکٹر کامران
... لئے چلے گئے۔

... خیال ہے — کوئی اور ہی چکر ہے — کیوں کہ اس
... سے فون کرنے والا اپنا پتا بتانا نہیں بھول سکتا،
... گیا، وہ بھول ہی گیا تھا — تو بھی بعد میں اسے
... یاد آ جانی چاہیے تھی — یاد آتے ہی وہ پہلے پتے
... اور اس بات کا انتظام کرتا کہ اگر آپ لوگ یہاں
... تو اس سے ملاقات ہو جائے — لیکن ایسا نہیں ہے۔"

... مطلب صرف اور صرف یہ ہے کہ بات کچھ اور ہے۔"

... میں بھی محسوس کر رہا ہوں — بہرحال تالا لگا
... کہ ہم ایک ہوٹل میں ٹھہرنے کے سوا کیا کر سکتے
... ایک ٹیکسی ڈرائیور نے ہمیں سی گیٹ کا نام بتایا اور
... پہنچ گئے — بعد کے واقعات تو آپ کو معلوم ہی

... ہوں — لیکن بات ابھی صاف نہیں ہو سکی — میز کے
... راستا کیا آپ سے اتفاقاً کھل گیا تھا؟"

نہیں — کسی نے میرے کان میں کہا تھا کہ میز کی نچلی
... ایک بٹن لگا ہوا ہے — میں اس بٹن کو دباؤں۔"

اوہ — تو وہاں بھی کوئی پیکر موجود تھا — اور یہ کہ …
ضرور ملوث تھا — یا اس کا کوئی آدمی — وہ آپ کو تہ خانہ …
پہنچا کر بعد میں آپ سے پوچھ گچھ کرنا چاہتا تھا۔

"ضرور ایسا ہی ہوا ہے — سوال یہ ہے کہ آپ ہوائی …
نظر آ رہے ہیں۔

"ہم لوگ برمودا مثلث کے چکر میں ہیں۔"

"کیا مطلب؟" انسپکٹر کامران مرزا کی بجائے منور علی …
اچھل کر بولے۔

اور ان کی نظریں منور علی خان پر جم گئیں۔

"برمودا مثلث — یہ کیا بلا ہے؟" انسپکٹر کامران مرزا …
زدہ انداز میں بولے۔

"اس کا مطلب ہے — آپ اس بارے میں کچھ جانتے …
انسپکٹر جمشید نے منور علی خان کی طرف دیکھا۔

"ہاں! برمودا تکون موت کا دوسرا نام ہے — ابھی …
کے بارے میں آج تک کوئی سراغ نہیں لگ سکا — اگرچہ …
لوگ اور بہت سے جہاز اس تکون میں اس طرح غائب …
بچے ہیں — جیسے گدھے کے سر سے سینگ —" منور علی …
بولے۔

… علی خان — آپ کو یہ باتیں کس طرح معلوم …

… شکار کھیلتا ہوا ایک دن برمودا جزیرے تک پہنچ
… ہوائی — اور وہ تکون دراصل اس جزیرے کے ساتھ ہی
… ہے۔"

… کہا — آپ اس جزیرے میں ہو آئے ہیں۔"
… ہاں! لیکن یہ پندرہ سال پہلے کی بات ہے۔"
… کہ آج کل یہ کہا جاتا ہے — کہ اس جزیرے سے
… ہوا ہی نہیں جا سکتا۔"

… مرزا بولے۔ — میرے خیال میں تو کوئی ایسی بات نہیں۔"
… اس جزیرے کے ارد گرد بہت اونچی اور عمودی
… ہیں۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

… ہے — یہ کس نے کہہ دیا آپ لوگوں سے —" منور علی
… رہ گئے۔

… ہی معلومات حاصل ہوئی ہیں — اور اب ڈر کے بغیر
… پہنچ جانا چاہتے ہیں — کیوں کہ مارے بے چینی
… برا حال ہے — ارے مگر — محمود، فاروق اور فرزانہ —
… کیا کریں — وہ کہاں رہ گئے —" انسپکٹر جمشید کے منہ سے

حیرت زدہ انداز میں نکلا۔

"واہ جی — انھیں تو ہم بھول ہی گئے۔" پروفیسر بڑبڑائے۔

اور پھر ان کی نظریں مسٹر ڈی کوزا پر ... ڈی کوزا گھبرا گیا۔

وہاں موت ہے

...اللہ ہماری طرف سے بھی وصول کر لیجئے ویسے اسلام ...فاروق نے شوخ آواز میں کہا۔

...السلام علیکم کہنا چاہیے تھا۔" محمود نے بھنا کر کہا۔

"خیر — کوئی بات نہیں — وعلیکم السلام — الحمد للہ لیکن بھئی آپ لوگ یہاں کہاں اور اچانک کس طرح پہنچ گئے۔" ...بلا کی حیرت تھی۔

...ان دنوں ہم کالا جادو سیکھنے کا شوق کر رہے ہیں مانا لیکن ...ہمارے یہاں پہنچ گئے اور اب تمہیں مکھی بنا کر ...ے جائیں گے۔" فاروق نے شوخ آواز میں سے

...کیا — ہمارے دشمن ہمارے دوستوں کے علاقے کس طرح ...پروفیسر کے منہ سے نکلا۔

"یہ سب کیا ہے مسٹر شوکی؟"

"یہ واقعی ہمارے دوست ہیں — لیکن یہاں کیں

گئے — یہ — یہ خود بتائیں گے۔"

"ہاں ضرور — کیوں نہیں — ویسے شوکی تم بنو نہیں

نے اس کی طرف بغور دیکھا۔

"کیا مطلب — بنوں نہیں — میں تو پہلے ہی بنا ہوا

کیا بنوں گا۔" شوکی نے گھبرا کر اپنے جسم کو ٹٹولا

"اور کیا — جب اللہ تعالیٰ نے بنا دیا —

نے منہ بنایا۔

"میرا مطلب ہے — ہم بہت دیر سے تم لوگوں

تعاقب میں ہیں — اور یہ نہیں ہو سکتا کہ تم

بھانپ نہ لی ہو۔"

"اس میں کوئی شک نہیں کہ میں نے تعاقب

لیا تھا۔ لیکن اس کی مجھے ایک فی صد بھی امید

تعاقب میں آپ لوگ ہوں گے — خیر آیئے۔ فرزانہ

"نہیں مسٹر شوکی — ہم اس میٹنگ میں کچھ اور لوگوں

نہیں کر سکتے — یہ معاملات ہم صرف اور صرف آپ

رکھ سکتے ہیں۔"

"یہ ہمارے مخلص ترین دوست ہیں۔" شوکی نے

ہمارا معاملہ بھی انتہائی راز کا ہے۔"

ب — کیا کریں۔ شوکی نے محمود وغیرہ کی طرف دیکھا۔

ٹھیک ہے — ہم واپس چلے جاتے ہیں — ہم ہوٹل سی گیٹ

ٹھہرے ہوئے ہیں — تم لوگ فارغ ہو کر وہیں آ جانا۔"

نہیں — یہ فارغ ہو کر بھی آپ کے پاس نہیں آ سکیں

نے کہا۔

مطلب؟" محمود چونکا۔

ہمارے لیے کام کریں گے — اور یہ کام اتنا مختصر نہیں۔

ایک ماہ، دو ماہ یا ایک سال بھی لگ سکتا ہے۔

آپ سے ملنے کے لیے ہوٹل سی گیٹ میں نہیں آ سکتے۔"

نے ہنس کر کہا۔

بات غلط ہو گئی۔" آفتاب بڑبڑایا۔

ہو گئی — کیا مطلب؟" فاروق بولا۔

مطلب یہ کہ ہم اس حد تک پابندی قبول نہیں کر سکتے۔

کام کرنے سے انکار کرتے ہیں اور ان کے ساتھ

بحث ہوتے ہیں۔" شوکی نے سرسراتی آواز میں کہا۔

ست نہ شوکی — تمھیں یہی کہنا چاہیے تھا۔" فرزانہ خوش

ال

"نہیں! اب یہ بھی نہیں ہو سکتا۔" شاداں کو لو...
"کیا مطلب — کیا نہیں ہو سکتا؟"
"اب تم لوگ یہاں سے جا بھی نہیں سکتے۔" ...
اس اعلان کے بعد یہ لوگ بھی یہاں سے نہیں...
ہم ان تینوں کو سمندر میں غرق کر دیتے ہیں — جب ...
کو اپنے کام کے سلسلے میں اپنے ساتھ رکھیں گے ...
"ابھی بیگم تو ہمیں یہ بھی معلوم نہیں ہو سکا ...
کیا کام لینا چاہتے ہو — ہاں معاملات کی تفصیلات ...
آ گئی ہیں — مسئلہ گم شدہ جہازوں کی تلاش کا ہے ...
اس تلاش میں آپ کی کیا مدد کر سکتے ہیں —" ...
نہیں لگا سکے۔"
"کوئی بات نہیں، لگ جائے گا اندازہ —" ...
تینوں کو سمندر میں پھینک آؤ — لیکن پھینکنے سے پہ...
پیروں کے ساتھ وزنی ضرور باندھ دینا — ہو سکتا ہے ...
تیرنا آتا ہو۔"
"تیراک تو ہم نمبر ایک ہیں۔" فاروق چہکا۔
"حیرت ہے — یہ تینوں ذرا بھی خوف زدہ نظر ...
رہے ہیں —"
"دراصل ہم جانتے ہی نہیں۔" محمود مسکرایا۔

...یا میں جانتے۔" شاداں نے اسے گھورا۔
...بولا — "خوف کس چڑیا کا نام ہے۔"
...ابھی معلوم ہو جاتا ہے — رابرٹ — اپنا کام جلد

رابرٹ ان کی طرف بڑھا — وہ بہت زیادہ لمبا چوڑا
...نک تھا اور بظاہر یہی معلوم ہوتا تھا کہ وہ ان
...چیونٹیوں کی طرح پکڑ لے گا — لیکن جونہی وہ ان
...پہنچ گیا — وہ اس کے دائیں بائیں اور پیچھے ہو گئے —
...مسٹر تھا — اس لیے اس نے سر کی
...کی کمر میں رسید کرنے میں دیر نہ لگائی — رابرٹ
...گرا — اور شاداں کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔
...یہ کیا رابرٹ — تم گر پڑے ہو۔"
...میں سنبھل کر نہیں کھڑا تھا مسٹر شاداں — اب دیکھیے
رابرٹ نے کہا اور اچھل کر اٹھا — غصے میں بل کھاتا
ان کی طرف بڑھا — لیکن وہ تو تین مختلف گوشوں میں
...تھے — ایک وقت میں وہ ایک پر ہی حملہ کر سکتا
...سامنے کی طرف فاروق تھا — اس نے آؤ دیکھا نہ
...اس کے سر پر دوہتڑ مارا — لیکن اس کا دوہتڑ
...خالی گیا — اور کمر جھک گئی — کیونکہ فاروق ایک

وہ ایک طرف سرک گیا تھا — اس کی جھکی ہوئی کمر پر [illegible]
نے سر کی ٹکر رسید کر دی اور وہ دھب سے [illegible]
گرا — کمرے میں سناٹا چھا گیا — پھر ٹاوان کی آواز [illegible]

"نہیں رابرٹ — تم ان سے نہیں جیت سکو گے [illegible]
بچے نہیں معلوم ہوتے۔"

"یہ آپ نے بالکل درست اندازہ لگایا — [illegible]
شوکی کے لہجے میں حیرت تھی۔

"تم سے بھی نبٹ لوں گا — تم لوگوں کو یہاں تک [illegible]
لیے کس قدر اخراجات ہم نے برداشت کیے ہیں — [illegible]
بھی ہے۔" ٹاوان نے تلملا کر کہا۔

"معلوم ہیں — لیکن ہم کام اپنے اصول کے [illegible]
کے عادی ہیں — یہ بات میں نے پہلے ہی بتا دی [illegible]
مسکرایا۔

رابرٹ نے اٹھنے کی کوشش کی — لیکن [illegible]
گیا —

"انھیں پکڑ لو —" ٹاوان نے کمرے میں موجود [illegible]
کو حکم دیا۔

وہ سب اندھا دھند انداز میں ان کی طرف [illegible]
اور وہ ان کے درمیان سے نکل گئے — نتیجہ یہ [illegible]

[illegible] بڑی طرح ٹکرائے۔
[illegible] ہو گئی — ٹھہرو — میں انھیں راستا بتاتا ہوں۔"
[illegible] تو ہمیں معلوم ہے — آپ تکلیف نہ کریں" فاروق
[illegible] کر کہا۔

ٹاوان پہلے اس پر حملہ آور ہوا اور اس میں
[illegible] شک نہیں کہ اس کا حملہ بچا تلا تھا — اگر فاروق کی جگہ
[illegible] ہوتا — تو ضرور مار کھا جاتا — لیکن فاروق نے تو
[illegible] کی تھی — ٹاوان نے اس کی طرف بڑھتے ہوئے
[illegible] دونوں ہاتھوں سے دبوچ لینے کی کوشش کی تھی — فاروق
[illegible] تو اپنی جگہ سے ہلنے کی کوشش نہیں کی — لیکن پھر
[illegible] اس کے ہاتھ جسم کے نزدیک ہوئے — وہ چکنی مچھلی
[illegible] پھسل گیا — اور نیچے بیٹھ کر اس کی دونوں
[illegible] کے درمیان سے نکل کر کمر کی طرف آ گیا — کمر کی طرف
[illegible] وہ اچھلا اور اس کو گرانے میں دونوں ہاتھ ڈالے
[illegible] اپنے سر کی ٹکر اس کے سر کے پچھلے حصے پر زور
[illegible] مار دی — یہی نہیں — اس نے ایک کے بعد دوسری اور
[illegible] کے بعد تیسری ٹکر بھی دے ماری — پھر گردن
[illegible] ہاتھ ہٹا لیے — اور پیچھے گرتے ہوئے — اپنی
[illegible] ٹانگیں اس کی ٹانگوں کے درمیان کرتے ہوئے یک

دم پھیلا دیں — ساتھ ہی ٹاوران کی ٹانگیں پھیلتی چلی گئیں
بری طرح گرا — اس کے چہرے پر ایسی حیرت نظر آ رہی
تھی جیسے دنیا کا آٹھواں عجوبہ دیکھ لیا ہو۔

"مسٹر ٹاوران — آپ کو کیا ہوا؟" رابرٹ نے مذاق اڑانے کے
انداز میں کہا۔

"خاموش! میں تمہیں کچا چبا جاؤں گا۔"

"ارے باپ رے — یہ مسٹر ٹاوران تو آدم خور
تعلق رکھتے ہیں۔" فاروق گھبرا گیا۔

اتنی دیر میں محمود آگے بڑھ چکا تھا — اس
پیر کی ٹھوکر ٹاوران کے سر پر لگی — اس کا سر گھوم
"آؤ چلیں — اب یہ فوراً تو ہوش میں آئیں گے
اور وہ اس عمارت سے نکلتے چلے گئے۔
کر انھوں نے ہوٹل سی گیٹ کا رخ کیا — لیکن ابھی
نہیں پہنچے تھے کہ ایک آواز نے انھیں رکنے پر
دیا —

"اب آپ لوگ ہوٹل سی گیٹ میں نہ جائیں —
ساتھی یہاں سے کافی دور آپ کا انتظار کر
— انھوں نے مڑ کر دیکھا — پولیس کے لباس میں
شخص ان کے سامنے کھڑا تھا۔

"آپ کی بات پر کس طرح یقین کر لیں۔" محمود نے

"انسپکٹر جمشید صاحب نے پہلے ہی یہ بات کہہ دی تھی
آپ یقین نہیں کریں گے — لہٰذا انھوں نے یہ خفیہ جملہ
لکھ دیا ہے۔" یہ کہہ کر اس نے ایک کاغذ ان کی طرف
بڑھا دیا — اس پر لکھا تھا:

"اناڑ میٹھے ہیں۔"

"ٹھیک ہے — چلیے کہاں چلنا ہے؟"

وہ ان کے ساتھ کھنڈر پہنچے اور پھر ارے اوہ — ابھی
... دیکھ رہے ہیں جیسے چلے ایک ساتھ گونج اٹھے، کھنڈر نے
... کے جملوں کو دہرایا تو ایک عجیب سماں بندھ گیا۔
"بچو ذرا صبر سے — اس قدر بے صبری اچھی نہیں۔" خان
... مسکرائے۔

"بے صبری — یہ کیا کہہ رہے ہیں انکل — وہ بے چاری یہاں
..." فاروق بولا۔

"ان — جہاں سے ہم آ رہے ہیں — وہاں ضرور اس سے
... ہوئی تھی۔" شوکی نے کہا۔

"... بات نہیں بنے گی — اگر یہ لوگ شروع ہو گئی تو ہم
... کی کہانی نہیں سن سکیں گے — جب کہ یہ کام زیادہ

ضروری ہے۔ ہم یہ بھی جاننے کے لیے بے چین ہیں کہ شوکی ...
یہاں کس طرح پہنچ گئے۔ اور یہ بھی ہمارے بارے میں ...
کے لیے کم بے چین نہیں ہوں گے۔ لہٰذا کیوں نہ پہلے ...
دور کر لی جائیں۔" انسپکٹر جمشید نے جلدی جلدی کہا۔

"اس موقعے پر ایک شعر یاد آ گیا۔ کم از کم وہ ...
اجازت دی جائے۔" فرزانہ بول اٹھی۔

"چلو خیر۔ ایک شعر تو سنا جا سکتا ہے۔" ...
مسکرائے۔

"شکریہ انکل سنیے:"

بے تابیاں سمیٹ کر سارے جہان کی
جب کچھ نہ بن سکا تو میرا دل بنا دیا!"

"خوب! اچھا شعر ہے۔ اب کام کی باتیں ہو جائیں ...
پہلے تم سناؤ۔"

"بہت بہتر۔"

اور اس نے اپنی کہانی سنا دی۔ اس کے بعد ...
کی باری آئی۔ پھر انسپکٹر کامران مرزا نے اپنی کہانی سنائی ...
ان کے خاموش ہونے پر شوکی نے کہا۔

"حیرت ہے۔ آپ کے دوست کہاں غائب ہو گئے؟
یا تو وہ کسی مصیبت میں گرفتار ہو گیا۔ یا ...

... گا۔ ہم یہی کہہ سکتے ہیں۔" اخلاق نے خیال ظاہر کیا۔

... حالات اور واقعات یہ کہہ رہے ہیں کہ اس معاملے میں
... کوئی گھناؤنا چکر ہے۔ ورنہ ان کا دوست کوئی پیغام
... کر جاتا۔ جب کہ ایسا نہیں ہوا۔" انسپکٹر جمشید نے نفی
... ہلایا۔

... ہمیں اس بحث میں وقت ضائع کرنے کی ضرورت نہیں۔
... سامنے مسئلہ درپیش ہے۔ برموڈا تکون کا۔" انسپکٹر کامران
... بولے۔

... سب سے پہلے ہمیں برموڈا کے بارے میں بتا دینا چاہیے۔
... وقت تک جس قدر معلومات آپ لوگوں کو حاصل ہیں۔ جیسی
... دیں۔" شوکی نے کہا۔

برموڈا تکون کے بارے میں تمام معلومات سامنے لائی
... ہم خاموشی چھا گئی۔ آخر انسپکٹر جمشید بولے۔

"ہم یہ راز معلوم کیے بغیر اپنے گھر نہیں جائیں گے۔"

"تو پھر بسم اللہ کریں۔" محمود بولا۔

... لوگوں کا کہنا ہے کہ وہاں صرف موت ہے۔" شوکی
... پندرہ سال پہلے کم از کم برموڈا جزیرے میں ایسی کوئی بات
... تھی۔ آخر اس کے ارد گرد پہاڑ کہاں سے آ گئے۔ اور

اس میں داخل ہونا ناممکن بن کر کیوں رہ گیا۔ منور علی خان ...

یہ باتیں واقعی حیرت انگیز ہیں۔ کانگو کا قتل اس ...

کرتا ہے کہ کچھ لوگ ہیں۔ جو جزیرے کا راستہ جانتے ہیں

لیکن ہم نہیں جانتے۔ وہ کون لوگ ہیں۔ ان سے ...

کی طرف سفر کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔"

مشکل ہے۔ آپ لوگ یہ کام نہیں کر سکیں گے۔"

کھنڈر سے باہر ایک آواز ابھری۔ اور ساتھ ہی

کان پھاڑ دینے والا دھماکا ہوا۔

کپتان ڈک

منور علی خان کی آنکھ کھلی تو انھوں نے خود کو

... بے بس پایا۔ انھیں بہت گھبراہٹ محسوس ہوئی۔ مشکل

... گھما کر دائیں طرف دیکھا تو کچھ ساتھی ملبے تلے دبے

... سب تو ان پر جوش طاری ہو گیا۔ انھوں نے

... ملبے کے نیچے سے نکالنے کی کوشش شروع کر دی۔

... اور پیروں کی مدد سے یہ کام لیتے رہے۔ یہاں تک

... منٹ کی کوشش کے بعد وہ اٹھ کر کھڑے ہونے

... قابل ہو ہی گئے۔ اب انھوں نے بائیں طرف دیکھا

... اور نیچے دیکھا۔ ان کے بھی ساتھی ملبے تلے دبے

... تھے۔ لیکن مکمل طور پر چھپے ہوئے نہیں تھے۔ وہ

... ہی آ گئے اور جلدی جلدی انھیں ملبے سے نکالنے

... دوسرے نمبر پر خان رحمان کو ہوش آیا۔ وہ ان کی

مدد کرنے لگے۔۔۔اس طرح ان کے کام میں تیزی آ گئی اور [illegible]
گھنٹے بعد وہ سب کو ملبے سے نکال چکے تھے۔۔۔ان کے [illegible]
صرف ایک دیوار کا ملبہ گرا تھا۔۔۔چھت نہیں گری تھی [illegible]
دوسری طرف گری تھی۔۔۔ورنہ ان کا بچنا مشکل تھا۔ [illegible]
وہ ہوش میں آتے چلے گئے۔۔۔دو گھنٹے بعد ان کے [illegible]
ٹھکانے آ گئے۔

"آف مالک! روفن نے بم مارا تھا۔۔۔لیکن بم [illegible]
گرا۔۔۔اگر کہیں بم ہمارے نزدیک گر کر پھٹتا تو [illegible]
گئے تھے کام سے۔" انسپکٹر جمشید لرزتی آواز میں [illegible]

"اس کا مطلب ہے۔۔۔روفن اور اس کے ساتھی [illegible]
چاہتے کہ ہم برموڈا کا رخ بھی کریں۔" انسپکٹر کامران [illegible]
بولے۔

"ہاں! لیکن ان سے غلطی ہوئی۔۔۔بم کے پھینکتے ہی [illegible]
یہاں سے چلے گئے۔۔۔اگر وہ رک کر یہ دیکھ لیتے [illegible]
زندہ ہیں یا مارے گئے۔۔۔تو بھی ہم اس وقت [illegible]
نہ ہوتے۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے۔" شوکی بولا۔

"میرا خیال ہے۔۔۔اب ہمیں فوری طور پر برموڈا [illegible]
چاہیے اور اس سلسلے میں سٹر ڈی کوزا ہماری مدد کر [illegible]

[illegible] ابھر کر برموڈا کے سامنے پہنچا سکتا ہوں اور بس۔" اس
[illegible] ہو کر کہا

[illegible] ہے۔۔۔لیکن وہاں تک جانے کے لیے آپ کیا
[illegible] گے:"

[illegible] ایک لانچ کرائے پر لے سکتے ہیں۔۔۔یہ بتائے بغیر کہ
[illegible] برموڈا تک جانے کا ہے۔" اس نے کہا۔

[illegible] خوب۔۔۔یہ ٹھیک رہے گا۔۔۔لیکن لانچ بڑی ہونی
[illegible] اور اگر وہ آب دوز بھی ہو تو زیادہ بہتر رہے گا۔"

[illegible] اس کا انتظام میں کر لوں گا۔۔۔آپ فکر نہ کریں۔"

[illegible] لیکن ہم اپنے حلیوں کا کیا کریں۔۔۔ہم تو بھوت بن کر
[illegible] ہیں۔"

"یہاں نزدیک ہی ایک نہر ہے۔۔۔کیوں نہ وہاں چل کر
[illegible]

یہ بات سب کو پسند آئی۔۔۔پہلے مرد حضرات
[illegible] کیا اور کپڑے پہنے۔۔۔پھر وہ وہاں سے ہٹ آئے۔۔۔
[illegible] اور فرحت نے غسل کیا۔۔۔واپس کھنڈر تک پہنچے۔۔۔
[illegible] ملبے میں اٹی پڑی تھی۔۔۔اس پر سے مٹی ہٹائی گئی
[illegible] باہر لے جا کر اس کو دھویا بھی گیا۔۔۔تب کہیں
[illegible] وہ اس ساحل کی طرف روانہ ہوئے جہاں سے برموڈا

کے لیے انھیں لانچ مل سکتی تھی — انھوں نے جیپ ایک
ہی روک لی — سب لوگ اس پر سے اتر گئے —
لے کر آگے چلا گیا — وہ ابھی تک پولیس کی وردی میں
جیپ بھی پولیس کی تھی — لہٰذا لانچ آسانی سے مل جانے کے
امکانات تھے — وہ انتظار کرنے لگے۔

"وہ سوچ کر مجھے ایک ہی خیال آ رہا ہے — اور وہ
کسی جہاز میں کوئی بہت قیمتی چیز تھی — یہ اس چیز کو
پندرہ سال سے کوشش کر رہے ہیں — ہو سکتا ہے
پر ہزاروں من سونا لدا ہوا ہو۔" انسپکٹر جمشید نے
انداز میں کہا۔

"اوہ — اوہ —" منور علی خان کے منہ سے حیرت
انداز میں نکلا۔

"آپ کو کیا ہوا انکل؟"

"سونے کا ایک جہاز غائب ہونے کی ایک خبر
پڑھی تھی — اپنے ملک کے اخبارات میں وہ خبر شائع
تھی — میں شکار کے سلسلے میں اس وقت ایک
ملک میں تھا — ایک ریستوران میں ناشتا کر رہا تھا
اس خبر پر نظر پڑی — اور اب میں یقین سے کہہ سکتا
اس جہاز کے ساتھ بروڈا کا ذکر بھی تھا۔"

اچھا — اس کا مطلب ہے — یہ سب لوگ اس سونے
ہیں — اور دو چار حکومتیں بھی اگر اس سونے کے
تو یہ کوئی عجیب بات نہیں ہے — اس سونے
بڑی حکومت کے مالی مسائل حل کیے جا سکتے ہیں۔"

ہم — ہم تو سونے کے چکر میں نہیں ہیں — ہم
لوگ کیوں ٹکرا رہے ہیں — ہمارے راستے میں کیوں
اٹکا رہے ہیں۔" محمود نے جھلا کر کہا۔

نہیں — ہم — کم از کم ہم کو روڑا نہیں کہا جا
مسکرایا۔

سے ڈرنے والے اے آسمان نہیں ہم۔" [illegible]

لوگوں کا خیال ہو گا کہ ہم لوگ بھی اس سونے کے
پڑ جائیں — اور کہیں ان سے پہلے اس سونے تک
پہنچ جائیں — ویسے یہ لوگ ہمارے بارے میں سب کچھ جانتے
اس لیے زیادہ پریشان ہیں۔"

خیر — اب ہمارے اور ان کے راستے الگ الگ ہو جائیں
سونا تلاش کرتے رہیں گے اور ہم بروڈا کی سیر کریں

بروڈا سے آگے اس جگہ کی بھی۔" فاروق نے جلدی

سے کہا۔

"ارے باپ رے — جہاں جہاز کے جہاز غائب ہو [illegible]
ہیں — وہاں" شیکھن نے کانپ کر کہا۔

عین اسی وقت انھوں نے ایک عجیب قہ[illegible]
سنا — کم از کم کسی انسان کا تو وہ قہقہہ نہیں ہو سکتا [illegible]
انھوں نے گھبرا کر ادھر ادھر دیکھا — ایک بے ہنگم سا [illegible]
کی طرف بڑھتا نظر آیا — اس کے سر اور ڈاڑھی کے بال [illegible]
بڑھے ہوئے تھے — جسم کا لباس تار تار ہو چکا تھا — [illegible]
تھا — جیسے ایک مدت سے اس نے نہ تو لباس بدلا ہو [illegible]
غسل کیا ہو — وہ سہمے سہمے سے اس کی طرف دیکھنے لگے — [illegible]
بے خوف سا ان کی طرف آتا چلا گیا — جونہی نزدیک آیا — [illegible]
اور پھر اس کے ہونٹ ہلے،

"تت — تم جانتے ہو — میں کون ہوں — میں کپتان [illegible]
کپتان ڈک۔"

"کپتان ڈک —" انسپکٹر کامران مرزا نے حیرت زدہ [illegible]
کہا۔

"ہاں! کپتان ڈک — تم کہو تو میں اپنا پورا تعارف کرا[illegible]
"ضرور کرائیں۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"میں ایک بحری جہاز کا کپتان تھا — اس — اس جہاز کا [illegible]

[illegible] سا لگ رہا؟" اس نے ڈرے ڈرے انداز میں کہا۔

"[illegible] کا مطلب؟" وہ اچھل پڑے۔

"[illegible] کا مطلب کس بات کا بتاؤں؟" اس کے لہجے میں
[illegible] تھی۔

"[illegible] بتائیں — جب برمودا تکون نے آپ کے جہاز کو نگلا —
[illegible] وقت کہاں تھے — آپ کیسے بچ گئے۔" انسپکٹر کامران مرزا
[illegible] بولے۔

"[illegible] تو اس صدی کا سب سے بڑا عجوبہ ہے — لیکن لوگ
[illegible] سنتے ہی کب ہیں؟"

"[illegible] ہم سنتے ہیں آپ کی بات — بتائیے —" فاروق نے
[illegible] کہا — اسے اس شخص میں بہت دلچسپی محسوس ہو
[illegible] تھی۔

"[illegible] اس وقت جہاز کے عرشے پر کھڑا تھا — مجھے ایک زور
[illegible] لگا — میں اچھل کر اس تکون پر گرا — اور اس طرح
[illegible] کسی چکنے اور ڈھلوان فرش پر گرا ہوں — میں پھسلتا چلا
[illegible] رفتار — اُف — میں کیا بتاؤں — کس قدر تھی — کوئی تیز
[illegible] گاڑی بھی اس وقت میری رفتار کا مقابلہ نہیں کر سکتی
[illegible] پھر پتا ہے کیا ہوا —" یہاں تک کہہ کر وہ رک

ہاں! کیا ہوا؟ کئی آوازیں ابھریں۔ اب سب دلچسپی سے [illegible]
تھے۔ اور سب اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔
جونہی تکون ختم ہوئی۔ کسی نامعلوم طاقت نے مجھے [illegible]
دھکا دیا۔ میں بری طرح اچھلا اور۔ اور کیا بتاؤں۔ [illegible]
کے ساحل پر تھا۔ جہاز غائب تھا۔ ہا ہا ہا۔ وہ پھر قہقہہ [illegible]
لگا۔ اس کا قہقہہ لمبا ہوتا چلا گیا۔ چہرہ سرخ ہوتا چلا گیا [illegible]
تک کر انہوں نے اپنے جسموں میں سنسنی خیز لہریں [illegible]
واقعہ بالکل سیدھا سادا سا ہے۔ اس میں کوئی پیچ [illegible]
کوئی بل نہیں۔ پھر لوگ کیوں اعتبار نہیں کرتے؟
وہ جہاز کے غائب ہونے کو تو تسلیم کرتے ہیں [illegible]
کا کہنا ہے۔ کہ کوئی شخص بھی اتنے وقت میں تکون [illegible]
پر نہیں پہنچ سکتا تھا۔ میرا مطلب ہے۔ جہاز اس [illegible]
ہزار کلومیٹر دور تھا۔ برمودا کے ساحل سے۔ اور اسے [illegible]
ہوتے ایک دوسرے جہاز نے بھی دیکھا تھا۔ وہ ابھی [illegible]
دور تھا۔ اس نے جونہی جہاز کو غائب ہوتے دیکھا۔ [illegible]
غائب ہونے کا وقت لکھ لیا۔ بالکل وہی وقت میرے [illegible]
پہنچنے کا ہے۔ لیکن لوگ میری بات پر یقین نہیں کرتے [illegible]
جب میں ان سے پوچھتا ہوں کہ اچھا تو یہ بتاؤ۔ میں [illegible]
طرح پہنچ گیا۔ جب کہ میں جہاز پر تھا تو وہ دور [illegible]

[illegible] وہ ایک بار پھر خاموش ہو گیا۔
[illegible] بن گئے ہیں۔" خان رحمان کے لہجے میں حیرت تھی۔
[illegible] ہے!۔ وہ کہتے ہیں۔ میں کپتان ڈک ہوں ہی نہیں،
[illegible] پاگل آدمی ہوں۔ کپتان ڈک تو جہاز کے ساتھ ہی
[illegible] ہو گیا تھا۔
[illegible] وہ لوگ یہ بات کیوں کہتے ہیں۔ کیا وہ آپ کو
[illegible] نہیں۔"
[illegible] تو عجیب بات ہے۔ میرے تو گھر کے لوگ بھی یہی بات
[illegible] کہ میں ڈک نہیں ہوں۔"
[illegible] کہا۔ گھر کے لوگ بھی۔"
ہاں! اب آپ ہی بتائیں۔ میں کیا کروں۔ کہاں جاؤں؟"
[illegible] سوال یہ ہے کہ وہ آپ کو کیوں نہیں پہچانتے۔"
[illegible] اس لیے کہ جب میں جہاز پر سوار ہوا تھا۔ میرا چہرہ
[illegible] غائب اور ہے۔"
[illegible] کیا مطلب؟ ان سب کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔
[illegible] مطلب یہ کہ۔ میرے جسم پر اب وہ چہرہ نہیں ہے۔
[illegible]
[illegible] یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ انسپکٹر جمشید کو جھرجھری آ[illegible]

"میں خود نہیں بتا سکتا کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔

حقیقت یہی ہے۔ کہ میرا چہرہ بالکل بدل گیا ہے۔

لوگ میری بات ماننے پر تیار نہیں ہیں۔"

"حیرت ہے۔" ان کے منہ سے نکلا۔

"اب لوگ مجھے پاگل خیال کرتے ہیں۔" اس نے بتایا

"اور یہ واقعہ شاید پندرہ سال پہلے کا ہے۔"

کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"ہاں! بالکل پندرہ سال پہلے کا۔"

"ہوں۔ کیا آپ اب بھی جہاز چلا سکتے ہیں۔" انسپکٹر

مرزا بولے۔

"کیوں نہیں۔ ساری زندگی یہی کام تو کیا ہے۔"

"ہم برمودا کی طرف جا رہے ہیں۔ کیا آپ ہمارا

گے۔" انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

"بر۔ برمودا۔ نہیں نہیں۔ وہاں۔ صرف اور صرف

ہے۔ ایسی موت جس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔"

کانپ کر کہا۔

"جیسے آپ کی مرضی۔ مطلب یہ ہوا کہ اب آپ کے پاس

ثبوت نہیں کہ آپ کپتان ڈک ہیں۔ لہٰذا آپ کو کوئی

کرتا۔ سب پاگل خیال کرتے ہیں۔"

"ہاں! ایسی بات ہے۔ لیکن آپ لوگ برمودا کیوں جانا چاہتے

ان کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہم جاننا چاہتے ہیں۔ برمودا تکون کا کیا راز ہے۔ اس

جہاز کیوں غائب ہو جاتے ہیں۔ اور اگر کوئی جہاز خوش قسمتی

لوٹ کر آ جاتا ہے۔ تو غائب ہونے کا وقت کہاں چلا جاتا

مطلب یہ کہ اگر کوئی جہاز تین دن تک غائب رہا۔

تو اس کا تیل تین دن تک کیوں خرچ نہیں ہوتا۔ گھڑیاں

دن بعد کی تاریخ کیوں نہیں بتاتیں۔ وہ تاریخ اور وقت

بتاتی ہیں۔ جو غائب ہونے کا تھا۔ اس سے زیادہ

کی باتیں تو ہم نے اپنی زندگی میں کبھی سنی ہی نہیں۔

صورت میں ہم برمودا تکون کا راز جاننے نکلے ہیں۔"

"ہوں! اب تم لوگ لوٹ کر نہیں آؤ گے۔ یہ تم

لوگوں کی زندگی کا آخری سفر ثابت ہو گا۔ جو تکون بحری جہازوں

کو نگل لیتی ہے۔ جن پر پندرہ سولہ سو مسافر بھی سوار

ہوتے ہیں۔ اور طیارے کے بھی سو سے زائد افراد سوار

ہوتے ہیں۔ وہ تکون۔ تم چند لوگوں کو کب چھوڑے گی۔"

"کیا ہر مرتبہ ایسا ہوتا ہے۔ میرا مطلب ہے۔ جب بھی

کوئی جہاز تکون پر سے گزرتا ہے۔ غائب ہو جاتا ہے۔"

"نہیں۔ ایسا کبھی کبھار ہوتا ہے۔ لیکن بہت مرتبہ ہو

چکا ہے — کوئی نہیں جانتا — کب ایسا ہو جائے۔"

"ہوں! تب ہم نکون کی سیر ضرور کریں گے۔" انسپکٹر

بولے۔

"اب کوئی جہاز، کوئی لانچ نکون کا رخ نہیں کر

اگرچہ اس طرح جہازوں کو اب بہت لمبا چکر لگانا پڑ

اور سفر کے اخراجات بہت زیادہ ہو گئے ہیں — لیکن

جائے — کون خطرہ مول لے۔"

اسی وقت انھوں نے ڈی کوزا کی جیپ

دیکھی — نزدیک آنے پر انھوں نے دیکھا — اس کے چہرے

رنگ سرخ تھا — بہت غصے میں نظر آتا تھا۔

"خیر تو ہے مسٹر ڈی کوزا۔"

"کوئی لانچ والا برموڈا کی طرف جانے کے لیے

نہیں۔"

"اور لانچ — لانچ دینے کے لیے تیار ہے یا نہیں

"لانچ کی پوری قیمت وصول کریں گے — پھر

یعنی لانچ بھی خود چلانا ہو گی۔" اس نے بتایا۔

"اور لانچ آپ دوز بھی ہو گی۔"

"ہاں! ایسی لانچیں بھی مل سکتی ہیں — لیکن اصل

قیمت کا ...ہے۔"

کر : کریں — ہم لانچ چلانا جانتے ہیں اور قیمت بھی

رکھتے ہیں۔"

ایسے میں ڈی کوزا کی نظر ڈک پر پڑ گئی — اس

مارے خوف کے کھل گیا۔

"ارے!"

دعائیں پڑھ لیں

"کیا ہوا مسٹر ڈی کوزا —" فاروق نے حیران ہو
"یہ — یہ شخص پاگل ہے — یہاں تک کیسے چلا آ
نے لرزتی آواز میں کہا۔
"ہمیں دیکھ کر آ گیا ہے بے چارہ — لیکن آپ
سے اس حد تک کیوں ڈر رہے ہیں — یہ تو بالکل
ہے۔"
"یہ اور بے ضرر — آپ نہیں جانتے — جب اس پر
کا دورہ پڑ جاتا ہے تو پھر یہ حد درجے خوف ناک
جاتا ہے۔" اس نے کہا۔
"اوہو اچھا — یہ بات تو ہمیں ابھی معلوم ہوئی ہے
کیوں مسٹر ڈک — یہ بات درست ہے؟"
"مجھے نہیں معلوم — لوگ یہی کہتے ہیں —" اس نے

ل کو کہتا ہے کہ لوگ اسے کپتان ڈک نہیں مانتے۔"
نے ڈی کوزا کی طرف دیکھا۔
عجیب سی بات ہے — اور یہ کپتان ڈک ہے بھی
سال پہلے کپتان ڈک تو جہاز کے ساتھ ہی غائب ہو
سولہ سو آدمیوں کا وہ پورا جہاز غائب ہو گیا تھا۔
ڈک اکیلا کس طرح بچ سکتا تھا — ایسے میں اس شخص
شروع کر دیا — میں کپتان ڈک ہوں — پھر اس نے
غرق ہونے کی باتیں بھی سنائیں — اور یہ بھی بتایا کہ
یہ ساحل تک پہنچا — یہ تمام باتیں ناقابلِ یقین ہیں —
نے آج تک اس کی ایک بات پر بھی یقین نہیں کیا۔"
ڈی کوزا — ہمیں نہ جانے کیوں — اس کی ایک ایک
یقین ہے۔" انسپکٹر کامران مرزا نے جلدی سے کہا۔
باتیں؟" ڈی کوزا کی بجائے ڈک نے چونک کر کہا۔
"ہاں — میں جھوٹ نہیں بول رہا۔"
دوسرا لمحہ عجیب تھا — ڈک اچھل کر ان کی
وہ ڈر گئے — یہ خیال کیا کہ اس پر پاگل پن کا
پڑنے لگا ہے — لہٰذا بچنے کی پوری کوشش کی — مگر
سے بچ نہ سکے — لیکن یہ کیا — اس نے تو انہیں

اپنے ساتھ چمٹا لیا تھا — جیسے کوئی خوشی کے موقع پر گلے
اور زور زور سے انھیں بھینچنے لگا — ساتھ ہی "
"مبارک ہو — آخر پندرہ سال بعد کسی نے تو
ڈک مانا۔"

"اچھا اب مجھے چھوڑ کر ہٹ جائیں — " انسپکٹر کامران
گھبرا کر کہا — ان کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا — الٹ
کے قطرات چمکنے لگے تھے — ان کی یہ حالت دیکھ
ساتھی بہت حیران ہوئے — آفتاب تو رہ نہ سکا۔

"خیریت تو ہے ابا جان — آپ کی حالت بدلی ہوئی
ہے؟"

"ہاں! تم نہیں جانتے — لیکن ٹھہرو " یہ کہہ کر وہ
سے بولے۔

"کپتان ڈک — اس میں ایک فی صد بھی شک نہیں ہے
تم ہی کپتان ڈک ہو — اب مہربانی فرما کر مجھے چھوڑ دو

"اچھی بات ہے — یہ لیجیے — چھوڑ دیا — اور اب
بات بھی سن لیں — کہ اس طرف نہ جائیں — اس
کا کوئی بھی مقابلہ نہیں کر سکتا — وہ طاقت جو بڑی
ایک بلبلے سے تنکے کی طرح اچھال دیتی ہے — اور
ہوش و حواس کھو بیٹھتی ہیں۔"

— اچھا خیر — دیکھا جائے گا — آپ کا بہت بہت

کہ گیا — آپ جائے بغیر نہیں مانیں گے — خیر —
تو اسی ساحل پر ہماری ملاقات پھر ہو گی — اور
کے سب غائب ہو گئے تو پھر — پھر دوسری
لیں گے — ویسے میں دعا کرتا ہوں کہ آپ لوگوں
کم از کم ایک ضرور زندہ بچ کر آ جائے — تاکہ
میری باتوں کی تصدیق کر سکے۔"
ان الفاظ کے ساتھ ہی اس نے اس طرف
گیا — جس طرف سے وہ آیا تھا۔
مالک — میں نے اپنی زندگی میں کسی شخص میں
طاقت نہیں دیکھی — میں اس کے ہاتھوں میں
بے بس پا رہا تھا۔" انسپکٹر کامران مرزا نے کانپ

کامران کے منہ سے نکلا۔
آپ کا مطلب ہے — آپ نے سی مون اور جی موف
اتنی طاقت محسوس نہیں کی۔" اصف نے ڈری
آواز میں کہا۔
نہیں!" وہ بولے۔

"حیرت ہے۔ مسٹر ڈی کوزا۔ پندرہ سال پہلے ک...
...ڈک کی طاقت کے بارے میں کوئی بات مشہور تھی؟"

"بالکل نہیں۔ اس کا نام بھی عام لوگوں کو معلوم ...
بحری جہازوں کے لوگ ضرور جانتے ہوں گے۔" اس نے ...
...ے انکار میں سر ہلایا۔

"خیر۔ اب چلتے ہیں لانچوں کے اڈوں کی طرف۔"

"اصل مسئلہ قیمت کا ہے۔" ڈی کوزا نے ...
...کر کہا۔

"جب کہ یہ مسئلہ ہمارے لیے نقلی مسئلہ ہے۔" ...
مسکرایا۔

"کیا مطلب؟" ڈی کوزا چونکا۔

"ابھی دیکھ ہی لیں گے آپ۔"

وہ جیپ میں بیٹھ کر لانچوں کے دفتر تک ...
سمندر کے کنارے بے شمار چھوٹی بڑی لانچیں کھڑی تھیں...
ان میں آبدوزیں بھی تھیں۔ پہلے انھیں لانچیں دکھائی گئیں...
پھر ایک بہت بڑی لانچ انھوں نے پسند کی۔ آب...
تھی۔ اور بلٹ پروف بھی۔ بلکہ بم پروف بھی۔

"لیکن جناب۔ آپ لوگ حد درجے خطرناک سمندری ...
کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اور اس کو لے جانے کی اجازت ...

...دے سکتا۔ کیوں کہ اگر آپ لوگ غائب ہو گئے تو
...بھی غائب ہو گی اور یہ میرے لیے ایک بڑا
...ہو گا۔ اس کی صرف ایک صورت ہے۔ آپ لانچ
...ادا کر دیں۔"

"...ٹھیک ہے۔ اس کی قیمت کیا ہے؟"

"...کاغذات دکھاؤں۔ خریداری کے۔" اس نے کہا۔

"...نہیں۔ ایسے ہی بتا دیں۔ ہم ان شاء اللہ زندہ واپس
...گے اور اپنی رقم واپس لے لیں گے۔"

"بہت خوب۔ تو پھر آپ دو کروڑ ڈالر جمع کرا
...دیں۔" اس نے کہا۔

"شکریہ۔" خان رحمان مسکرائے۔ جیب سے چیک بک
...اور چیک لکھنے لگے۔ ڈی کوزا حیرت زدہ سا
...ان کو دیکھ رہا تھا۔ لانچ کا مالک بھی کم حیران
...تھا۔ چیک لکھ کر اس نے اس کی طرف بڑھا دیا۔

"...اتنی رقم کا چیک تو ایک کنگال آدمی بھی لکھ سکتا
...ہے۔" لانچ کے مالک نے برا سا منہ بنایا۔

"...ہاں! لکھ ضرور سکتا ہے۔ لیکن بنک سے تصدیق نہیں
...سکتا۔ آپ کے اپنے ملک میں اس بنک کی شاخ موجود
...ہے۔ آپ اسی وقت فون کر کے تصدیق کر لیں۔"

"ہوں! بہت بہتر۔" اس نے کہا اور فون کرنے
ایک منٹ بعد اس نے حیران ہو کر ریسیور رکھ
بولا:
"آپ لانچ لے جا سکتے ہیں۔ اگر آپ زندہ وا
آئے تو میں پندرہ ہزار ڈالر کرایہ وصول کر کے
یہ چیک واپس دے دوں گا۔"
"شکریہ۔ آپ بھی چلیں۔" خان رحمان نے کہا۔
"جیپ ہم آپ کے حوالے کر جاتے ہیں۔"
نے کہا۔
لانچ کے مالک نے جیپ کی طرف دیکھا
کر بولا:
"یہ۔ یہ تو سرکاری جیپ ہے۔ اور ریڈیو پر اس
لیے اعلان ہو چکا ہے۔ کہ جہاں کہیں بھی نظر
پولیس کو اطلاع دی جائے۔"
"تو پھر اب آپ پولیس کو اطلاع دے دیں۔
میرے قبضے میں تھی۔ میرا نام انسپکٹر ڈی کوزا ہے۔
اب میں اس ملک کا نہیں۔ ان لوگوں کا ساتھی
ہوں۔ کیوں کہ میں نے ان جیسا بہادر اور باوفا
کو نہیں پایا۔"

والا حیرت زدہ سا اس کی طرف دیکھنے لگا، اور
ان کی طرف قدم اٹھانے لگے۔ ایک بار پھر لانچ

بہت یاد رہے۔ آپ موت کے سفر پر روانہ ہو

یادگار رہے گی۔" محمود نے منہ بنایا۔
لانچ میں سوار ہو کر انھوں نے ایک دوسرے کی
جیسے کہ رہے ہوں:
لانچ کون چلائے گا؟"
خان رحمان کا نام تجویز کرتا ہوں۔"
شکریہ۔ میں منظور کرتا ہوں۔ لیکن میرے پاس
ہونے چاہییں۔ اور اس لانچ کے بارے میں
بھی ہونی چاہییں۔"
لانچ پر اس کا ڈرائیور موجود ہے۔ وہ تمام باتیں بتا کر
گا۔" ڈی کوزا نے کہا۔
ڈرائیور موجود ہے۔ لیکن ہم نے کوئی ڈرائیور تو
نہیں دیکھا۔"
اس طرف موجود ہوں جناب۔"
ایک کیبن کا دروازہ کھلا۔ اور لمبے قد کا ایک

خوش شکل آدمی ان کے سامنے آ گیا۔

"بہت خوب! اب آپ اپنا کام کریں۔"

"میں بھی خان رحمان کے ساتھ طریقہ کار بھ

تاکہ دو آدمی واقف ہو جائیں۔" انسپکٹر جمشید بولے

"بہت اچھی تجویز ہے — میں بھی یہی کہنے وا

پروفیسر داؤد بولے۔

"بہت دیر بعد پروفیسر انکل کی آواز سنائی دی

مسکرایا۔

"تم لوگ کسی کو بولنے کا موقع دو تو تب

نا۔" انسپکٹر کامران مرزا جھلا اٹھے۔

"آج کے دن تو آپ کا یہ الزام کچھ بجا نہیں

فرحت بولی۔

"کیا مطلب؟" وہ چونکے۔

"ہم تو بہت دیر سے خاموش چلے آ رہے

برمودا کے ساحل پر پہنچنے تک تم لوگ

آزاد ہو — جتنی جی چاہے باتیں کرنا۔" وہ بولے۔

"بہت شکریہ اس کھلی چھٹی کا۔" فاروق نے

کر کہا۔

بیس منٹ بعد ڈرائیور رخصت ہو گیا۔

اعلان کیا۔

روانگی کے لیے تیار ہیں — لیکن روانہ ہونے سے پہلے

دعا پڑھ لیں — جب کسی سواری پر سوار ہوں تو یہ دعا

پڑھنی چاہیے۔

سبحان الذی سخر لنا ھذا و ما کنا لہ مقرنین و

انا الی ربنا لمنقلبون ہ —

کری بھی سب لوگ پڑھ لیں — راستے میں بھی جہاں

تک — اللہ کو یاد کرتے چلیں — ہو سکتا ہے — یہ

آخری سفر ہو — اور ہم اپنے گھروں کو نہ لوٹ سکیں۔"

انسپکٹر جمشید کے ان الفاظ کے ساتھ ہی سب لوگوں

جمشید، بیگم کامران مرزا، شہناز بیگم، حامد، سرور، ناز

کا خیال آ گیا — ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

جمشید کہہ رہے تھے:

اللہ ہی کے لیے ہے — جو کچھ زمینوں اور آسمانوں

ہے — اور وہی ہماری حفاظت کرنے والا ہے — ہم

سے مدد مانگتے ہیں، اس کے سوا مدد کرنے والا اور ہے

کون ہے۔

اور پھر انھوں نے سفر کی دعا پڑھی — آیت

پڑھی — دو رکعت نماز بھی ادا کی گئی — اس کے بعد

انسپکٹر جمشید کے اشارے پر خان رحمان نے [illegible]
باقی لوگ لانچ کی سیر کرنے لگے۔ لانچ کیا۔ ایک [illegible]
سا بحری جہاز تھی۔ اس میں دس کے قریب کیبن [illegible]
بہت وسیع عرشہ تھا۔ عرشے کے گرد مضبوط جنگلہ [illegible]
کے حملے سے بچاؤ کے لیے دور مار رائفلیں نصب تھیں [illegible]
طیارہ شکن توپ بھی نصب تھی۔ دو عدد دوربینیں [illegible]
تھیں۔ غرض لانچ ہر طرح کے ساز و سامان سے [illegible]
خطرے کے وقت اس کے اوپر شیشے کا ایک [illegible]
جا سکتا تھا۔ جو کہ بم پروف تھا۔ پانی کے بچاؤ [illegible]
کے لیے بھی یہی خول اسے آب دوز بنا دیتا تھا [illegible]
اس خول کے اندر رہ کر سمندر کو اندر سے [illegible]
سکتے تھے۔ اس لحاظ سے ان کا یہ سفر۔ بہت [illegible]
ہول ناک تھا۔ وہاں۔ بہت زیادہ دلچسپ بھی [illegible]
میں خشک خوراک کا ذخیرہ بھی موجود تھا۔ اور ایندھن [illegible]
بہت بڑی مقدار موجود تھی۔

یوں لانچ کی سیر کر چکنے کے بعد [illegible]
کیبن میں آ بیٹھے۔ انسپکٹر جمشید اور انسپکٹر کامران مرزا [illegible]
رحمان کے کیبن میں چلے گئے۔ تاہم وہ ایک [illegible]
کی آوازیں سن سکتے تھے۔ لانچ میں اس قسم [illegible]

[illegible] ریسیور دیواروں میں نصب تھے۔
[illegible] تک پہنچنے میں شاید ہمیں دو گھنٹے لگیں گے۔
[illegible] لیے تک ہمیں بات چیت کرنے کے سوا کوئی
[illegible] آفتاب چہکا۔
[illegible] کرو نا۔ کہ محاورات کی جنگ چھیڑتے ہیں۔
[illegible] ان کے جنگل شروع کرنے میں اب کوئی رکاوٹ نہیں۔"
[illegible] مسکرایا۔
[illegible] نوک جھونک کے طوفان اٹھانے میں بھی کوئی مشکل
[illegible] مکھن بولا۔
[illegible] بسم اللہ کرو نا۔" محمود نے منہ بنایا۔
[illegible] اللہ کرنے کے لیے منہ بنانا ضروری نہیں ہوتا۔
[illegible] فاروق نے پروفیسر داؤد کی طرف دیکھا۔
[illegible] ابھی ہمیں نہ گھسیٹو۔" وہ گھبرا کر بولے۔
[illegible] بہتر۔ جب آپ کہیں گے۔ گھسیٹ لیں گے
[illegible] فاروق نے خوش ہو کر کہا۔
[illegible] بہتر نہیں ہو گا کہ ہم ادھر ادھر کی بے تکی
[illegible] باتیں کرنے کی بجائے۔ کام کی باتیں کر
[illegible] بولی۔
[illegible] کی باتیں۔ کون سی کام کی باتیں۔ یہاں کام کی باتوں

کا کیا کام —" فاروق نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں واقعی — میں تو بھول ہی گئی" فرزانہ نے جل کر کہا۔

"کیا بھول گئی تھیں — جلدی سے بتا دو — کہیں پھر ...

محمود نے گھبرا کر کہا۔

"یہ کہ تم لوگوں کی موجودگی میں کوئی کام کی بات ...

نہیں جا سکتی" اس نے جھلا کر کہا۔

"اگر یہ بات طے شدہ ہے — اور تم کام کی باتیں ...

تی ہو — تو پھر انکل خان رحمان کے کیبن میں ...

اگر فرحت تمہارا ساتھ دینا پسند کرے تو اسے بھی ...

"یہی تو مشکل ہے — اس کا بھی تو فائدہ نہیں ...

"فائدہ نہیں ہو گا — کیا مطلب؟"

"وہاں بھی تم لوگوں کی باتیں پیچھا نہیں چھوڑیں گی۔"

"تب پھر مجبوری ہے — ان بے کار باتوں کو ...

کر بیٹھی رہو" آفتاب نے شریر لہجے میں کہا۔

"میرا مطلب تھا — کیوں نہ ہم ہم ہموڈا اور ...

بات کریں"

"بھئی باتوں باتوں میں اس کی باتیں بھی ہو جائیں گی ...

خود پہ اگر ہم اس کا ذکر لے کر بیٹھ گئے تو مزا ...

گا" شوکی نے کہا۔

"میرا بھی یہی خیال ہے" منور علی خان بولے۔

... — انکل منور علی خان — آپ کو تو ہم بھول ہی گئے"

... انصافی ہے بھئی —" ایسے میں ڈی کوزا کی آواز

... دی۔

... — نا انصافی — یہاں نا انصافی کیسے قدم رنجا فرما سکتی

... فاروق حیران رہ گیا۔

... لوگوں کے ہوتے کیا نہیں ہو سکتا" فرزانہ مسکرائی۔

... بھی — ذرا وضاحت کر دیں تو اچھا ہے — مسٹر

... کوزا"

... آپ اپنی زبان میں باتیں کر رہے ہیں اور میں الجھن

... کر رہا ہوں — کیا یہ نا انصافی نہیں ہے؟"

... تھوڑی سی ہے تو سہی — لیکن اتنی بھی نہیں — میرا مطلب

... مسٹر ڈی کوزا — آپ ذرا غور فرمائیں — جس مہارت پر

... ہماری زبان میں بات کر سکتے ہیں — اس طرح سے

... میں نہیں کر سکتے — اور پھر ہم تو یوں بھی محاورات

... محاورات بولتے ہیں — اب اگر ہم نے ان محاورات کا

... ترجمہ کرنا شروع کر دیا تو وہی بات ہو گی —

... جانے آنگن ٹیڑھا" آصف نے جلدی جلدی کہا۔

... نہیں — یہ بات نہیں ہو گی" فاروق بولا۔

... مطلب — کیا بات نہیں ہو گی" آصف نے اسے

گھورا۔

"میرا مطلب ہے۔ یہ ناچ نہ جانے آنگن ٹیڑھا والی
ہو گی۔ بلکہ کوا چلا ہنس کی چال۔ اپنی بھی بھول گیا
ہو گی۔"

"خیر خیر۔ تمھیں تو عادت ہے بال کی کھال اتارنے کی
جھلا اٹھا۔

"اب میں۔ میں۔ میں۔" فاروق اٹکنے لگا۔

"سوئی اٹک گئی بھائی کی۔" شوکی مسکرایا۔

لیکن پھر جو انھوں نے فاروق کی آنکھوں میں
کے آثار دیکھے۔ تو چونک ہی تو اٹھے۔

عجیب فیصلہ

نظریں اٹھائیں تو ایک عجیب و غریب آدمی ان کے سامنے
تھا۔ اس کے ہاتھ میں رائفل بھی ایک نئی قسم کی
اور کافی خوف ناک لگ رہی تھی۔ اس کی آنکھوں
ایک خوفناک چمک تھی۔

کیا چاہتے ہو بھائی" فاروق نے لرز کر کہا۔

"اس سے پہلے یہ پوچھنا چاہیے کہ یہ لانچ پر آ کیسے گیا۔
طرف تو سمندر ہے۔ اور لانچ پر صرف ہم سوار تھے۔"
نے حیران ہو کر کہا۔

"اچھے۔ پہلے یہ پوچھ لیتے ہیں۔"

لانچ پر اس وقت صرف میں ہی نہیں۔ میرا ایک ساتھی
کیبن کے سامنے بھی موجود ہے۔ تم لوگوں نے دروازے
کھلے رکھے۔ اس طرح ہمیں بہت آسانی ہو گئی۔ ورنہ کافی

مشکل کام تھا۔ اس کے ہونٹ ہلے — آواز سیٹی جیسی تھی

"آپ کیا کرنا چاہتے ہیں — ہمارے کچھ پلے نہیں پڑا"

نے جھنجھلا کر کہا۔

"اگر تم لوگ اس کیبن اور کنٹرول روم کے دروازے

کر کے بیٹھے ہوتے تو ہم اس وقت تم لوگوں کو اس

کی زد پر نہیں لے سکتے تھے۔" وہ مسکرایا۔

"اوہ تو یہ بات ہے — خیر ہم اب بند کر لیتے ہیں

محمود اٹھ کر دروازہ بند کر دو۔" فرزانہ نے خوش ہو کر

"میرا کام دروازہ کھولنا ہے — بند کرنا نہیں۔

تم خود کر دو۔"

"اوہ — ڈرپوک کہیں کے —" فرزانہ پاؤں پٹخ کر کھڑی

گئی۔

"خبردار — تم لوگوں میں سے کوئی بھی حرکت نہ کرے

ان رائفلوں سے ہمیں نشانہ لینے کی ضرورت نہیں پڑتی"

"کیا مطلب؟" فرحت کے لہجے میں حیرت تھی۔

"اس کی نال میں سے ایک وقت میں بیسیوں گولیاں

ہیں اور سامنے کی طرف گردش کرتی ہوئی پھیل کر جاتی ہیں

میرا ایک بھی فائر تم لوگوں کے لیے کافی ہو گا — اور

وھند فائر کرنا کافی ہو گا۔"

"یہ ٹھیک کہہ رہا ہے — میں اس رائفل کو پہچانتا ہوں۔"

رو کی آواز میں خوف تھا۔

"اوہ اچھا — کمال ہے۔" شوکی کے منہ سے نکلا۔

"تم چاہتے کیا ہو مسٹر — یہ بتاؤ۔" انھوں نے انسپکٹر کامران

کی آواز سنی۔

"دو کروڑ ڈالر بچانا چاہتے ہیں اپنے۔" دوسرا بولا۔

"کیا مطلب؟" وہ چونکے۔

"مطلب بالکل صاف ہے — تم لوگ جو دو کروڑ ڈالر

لے کے آئے ہو — لانچ واپس کرنے کی صورت میں

ادا کرنا ہوں گے — اور اگر لانچ سمیت تم لوگ

ہو گے تو بھی ہمیں صرف لانچ کی قیمت ہی ملے

گی اگر —" وہ کہتے کہتے رک گیا۔

"لیکن اگر کیا؟" مکھن گھبرا گیا۔

"لیکن اگر ہم تم لوگوں کا کام تمام کر دیں — یعنی تمھیں

غرق کر دیں تو لانچ بھی بچ جائے گی اور دو

بھی — کتنا حسین خیال ہے۔"

"واقعی — لالچیوں کے نزدیک یہ بہت حسین ہو سکتا

لیکن بھی ہم تو اسے بہت بدصورت منصوبہ ہی کہ

ہیں۔" آصف نے منہ بنایا۔

ہوں! کر لو۔ یہی کیا۔ اچھا اب پروگرام سنو۔
لانچ کو تمہارے خون سے گندہ نہیں کرنا چاہتے۔ لہٰذا
یہ طے پایا ہے۔ کہ تم ہاتھ اوپر اٹھاتے۔ جنگلے
پہنچ جاؤ۔ اور جنگلے سے سمندر میں چھلانگیں لگا دو۔
بس۔ اگر تم تیر کر واپس ساحل تک جا سکتے ہو تو
کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔ ضرور جاؤ۔ لیکن ساحل پر
تمہارا استقبال کرنے کے لیے ہمارے ساتھی موجود
گے۔ اول تو لانچ اب اتنی دور آ چکی ہے کہ
دور سے طاقت ور آدمی اور تیراک سے تیراک آدمی
ساحل پر نہیں جا سکتا۔ لہٰذا تم لوگوں کو ڈوبنے کے
کوئی چارہ نہیں ہو گا۔ کیوں، کیسا پروگرام ہے؟"

"یہ بھی حسین ہی ہو گا۔" شوکی نے منہ بنایا۔

"سوال یہ ہے کہ تم لانچ پر آ کیسے گئے؟"
بولے۔

"جب تمہارا ساتھی بات کرنے کے لیے آیا اور
تم سے بات کرنے گیا تو ہمارے ڈائریکٹر صاحب نے
یہ پروگرام اسی وقت طے کر لیا تھا۔ اور ہمیں
ایک خفیہ کیبن میں چھپا دیا تھا۔"

"اوہ۔ تو اس لانچ میں کوئی خفیہ کمرہ بھی ہے"

"ہاں! وہ سب سے نچلے حصے میں ہے۔ سٹور کے پچھلی طرف
سٹور کے سامان کے پیچھے اس کا خفیہ دروازہ ہے۔"

"ہم ساری بات سمجھ گئے۔ بات صرف دو کروڑ کی ہے
ہے ہیں" خان رحمان نے مسکرا کر کہا۔

"کا۔ صرف دو کروڑ۔ تم دو کروڑ کے ساتھ صرف
کا رہے ہو۔"

"ہاں، اللہ چاہے تو انسان دو ارب روپے کے ساتھ بھی
غوطہ لگا سکتا ہے۔"

"تم کہنا کیا چاہتے ہو۔" وہ حیران ہو کر بولا۔

"دو کروڑ کا چیک لے لو۔ اور ہمیں ہمارے سفر پر
جانے دو۔ تم بھی ساتھ ہی چلے چلو۔"

"باپ رے۔ ہم موت کے اس سفر میں تم لوگوں
کا ساتھ نہیں دے سکتے۔ باقی رہی بات دو کروڑ کے
چیک کی۔ بہت بہت شکریہ۔ چیک لکھ دو۔"

"نہیں خان رحمان۔ تم چیک نہیں لکھو گے۔" انسپکٹر جمشید
نے سخت لہجے میں کہا۔

"لیکن جمشید۔ زندگی کے مقابلے میں دو کروڑ کیا اہمیت رکھتے
ہیں۔" خان رحمان بولے۔

"تم کچھ نہیں خان رحمان۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

ہیں کیا نہیں سمجھا — یہ تم سمجھا دو مجھے — …

بولے۔

"یہ کہ — دو کروڑ کا ایک اور چیک لے کر …

ہمیں زندہ نہیں چھوڑیں گے۔"

"اوہ!" خان رحمان کے منہ سے نکلا۔

"کیوں بھئی — یہی بات ہے۔" منور علی خان …

انھیں گھورا۔

"نہیں! ایسی تو کوئی بات نہیں — آپ دو کروڑ …

دے دیں — ہم آپ کو کچھ نہیں کہیں گے۔" …

کہا۔

"یہ جھوٹ بول رہا ہے — فرض کرو — ہم دو کروڑ …

چیک دے دیتے ہیں اور یہ ہمیں ختم نہیں کر …

تو کیا ہم ان کے ملک واپس پہنچ کر کیا خاموشی سے …

ہیں گے — اور ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کریں …

ہرگز نہیں — یہ ایسا سوچ بھی نہیں سکتے۔"

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو جمشید — یہ ہمیں ختم کیے …

نہیں رہ سکتے۔"

"ہاں! یہی بات ہے — لہٰذا آؤ — سمندر میں …

انھیں دو کروڑ کا اور فائدہ کیوں پہنچائیں۔"

… دوسری ترکیب بھی ہے ابا جان۔ ایسے میں فرزانہ

… کہا:

… آ پہنچا ہی گیا ہے — کیوں نہ بہادری سے مریں۔"

… تو کیا — سمندر میں ڈوب کر، مرنا بزدلی

… ہے۔" اشفاق نے حیران ہو کر کہا۔

"… کون بولا — یہ کس کی آواز آئی۔" فاروق نے

… کے انداز میں کہا۔

… بھی عجیب ہو — موت سر پر کھڑی ہے — اور

… ہو۔"

… تم نے کیا کہا — موت سر پر کھڑی ہے — ارے

… فاروق نے بوکھلا کر کہا اور سر اوپر اٹھا کر

… انداز میں بولا:

… یار — تم مذاق کر رہے ہو — اوپر کوکین کی چھت

… ان راکٹوں کی صورت میں موت تمھارے سامنے

… کر بولا۔

… سامنے کھڑا ہونا یار — سر پر کیوں کہتے ہو — اور

… ہونا چاہیے — سامنے کھڑی موت کی ہمیں کوئی

پروا نہیں ہوتی — تم شوق سے فائر کر سکتے ہو۔"

"بھئی — ان لوگوں کو شاید ہمیں ختم کرنا ہو گا۔" ایک

چلو کوئی بات نہیں — دو کروڑ ڈالر کے بدلے

ذرا فرش ہی دھونا پڑے گا — دھو لیں گے۔"

نے کہا۔

"تو پھر کر دو فائر۔" ایک نے کہا۔

"ہاں ہاں کرو — تمھارے ابا جان کی حکومت

یہ نہیں دیکھتے — خود تمھارے پیچھے موت ناچ رہی

چکی ہے۔" فاروق نے مسکرا کر کہا۔

"کیا مطلب —" دونوں خوف زدہ انداز میں

منور علی خان اور انسپکٹر جمشید

اتنا ہی وقت کافی تھا — اس طرف منور

حملہ آور پر چھلانگ لگائی اور دوسری طرف

نے —

دونوں نے انھیں چھاپ لیا — اور

لمحے رائفلیں ان کے ساتھیوں کے قبضے میں

چند زور دار مکے رسید کر کے وہ اٹھ کھڑے

"اب مہربانی فرما کر تم ہاتھ اوپر اٹھا دو

طرف بڑھو — ہم تمھیں وہی سزا دینا پسند کریں

نے ہمارے لیے تجویز کی تھی۔" انسپکٹر جمشید سرد آواز میں

لے۔

"نن — نہیں —" وہ لرز اٹھے۔

"بھئی — اس میں لرزنے اور کانپنے کی کیا بات ہے —

دوسروں کے ساتھ جیسا سلوک کرنا پسند کرتے ہو — وہی

اپنے لیے بھی تو پسند کرو نا — اب ہنسی خوشی

کی طرف جاؤ اور چھلانگیں لگا دو۔"

"نن — نہیں —" وہ پھر کانپ کر بولے۔

"پھر وہی نن نہیں — کیا اس کے علاوہ اور کوئی بات

نہیں آتی۔" انسپکٹر کامران مرزا ہنسے۔

"ہمیں معاف کر دیں — معاف کر دیں۔"

"معاف تو کر دیں — لیکن ہمیں مستقل طور پر تمھاری نگرانی

کرنا پڑے گی — ہم اپنا کام کریں یا تمھاری نگرانی۔" منور

علی خان نے منہ بنایا۔

"نگرانی کی ضرورت نہیں — آپ ہمیں کسی کیبن میں بند

کر کے تالا لگا دیں — واپسی پر ہمیں باہر نکال دیجیے گا۔

ہم دونوں ہم خشک خوراک کھاتے رہیں گے۔"

"ہمیں کیا معلوم — کیا خبر — تم کیبن کسی طرح کھول لو۔"

انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"ہوں ـــ نہیں ـــ" وہ ایک ساتھ بولے۔

"اچھا خیر ـــ تمہارے بارے میں غور کرتے ہیں۔" پروفیسر داؤد بولے۔

"غور کرنے کی کیا ضرورت ہے ـــ انہیں سمندر میں [illegible] دینا ہی بہتر ہو گا ـــ سانپوں سے دوستی مہنگی ہی پڑے گی۔" شوکی نے جلدی سے کہا۔

"شوکی کا خیال بھی ٹھیک ہے ـــ چلو بھئی ـــ تم سمندر میں چھلانگ ہی لگا دو۔"

"ہم ـــ مارے گئے ـــ کیا آپ اپنا فیصلہ تبدیل نہیں کر سکتے۔"

"دراصل کوئی راستہ نہیں سوجھ رہا ـــ اگر چاروں طرف [illegible] نہ ہوتا تو اور بات تھی۔"

"ایک اور ترکیب ہے۔" ان میں سے ایک نے کہا۔

"چلو بتا دو ـــ اگر قبول کرنے کے لائق ہوئی تو ضرور مان لیں گے۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"نزدیک ہی ایک جزیرہ آنے والا ہے ـــ ہمیں اس کے قریب اتار دیں ـــ واپسی پہ آپ کا جی چاہے تو ہمیں لے لیجیے گا ـــ ورنہ ہم کسی جہاز یا لانچ پر [illegible] لے لیں گے۔"

"یہ بات منظور کی جا سکتی ہے ـــ کیوں جمشید۔" پروفیسر [illegible] بولے۔

"لیکن یہ ہمارے خلاف کوئی اور چال چل سکتے ہیں۔" شوکی [illegible] بنا کر کہا۔

"چلتے ہیں تو چلنے دیں ـــ ان کی پہلی چال ہی نے [illegible] بگاڑ لیا۔" فاروق نے جل کر کہا۔

"تو یہ ٹھیک ہے ـــ ہم انہیں جزیرے پہ اتار [illegible] ہیں۔"

"بہت بہت شکریہ۔"

"لیکن بھئی ـــ واپسی پر کیا ہو گا ـــ جب تم لوگ لانچ [illegible] نہیں پہنچو گے تو تمہارے ڈائریکٹر صاحب کیا ہمیں [illegible] میں گے۔"

"بھلا ہم کیا کر سکتے ہیں۔" ایک نے کہا۔

"ہوں خیر ـــ دیکھا جائے گا۔"

ان کا سفر جاری رہا ـــ پھر جزیرہ نظر آ [illegible]

"بس اب چھلانگیں لگا دو ـــ یہاں سے تو تم جزیرے [illegible] پہنچ ہی سکتے ہو۔"

"ہاں! آپ کا بہت بہت شکریہ ـــ آپ لوگ بہت

اچھے ہیں — ان حالات میں بھی ہم پر رحم کر رہے ہیں۔
ہم آپ کی جگہ ہوتے تو شاید کبھی رحم نہ کرتے — آپ ل
کون ہیں۔" ایک نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"ہم مسلمان ہیں — ایک اللہ کو ماننے والے۔"

"اوہ — مسلمان۔" وہ بولے۔

"ہاں! ویسے بھئی — سچ تو یہ ہے کہ ہم نے اپنا
بدل دیا ہے۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"کیا مطلب — کیا آپ ہمیں یہاں نہیں اتار دیں
ایک نے گھبرا کر کہا۔

"ہاں! مسٹر جیکی — ہم تم لوگوں کو یہاں نہیں اتا
رہے۔"

"تو پھر — کیا آپ ہمیں — ہمیں۔" جیکی نے مرد
آواز میں کہا۔

"نہیں — تم غلط سمجھے — ہم تمہیں ہلاک نہیں کر
گے — بلکہ اپنے ساتھ ہی لے جائیں گے — میرا خیال
اب تم دونوں کا ذہن بدل گیا ہے۔"

"ہاں! ہم اپنے اندر تبدیلی تو بہت محسوس کر رہے
جیکی نے کہا۔

"اچھا — یہ لو اپنی رائفلیں — اگر ہمیں مار کر تم

کا فائدہ حاصل کرنا ہی چاہتے ہو تو یہ کر ہی گزرو۔"
انسپکٹر جمشید نے دونوں رائفلیں ان کی طرف اچھال
پہلے رائفلیں وہ اپنے قبضے میں لے چکے تھے۔
ارے — یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔" فاروق نے
کہا اور رائفلوں کی طرف لپکا۔
فاروق — ہم اپنے ایمان کی طاقت آزمانا چاہتے ہیں۔
سلوک نے انہیں واقعی بدل دیا ہے — تو یہ
ساتھ ہی سفر کریں گے — ورنہ ہم سمندر میں
لگا دیں گے — پھر جینے کا فائدہ بھی کیا۔"
گونج دار آواز میں کہا

ان کا فیصلہ بہت ہی عجیب اور سنسنی خیز
اور اس کے ساتھی نے پر سکون انداز میں
ہیں — پھر رائفلیں ان کی طرف تان دیں — اور
کر ان کی طرف دیکھتے رہے — آخر جیکی

اب ہم رائفلیں نہیں چلا سکتے — ہم اپنے
کی ہمت نہیں پا رہے۔" ان الفاظ کے ساتھ
نے رائفلیں پھینک دیں —
اور ان کے چہروں پر مسکراہٹیں تیر گئیں —

"اب تم ہمارے ساتھ چلو گے۔" انسپکٹر کامران …

"بہت بہت شکریہ — ہم اس وقت عجیب سی کیفیت …
ہیں — تھوڑی دیر پہلے ہم پر صرف دولت کا بھوت …
اور اسی بھوت کی موجودگی میں انسانیت نام کی کوئی …
اندر نہیں تھی — لیکن اب ہم اپنی دنیا بدل بدل …
ہیں — پتا نہیں ایسا کیوں ہے۔" جیکی نے کھوئے …
انداز میں کہا۔

"اسے انسان کی کایا پلٹ کہہ سکتے ہیں — موت …
کے قریب سے گزر گئی اور آپ دونوں نے دیکھ …
زندگی کچھ بھی نہیں — لہٰذا آپ کے خیالات بدل …
اس دنیا میں اکثر لوگوں کے ساتھ ہوا ہے — اب …
خوش ہونا چاہیے۔" پروفیسر داؤد بولے۔

"ہم — ہم بہت خوش ہیں۔" جیکی نے کہا۔

"آپ کے ساتھی کا کیا نام ہے۔" انسپکٹر جمشید …
پوچھا۔

"کاگ —" وہ بولا۔

"شکریہ — اب میں اپنا اور اپنے ساتھیوں کا تعارف …
دیتا ہوں۔" انسپکٹر جمشید نے کہا اور تعارف کرانے لگے …

تھوڑی دیر بعد وہ پھر پرسکون انداز میں …

… گے۔" ایک انسپکٹر جمشید بولے۔

… جیکی اور کاگ — آپ ہمیں برموڈا ٹرائی اینگل کے بارے
… سکتے ہیں؟"

… — ٹرائی اینگل —" جیکی نے ایک طویل سرد آہ بھری۔

… برموڈا ٹرائی اینگل؟"

… آپ اس کے بارے میں کیا جاننا چاہتے ہیں؟"

… سب کچھ — جو اس کے بارے میں کوئی ہمیں بتا
… ے۔" انسپکٹر کامران مرزا مسکرائے۔

… پھر — اس سلسلے میں ہم سے بہتر آدمی آپ کو
… مل سکے گا۔" جیکی نے کہا۔

… وہ کیسے؟" آصف نے بے چین ہو کر کہا۔

… اس طرح کہ — میرے والد ایک بہت مشہور سیاح تھے
… کے والد ان کے نائب تھے — ساری زندگی انھوں نے
… میں گزاری — جہاز رانی کے علاوہ کوئی کام نہ کیا —
… ٹرائی اینگل کے بارے میں انھوں نے ہمیں ایسی ایسی
… باتیں بتائی ہیں کہ کیا کسی نے کبھی سنی ہوں

… تب تو یہ ہماری خوش قسمتی ہے — کہ ہم نے
… دونوں کو موت کے گھاٹ نہیں اتارا۔"

"لیکن ہم تو اسے اپنی خوش قسمتی خیال کر رہے ہ...
نے حیران ہو کر کہا۔

اور وہ مسکرا دیے۔ فاروق بولے بغیر نہ رہ...
"معلوم ہوتا ہے مسٹر کاگ بہت خوش مزاج ہیں...
"یوں سمجھ لیں۔ ویسے آپ لوگوں کے ارادے کیا...
"ہم برموڈا ٹرائی اینگل کا راز جاننے کے لیے...
ہیں۔"

"ناممکن۔" دونوں ایک ساتھ بولے۔

"کیا مطلب؟"

"جہاز غائب ہونے کا پہلا واقعہ ۱۸۰۰ء میں...
گویا قریباً ڈیڑھ سو سال گزر چکے ہیں پہلے واقعے...
اس وقت سے آج تک اخبارات، رسائل اور کئی د...
ملکوں کے سائنس دان ایڑی چوٹی کا زور لگا چکے...
تو وہ اس راز کو معلوم کر سکے۔ اور نہ جہازوں...
ہونے کے سلسلے کو ہی روک سکے۔ پھر بھلا آپ...
سکیں گے۔"

"ہمارے ساتھ بھی ایک سائنس دان ہیں۔ ا...
علاوہ ہم میں ایک اور خاص بات بھی ہے۔" انسپکٹ...
معنی خیز انداز میں مسکرائے۔

"... اس بات کیا ہے۔" جیکی نے الجھن کے عالم

"... وقت بتائیں گے۔ پہلے تو آپ وہ تمام باتیں
...یں۔ جو آپ نے اپنے والدین سے سنی ہیں۔" انسپکٹر
...دا نے جلدی جلدی کہا۔

...ہر۔ اطمینان سے بیٹھ جائیں۔ اور یہ یقین کر
...ہم آپ لوگوں کو ہرگز ہرگز دھوکا نہیں دیں
...طرف سے بالکل بے فکر ہو جائیں۔" جیکی بولا۔

...م پہلے ہی ہو چکے ہیں۔"

...میرا مشورہ مانیں۔ اور برموڈا سے پہلے ایک
...کو چلیں۔ وہاں ہم آپ کو ایک چیز دکھائیں
...انگیز چیز۔"

"...ہم برموڈا والے معاملے کے علاوہ فی الحال کسی
...چیز میں دلچسپی نہیں لے سکتے۔"

...میرا مطلب نہیں سمجھے۔ اس چیز کا تعلق بھی برموڈا
...ہے۔"

...تب ہم ضرور چلیں گے۔"

...پھر۔ لانچ کو مجھے چلانے کی اجازت دیں۔"

انھوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ جیسے

کو رہے ہوں — کیا ان پر اس حد تک اعتماد کیا جا...
انسپکٹر جمشید نے فوراً کہا۔

"ضرور — کیوں نہیں — خان رحمان — تم ...
آدھ گھنٹے بعد وہ ایک جزیرے کے ...
رہے تھے — ساحل پر بھی انھیں ایک بہت پرا...
چھوٹا جہاز نظر آیا — جسے رسے کے ایک بہت ...
کے ساتھ باندھ دیا گیا تھا — رسے کا دوسرا ...
سوراخ کر کے باندھا گیا تھا —

انھوں نے اس جہاز کو حیرت بھری ...
دیکھا — پھر ان کی نظریں جیکی اور کاگ پر جم گئیں۔

"کیا آپ ہمیں یہاں — یہ جہاز دکھانے ...
لائے تھے؟"

"ہاں!" دونوں ایک ساتھ بولے۔

"اس میں کیا خاص بات ہے — اور اس کا ...
اینگل سے بھلا کیا تعلق ہے؟" آصف نے بے چین ...

"ریت پر تشریف رکھیے — پہلے ہم اس جہاز ...
میں وضاحت کریں گے — پھر آپ جہاز کا معائنہ ...
یہ اچھا ہی ہوا کہ ہماری ملاقات آپ لوگوں سے ...
ہم دوست بن گئے — ورنہ آپ نہ جانے کب تک ...

...لے کہ ہم بہت پرانے عادی ہیں، اس کی آپ
... مسکرایا۔

...کی نے اسے ایک لمحے کے لیے گھورا، پھر

...جہاز کی کہانی برموڈا تکون کی کہانیوں میں سے
...عجیب ہے، اور یہ کہانی بہت کم لوگ

...بہت کم لوگوں میں آپ دونوں بھی شامل
...ت ہے نا؟" آفتاب نے جل کر کہا۔

...بالکل ٹھیک سمجھا — خیر اب میں کہانی بیان
...خیال رہے — ٹھیک پانچ گھنٹے کے سفر
...موڈا کے قریب پہنچے — لیکن اب چوں کہ
...جزیرے پر آ گئے ہیں — اس لیے ہمارا
...گھنٹے کا بن گیا ہے۔"

...ت نہیں۔" انسپکٹر کامران مرزا نے کہا۔

...انتہا کا ہے — اس میں تیرہ سو مسافر
...اس جہاز کو آئرلینڈ پہنچنا تھا — سفر سات
...جہاز بالکل درست حالت میں تھا — سمندر
...تھا — اس کے ملاح بھی بہت تجربہ کار تھے

ان کی ساری زندگی بحری جہازوں میں ہی گزری تھی—
روانہ ہوا—چار دن تک اس کا سفر جاری رہا—
رہے—لیکن چوتھے دن اچانک ایک پیغام ملا—
آواز میں کہہ رہا تھا:

"ہم—ہم نہ جانے کہاں ہیں—ہماری مدد کی…
کی جائے—ہم نہیں جانتے—ہمیں کیا ہو رہا ہے—
ساتھ کیا کیا جا رہا ہے—کوئی—"

اور پھر کپتان کی آواز ڈوب گئی—انشارجی کے…
اور لانچیں اور ہوائی جہاز اور ہیلی کاپٹر اس جہاز کی…
لیے دوڑ پڑے—لیکن انہیں سطح سمندر پر کوئی جہاز…
تلاش جاری رہی—آخر تلاش کرنے والے اس…
جہاز موجود تھا—بالکل درست حالت میں—لیکن ان…
ایک بھی نہیں تھا—نہ عملے کا کوئی آدمی موجود…

"اوہ!" ان سب کے منہ سے ایک ساتھ نکلا

"اس کے بعد پورے جہاز کو چیک کیا گیا—اب…
انگیز بات یہ سامنے آئی کہ کپتان کا پیغام ملنے…
ٹوٹ کیا گیا تھا—اس وقت تک جہاز کا…
چکا تھا—اس سے زیادہ تیل خرچ نہیں…
بالکل محفوظ تھا—جب کہ—"

…ب کر گیا—
…جب کہ برموڈا تکون جہاں سے سات گھنٹے کے راستے
…—جہاز وہاں سے یہاں تک آیا—لیکن ان سات گھنٹوں
…ایک قطرہ تیل بھی خرچ نہیں ہوا—یہ اس وقت
…انگیز ترین واقعہ تھا—اور انشارجی کی ٹیم حیرت کا بت
…رہ گئی تھی—بلکہ جن لوگوں کے علم میں بھی یہ واقعہ
…کی سٹی گم ہو گئی—آج تک اس بات کا کوئی جواب
…نہیں کیا جا سکا—اور اب تو ایسے اور نہ جانے کتنے واقعات
…چکے ہیں—اب آپ چاہیں تو اس جہاز کا معائنہ کر سکتے
…اس وقت یہ بالکل درست حالت پر تھا—لیکن چونکہ
…بہت عرصہ گزر چکا ہے—ہوا، دھوپ اور سمندری
…کی وجہ سے یہ اپنا رنگ اور روپ کھو چکا ہے—
…جگہ سے ٹوٹ پھوٹ بھی چکا ہے—"یہاں تک
…جی خاموش ہو گیا۔

…سوال انتہائی حیرت انگیز ہے—اور اگر ہم نے پہلی مرتبہ
…سی ہوتی تو اس وقت ہمارا حال بھی وہی ہوتا—جو
…ان کا ہوا تھا—لیکن اب چونکہ ہم ایسی بہت سی باتیں
…چکے ہیں—لہٰذا صرف جہاز کو دیکھ کر آگے چلتے ہیں۔"
…انسپکٹر جمشید بولے۔

"لیکن آپ لوگوں نے ایک بات اب تک نوٹ نہیں کی
مسکرایا۔

"اور وہ کیا؟" ان کی آوازیں ابھریں۔

"اس وقت تک جو جہاز بھی غائب ہوئے — مسافروں سمیت
جہازوں کا بھی کوئی پتا نہیں چل سکا — یہ واحد واقعہ ایسا
جس کے مسافروں کا آج تک پتا نہیں چل سکا — اور جہاز بالکل
محفوظ رہا تھا۔"

"ہاں ٹھیک ہے — لیکن اب ایک ایسا واقعہ بھی ہو چکا ہے
کہ جہاز اور مسافر بحفاظت واپس آ گئے ہیں — وہ نہیں
جانتے — تین گھنٹے تک وہ کہاں رہے ہیں — لیکن ہیں
خیریت سے۔" خان رحمان جلدی سے بولے۔

"اس قسم کے تو کئی واقعات ہو چکے ہیں — لیکن بڑی
طاقتیں ان واقعات کو چھپا رہی ہیں — تاکہ دنیا میں خوف و
ہراس نہ پھیلے — دراصل سمندر میں یہ حصہ آمدورفت کے
لیے بہت اہم ہے — ان گنت بحری جہاز اس سے گزرتے ہیں
اور ہوائی جہاز بھی اس پر سے گزرتے ہیں — ان تمام باتوں
کے باوجود اس راستے کو ترک نہیں کیا جا سکتا — یہ ایک
بڑی مجبوری ہے۔"

"ہوں ٹھیک ہے — اب ذرا ہم جہاز کو دیکھ لیں

ر اور یاد آ گیا — وہ بھی سن لیں — آپ کی معلومات
میں اضافہ ہو گا۔"

"ضرور —" انسپکٹر جمشید نے خوش ہو کر کہا۔

"آج سے تقریباً پینتالیس سال پہلے انشارجہ کے پانچ جنگی طیارے
پرواز ہوئے — اور برمودا تکون پر سے گزرے —
ہو گئے — آج تک ان پانچوں کا کوئی نشان تک نہ

"واقعی یہ بھی بہت دلچسپ واقعہ ہے — اور سنسنی خیز
اب جہاز کو دیکھ لیں۔" انھوں نے اٹھتے ہوئے

"نہیں — نہیں — ہم دونوں جہاز پہ قدم نہیں رکھیں گے۔"
سعید پڑتے ہوئے کہا۔

"یں —" وہ حیران رہ گئے۔

"لوگ اس کے نزدیک آتے ہوئے بھی ڈرتے ہیں —
ہے کہ جو کوئی اس جہاز پہ چڑھے گا — وہ بھی
ہو جائے گا۔"

"کیا آج تک اس پہ کوئی نہیں چڑھا؟"

"ہوائی ٹیم کے لوگ ضرور چڑھے تھے — لیکن جلد ہی
ہو کر اتر آئے تھے۔"

"خیر — آپ دونوں نیچے ہی رہیں۔"

وہ جہاز پر چڑھ گئے اور اس کا ایک ایک
دیکھنے لگے — لیکن اتنا عرصہ گزر جانے کے بعد بھلا انہیں
مل سکتا تھا — جب کہ پینتالیس سال پہلے کوئی سراغ
تھا — لہٰذا وہ واپس آ گئے اور لانچ پر سوار ہو گئے
ان کا سفر پھر شروع ہو گیا — جیکی اور کاگ راستے
بھر ان کی باتیں کرتے رہے — لیکن ان کی معلومات
اضافہ نہ کر سکے۔

"مسٹر جیکی — آپ ہمیں برموڈا تکون کی نہیں — ؟
جزیرے کی باتیں بتائیں — ہم نے سنا ہے —
سال پہلے تک اس جزیرے پر لوگوں کی آمد و رفت تھی —
آباد تھا — لیکن پھر ان واقعات کی بنا پر لوگ اس
کی رہائش چھوڑتے چلے گئے — یہاں تک کہ جزیرہ
خالی ہو گیا — یہ بھی کوئی عجیب بات نہیں — عجیب بات
یہ ہے کہ اس کے بعد اس جزیرے کے چاروں طرف
چٹانیں بن گئیں — ایسی چٹانیں جن پر چڑھا نہیں جا سکتا
طرح جزیرے کے اندر داخل ہونا قریب قریب ناممکن ہو
بلکہ ہوائی جہاز بھی نہیں اتر سکتے — کیونکہ اوپر اس
نوکیلی چٹانیں ہیں کہ جہاز ان سے ٹکرائے بغیر ا

رہتا — ہیلی کاپٹر بھی آتا ہے گئے — وہ بھی جزیرے
سکتے — آخر ایسا کس طرح ہو گیا؟"
بھی ایک راز ہے — لیکن اس راز کو ہم
ہے۔"
ہم یہ بات جانتے ہیں — کہ کچھ لوگ ہیں — جو
رے میں داخل ہونے کا راستا جانتے ہیں۔"
— کیا واقعی — یہ بات ہم آج پہلی بار سن رہے
کے لہجے میں بلا کی حیرت تھی۔
ہیں بھی اتفاق سے معلوم ہو گئی ہے — لیکن جو شخص
رے میں داخل ہونے کا راستا جانتا تھا — اس کو
دیا گیا ہے — تاکہ ہم اس سے کچھ معلوم نہ

خیال ہے — ہم تو اس خیال میں تھے کہ جو طاقت
کو غائب کر دیتی ہے — اسی طاقت نے برموڈا
پر بھی قبضہ کر لیا ہے — اور اس کے ارد گرد
کھڑی کر دی ہیں۔"
ہیں — یہ کارنامہ انسانی ہے — اسی لیے تو ہم برموڈا
ے میں داخل ہونے کا ارادہ رکھتے ہیں۔" انسپکٹر کامران
سکے۔

"ارے باپ رے —" دونوں نے گھبرا کر کہا۔

"ہم پہلے برموڈا جزیرہ دیکھیں گے اور پھر ای...

سیر کریں گے۔"

"چاہے غائب ہی ہو جائیں۔" کاگ نے بوکھلا کر ک...

"اگر ہماری قسمت میں یہی لکھا ہے — تو کیا کیا جا...

ہو جائیں گے غائب۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"لیکن اس طرح غائب ہونے کا ایک فائدہ ضرور...

گا۔" آفتاب مسکرایا۔

"وہ — وہ کیا۔" جیکی نے لرز کر کہا۔

"یہ کہ ہم غائب ہونے والوں کا راز جان لیں گے...

"ہاں — لیکن — کیا فائدہ — آپ دنیا کو بتا تو...

سکیں گے۔"

"کوئی بات نہیں — ہمیں تو معلوم ہو جائے گا۔"

"یہ ضروری نہیں جناب — غائب ہونے والوں کے...

الفاظ یاد کیجیے — ہماری مدد کی جائے — ہم نہیں جانتے...

ہم کہاں ہیں — ہمیں کیا ہو رہا ہے۔"

"ہاں جمشید — مسٹر جیکی ٹھیک کہہ رہے ہیں — غائب...

والے بھی مرنے کے وقت تک اس راز کو نہیں جان...

...ے،" پروفیسر داؤد بولے۔

"...فیسر صاحب — اب آپ ہی بتائیں — آخر یہ کیا

...ہو سکتا ہے۔"

"...ہیں سو سال سے بڑی طاقتوں کے سائنس دان

...معاملے کا کھوج نہیں لگا سکے — اس بارے میں

...وہاں پہنچنے سے پہلے کیا کہہ سکتا ہوں۔" پروفیسر داؤد

...بے چارگی کے عالم میں کہا۔

"...اس کا مطلب ہے — وہاں پہنچنے کے بعد آپ کچھ

...کی کوشش کریں گے۔"

"...کوشش ضرور کروں گا — لیکن کامیابی کی امید ایک

...بھی نہیں ہے۔"

"...ہاں — خیر — دیکھا جائے گا۔"

"...اور اب اگر اجازت ہو تو — ہم ایک بار

...پھر مہابھارت شروع کر لیں — ان دونوں

...کے آ جانے کی وجہ سے ہماری محاورات

...باتوں کے دنگل اور نوک جھوک کے

...کا پروگرام درمیان میں رہ گیا تھا۔" فاروق

...نے یاد دلایا۔

"ہاں ہاں ضرور — کیوں نہیں — لیکن ابھی
نماز کا وقت ہو چکا ہے۔"

انھوں نے وضو کیا اور نماز اد
لگے — جیکی اور کاگ حیرت زدہ انداز میں
دیکھنے لگے۔

سمندر کا حال

ے فارغ ہوئے تو جیکی نے حیران ہو کر کہا۔

"آپ لوگ کیا کر رہے تھے؟"

"اللہ تعالیٰ کی عبادت کر رہے تھے — جس طرح آپ گرجوں
تے ہیں نا — اور آٹھ دن میں ایک بار عبادت کرتے
اسی طرح ہم اپنے اللہ کی دن میں پانچ بار عبادت
تے ہیں۔" اشفاق نے انھیں بتایا۔

"ہر روز پانچ بار۔" جیکی نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں! بلکہ کچھ عبادت گزار بندے تو اس کے علاوہ بھی
ت کرتے ہیں — وہ زائد نمازیں بھی پڑھتے ہیں۔"

"ہماری عبادت اور آپ لوگوں کی عبادت میں بہت
ق ہے۔"

"فرق ہے — وہ کیوں؟"

"ہم اللہ کو ایک مانتے ہیں — اس کا مطلب ہے
اس جیسی طاقت کسی میں نہیں — وہ ساری کائنات
واحد مالک ہے، جو چاہے سو کر سکتا ہے —
اس کو روکنے یا ٹوکنے والا نہیں — اس کے کام
کوئی نہیں جان سکتا۔ وہ جب کسی کام کا ارادہ کرتا ہے
کہتا ہے کُن — اور وہ کام ہو جاتا ہے — وہ غیب
جاننے والا ہے، اس کے سوا غیب کا علم کوئی نہیں
ہاں وہ اپنے نبیوں کو غیب کی خبریں عطا فرماتا ہے
نبیوں کو اور بھی بہت سے علم عطا کرتا ہے — جو
لوگوں کو نہیں عطا کئے جاتے — اور پوری کائنات
سب سے زیادہ علم ہمارے نبی حضور اکرم حضرت
اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا — آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو
کمالات عطا فرمائے جو ایک لاکھ چوبیس ہزار کے لگ
پیغمبروں کو نہیں عطا فرمائے۔ اس لحاظ سے تمام انبیا
ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ بلند ہے
بلند ترین ہے — کوئی ان کے مرتبے کو نہیں پہنچ
لیکن وہ ہمیں یہی تعلیم دیتے نظر آتے ہیں — کہ جو
ہے — اپنے اللہ سے مانگو — اور کوئی دینے والا
— اور کوئی بگڑی بنانے والا نہیں — اور کوئی

حاجت روا نہیں — اور کوئی مشکل کشا نہیں — اس کی اپنی
اولاد نہیں — نہ وہ کسی کی اولاد ہے — نہ اس نے کسی کو
— نہ وہ کسی سے جنا گیا — وہ اکیلا ہے — یکتا ہے
جبکہ دوسرے مذاہب کے لوگ یہ عقیدہ نہیں
— آپ لوگ حضرت عیسیٰ کو اللہ کا بیٹا مانتے ہیں،
کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ نہ
کوئی اولاد ہے — نہ اس کی کوئی اولاد — اور یہ بھی
کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی امت کو بتا دیا تھا
کے بعد ایک نبی آنے والے ہیں — ان کا نام
احمد — ان کی پیروی کرنا لازمی ہے — ان الفاظ
اور عیسائی دنیا کو چاہیے تھا کہ وہ حضرت عیسیٰ کے
یاد رکھتے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف
کے بعد اور اسلام کا اعلان کرنے کے بعد ان پر
لے آتے — لیکن انھوں نے کیا یہ کہ آپ صلی اللہ
کی مخالفت شروع کر دی اور ایمان نہ لائے —
میں یہ وضاحت بھی ملتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم
سے پہلے عیسائی عربوں کو یہ کہا کرتے تھے کہ ایک
والے ہیں — حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان کی
آوری کی بشارت دی ہے — ہم ان کا انتظار کر رہے

ہیں ---- جونہی وہ آئیں گے ہم ان پر ایمان لے آئیں گے
پھر تم لوگوں سے نمٹیں گے ---- لیکن ہوا کیا ---- حضور نبی اکرم
عرب میں پیدا ہوئے اور وہیں انھوں نے اپنی نبوت کا
کیا ---- اس لیے انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت
نہ مانا ---- حالانکہ آثار اور نشانیاں سب کچھ ان کی کتب
عین مطابق تھیں ---- اور پھر ستم ظریفی یہ کی گئی کہ انجیل میں
بدل کر دیا گیا ---- چنانچہ اب انجیل میں وہ صفحات نہیں
---- جن میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کا ذکر
وہ صفحات رہنے دیئے جاتے تو پوری عیسائی دنیا اسلام
کرتی ---- لیکن عیسائیت کے سرکردہ لوگوں نے اس
اپنا کاروبار بند ہوتے دیکھا ---- اور انجیل کے الفاظ بدل
---- یہ ہے اصل قصہ ---- " انسپکٹر جمشید یہاں تک کہہ
کر خاموش ہو گئے۔

جیکی اور کاگ سکتے کے عالم میں ان کی باتیں سن
رہے تھے ---- آخر جیکی بولا۔

" آپ کی باتیں سن کر حیرت ہوئی ہے ---- اس سلسلے
اگر ہم زندہ واپس آ گئے ---- تو ہم تحقیق کریں گے!"

" ضرور تحقیق کریں ---- لیکن اس سے پہلے ایک
سُن لیں ---- جس کی موجودگی میں کسی تحقیق کی ضرورت نہ

...تو وہ جاتی ہے"
...کہ وہ یہ " کاگ جلدی سے بولا۔

...دنیا میں جتنے بھی نبی آتے ---- سب کے سب امی تھے
...یعنی ان پڑھ تھے ---- اس لیے کہ نبی تو امت کو
...کرنے کے لیے آتے ہیں ---- وہ تو اللہ تعالیٰ سے
...تے ہیں ---- اللہ تعالیٰ انھیں ہر قسم کا علم عطا فرماتا ہے
...لہٰذا دنیاوی لحاظ سے وہ ان پڑھ ہوتے ہیں ----
...ذرا غور کریں ---- ہمارے پیارے رسول حضرت محمد
...صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے چودہ سو سال پہلے نبوت کا
...کیا تھا ---- اور یہ بتایا کہ اللہ کا کلام ان پر نازل ہوتا
...اس کلام کو وہ اپنے ساتھیوں کے ذریعے لکھواتے
...وہ کلام اب قرآن کریم کی صورت میں موجود
...پہلی بات تو یہ کہ اس قدر بڑی ، جامع اور کائنات
...علوم کو گھیرے ہوئے کتاب ایک ان پڑھ آدمی لکھوا
...نہیں سکتا۔ اگر شخص سے فرض کر لیں کہ کسی طرح لکھوا دیتا
...تو آگے رہتی دنیا تک کے حالات کا کس طرح بتا
...قرآن کریم میں رہتی دنیا تک کے حالات درج
...اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں بھی قیامت
...کے حالات بتاتے گئے ہیں ---- قرآن کریم میں ایسی

عجوبہ باتیں بھی ہیں جو کہ آج کی سائنسی دنیا نے تسلیم کر لی ہیں
ان کے خاموش ہونے پر تیکی نے بھرائی ہوئی آواز میں [illegible]

"واقعی یہ باتیں بہت حیرت انگیز ہیں ۔۔۔ اور اس [illegible]
تو یہ بنتا ہے کہ ہم گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں، مسلمان [illegible]
راستے پر ہیں ۔۔۔ درست مذہب پر ہیں"

"ہاں ۔۔۔ یہی بات بتانے کے لیے میں نے یہ تفصیل بیان [illegible]
ہے" انسپکٹر جمشید پرجوش انداز میں بولے۔

"ہم وعدہ کرتے ہیں ۔۔۔ واپسی پر تحقیق کریں گے اور [illegible]
آپ کی باتیں بالکل درست ثابت ہوئیں تو عیسائیت چھوڑ [illegible]
گے"

"ضرور کیوں نہیں ۔۔۔ تحقیق بہت اچھی بات ہے" [illegible]
جمشید بولے ۔۔۔ کچھ دیر کے لیے پھر خاموشی چھا گئی [illegible]
محمن بولا۔

"آپ برموڈا ٹرائی اینگل کے بارے میں کچھ اور [illegible]
بتا سکتے ہیں"

"جو باتیں ہمیں معلوم تھیں ۔۔۔ یا جو یاد آئیں بتا دی ہیں [illegible]
کوئی اور بات یاد آئی تو وہ بھی بتا دیں گے"

"شکریہ" کئی آوازیں ابھریں۔

"اس کا مطلب ہے ۔۔۔ ہم ایک بار پھر آزاد ہیں [illegible]

… بالکل آزاد ہیں ۔۔۔ خوب پیٹ بھر لو ۔۔۔ لیکن برموڈا
… آنے کے بعد تمہاری چھٹی بالکل ختم" انسپکٹر کامران
… نے منہ بنایا۔

"… ہمارے ذہنوں پر بھی دراصل وہ ٹکرمن چھائی ہوئی ہے
ان حالات میں ہم باتیں کر ہی کیا سکیں گے" آصف
… دیا۔

"… ۔۔۔ یہ اور اچھی بات ہے کہ تم کچھ باتیں نہ کر سکو"
… خوش ہو گئے۔

"… کی بات نہیں ۔۔۔ برموڈا پر تو باتیں ہو ہی سکتی
… مسکرایا۔

"ہاں ٹھیک ہے ۔۔۔ ہم ضرور اس پر بات کریں گے
ہو سکتا ہے ۔۔۔ باتوں باتوں میں کوئی کام کی بات منہ
… بولے" آفتاب نے چہک کر کہا۔

"… باتیں لگا رکھی ہیں تمہیں باتوں کے علاوہ اور
… نہیں سوجھتا ۔۔۔" فرزانہ نے جھلا کر کہا۔

"… سوجھتا ہے ۔۔۔ اب میں گفتگو کا لفظ منہ سے ادا
…" وہ تیز لہجے میں بولا۔

"… ہیں آپ لوگ بھی ۔۔۔ کہیں آپ لڑنے والے تو نہیں
… نے گھبرا کر کہا۔

"ارے نہیں — ان ٹکروں میں تیل کہاں ہے" شوکی بولا۔

"جی ہاں — تیل تو بس ان ٹکروں میں ہے — " فوادی جیلانی

کوئی موقع آیا — اور یہ کرتوں میں گھسے نظر آتے ہیں،"
آفتاب نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ہمارا کام اس کے بغیر ہی چل جاتا ہے" اشفاق مسکرایا

"یہ اچھا طریقہ ہے — مار کھا کھا کر کام نکالنے کا —" آفتاب
نے منہ بنایا۔

"مار کھانا دراصل صحت کے لیے بہت مفید ہوتا ہے —
اخلاق نے کہا۔

"لیکن بھئی — اخلاق — تم کوئی خاص صحت مند تو نظر نہیں
آرہے" فاروق کے لہجے میں حیرت در آئی۔

"میں مار کم کھاتا ہوں نا — اس معاملے میں شوکی بھائی
سب سے آگے ہیں" اس نے جھینپ کر کہا۔

"ارے — خاموش — ورنہ مار بیٹھوں گا —" شوکی
جل کر کہا۔

"یہ مار بیٹھوں گا بھی بہت عجیب ہے — کیا یوں نہیں کہا جا
سکتا — مار کھڑا ہوں گا —" فاروق بولا۔

"تم ایسا کیوں نہیں کرتے — نئے نئے محاورات کی ایک کتاب
لکھ ڈالو —" آفتاب نے جھنجھلا کر کہا۔

مصنف بننے کا کوئی ارادہ نہیں — کیونکہ یہ بیکار
کام ہے"

— مصنفی بیکار لوگوں کا کام ہے — نہیں بھئی میں
نہیں مان سکتا — آج کل تو مصنف لوگ بہت کھاتے
ہیں —" گڈو نے نفی میں سر ہلایا۔

نہیں — چند ایک — باقی بے چارے تو بھوکے ہی
ہیں"

مصنفوں کی باتیں کیوں لے بیٹھے — کیا کوئی اور بات
کرنے کے لیے —" فرحت نے انھیں گھورا۔

— فرحت کی بھی آواز سنائی دی — میں تو بھوکی تھی —
تیرے منہ میں گھنگھنیاں ڈال کر چلی ہے" فرزانہ خوش
ہوئی۔

ہی ہو تو — تو کیا آپ نمک دان منہ میں ہی ہوتے ہیں —
ہوتی ہے —" فاروق نے منہ بنایا۔
تو جیسے کٹے کیوں جا رہے ہو!

کی صحت کا اثر ہو گیا ہے — بلکہ اس کی جوتی
لگ گیا ہے"

یہ تو بہت خطرناک اثر ہے — سنا ہے —
اتر آ —" آصف گھبرا کر بولا۔

"کیا — کون اثر —" پروفیسر داؤد بے دھیانی کے عالم
بولے۔

"جی — جوتی کا اثر —"

"جوتی کا اثر — کیا مطلب — کیا جوتی کا بھی کوئی اثر ہوتا
پروفیسر داؤد کے لہجے میں بلا کی حیرت تھی۔

"یہیے — جوتی کا اثر نہ ہونے کی بھی ایک ہی بات کہی آپ
نے — ان کو اثر تو کسی بھی چیز کا ہو سکتا ہے۔"

"ہاں — یہ بات تو ٹھیک ہے — مثلاً مجھ پر بے ہوشی کا
ہو رہا ہے — اور میں خود کو غائب محسوس کر رہا ہوں" فا
رحمان نے کہا۔

"ارے باپ رے — ہم برمودا کی حدود میں پہنچے نہیں اور
اثر شروع ہو گیا" شوکی کانپ اٹھا۔

"ویسے کتنا مزا آئے — اگر......" فاروق کہتا کہتا رک گیا
چہرے پر مسکراہٹ تھی۔

"اس طرح تو ضرور ہی مزا آئے گا۔ اگر تم درمیان میں اٹک
جاؤ گے۔" محمود نے اسے گھورا۔

"میں کہہ رہا تھا — کتنا مزا آئے اگر ہم سب برمودا کی
میں کچھ لمحوں کے لیے غائب ہو جائیں — یعنی انشارجہ کے
جہاز کی طرح — جو ہمارے ملک میں تین گھنٹے دیر سے پہنچا۔

مسافروں کی گھڑیاں وہی ٹائم بتا رہی تھیں — جو
پہنچنے کا تھا — اور جہاز کا تیل بھی اتنا ہی خرچ ہوا
ہوتا تھا — بلکہ فاصلہ بھی جہاز نے وہی بتایا
طے کرتا رہا ہے — ظاہر — تین گھنٹے
تکون میں رہا — ان تین گھنٹوں کا حال اس
اور مسافروں کو بالکل معلوم نہیں۔"

اچھا — تو آپ لوگوں کے ساتھ بھی ایسا واقعہ ہو
— جیکی چونک کر بولا۔

ساتھ نہیں — انشارجہ سے روانہ ہو کر ہمارے ملک
پہنچنے والے ایک جہاز کے ساتھ۔" فاروق
بات کی۔

مطلب ہے — اس قسم کے واقعات اب تین
ہو چکے ہیں — تین واقعات تو ہمارے علم میں
یاد آیا — ایک جہاز کے عملے کی طرف سے یہ
ہوا تھا — یعنی آخری پیغام۔

ویسا نہیں ہے جیسا ہونا چاہیے۔"
جانے والے قطب نما ہمیں رستہ نہیں بتا رہے۔
دور کریں۔ ہم نہیں جانتے ہمیں کیا ہو رہا ہے۔
— وہ آخری پیغام جو ایک جہاز سے موصول ہوا۔

اور پھر ان کی آواز نہ سنی گئی — جیکی حسرت زدہ آواز ...

"میرے جسم میں سنسنی کی لہریں اُٹھ رہی ہیں — خوف ...
ہو رہا ہے محاس پر — منور علی خان نے ڈرے ڈرے ...
میں کہا۔

"اور منور علی خان — تم ہی ہمارے درمیان وہ واحد ...
— جو برموڈا جزیرے کو پہلے ایک دفعہ دیکھ چکے ...
لیکن اب برموڈا جزیرہ بھی پہلی حالت میں کہاں ہے"

" اور وہ لوگ کہاں ہیں۔ جو ہمارے راستے میں رکاوٹ ...
رہے تھے — ہمیں اس معاملے میں دخل دینے سے روک ...
چاہتے تھے — اب ان سے سامنا ہی نہیں ہوا"

" وہ یہ محسوس کر چکے ہیں کہ ہم ان کی ایک نہیں ...
اور نہ کوئی چلنے دیں گے، اس لیے بے چارے ...
الگ ہو گئے" — آصف نے خیال ظاہر کیا۔

"ہاں! یہی کہا جا سکتا ہے — یہ بات بھی ہو سکتی ہے ...
ان کا دائرہ کار مشترکہ ہو اور جب کوئی شہر سے نکل ...
تو ان کا کام ختم — پہ وہ آگے اطلاع بھیج دیتے ہوں ...
کہ کچھ لوگ ہماری حد سے نکل کر آپ کی حد میں آ رہے ...

"ہوں! ضرور کوئی ایسی ہی بات ہوگی — اب یہ ...
چل کر معلوم ہو گا —"

... جاری رہا — آخر سات گھنٹے بعد کاگ کی آواز
... چونکا دیا۔ برموڈا کی چٹانیں"
... نظریں اٹھ گئیں — پھر ان کے منہ مارے خوف
... کھلے رہ گئے — اس قدر بلند اور نوکیلی چٹانیں
... زندگی میں پہلی مرتبہ دیکھی تھیں — وہ چاندی کی
... تھیں — یوں لگتا تھا — جیسے ان پر برف منڈھ
... — سورج بھی اس وقت نکلا ہوا تھا — سورج کی
... پر چٹانیں عجیب چمک پیدا کر رہی تھیں۔ اور
... مسلسل دیکھا نہیں جاتا تھا۔

... ہم برموڈا جزیرے تک پہنچ گئے" — انسپکٹر
... بولے۔

... — اور اس کے دوسری طرف وہ تکون ہے۔
... ہم اب تک کرتے رہے ہیں — سمندر کا یہ ٹکڑا
... ہزار میل میں پھیلا ہوا ہے"

... — دو تین ہزار میل — کیا ہماری لانچ میں
... ہو گا" منور علی خان بولے۔

... بہت بڑا ذخیرہ رکھا دیا گیا تھا" — ڈی کورا
... کرا دیا۔

... — پہلے ہم اس جزیرے میں داخل ہوں گے"

انسپکٹر جمشید بولے۔

"لیکن کیسے ــــ جزیرے میں داخل ہونے کا ایسا کوئی

راستہ نہیں ہے ــــ" کاگی نے کہا۔

"راستہ ہے ــــ ہمیں یقین ہے ــــ اور ہم وہ راستہ تلاش

کر کے رہیں گے۔ آخر اس جزیرے کے اردگرد یہ چٹانیں کہاں

سے آگئیں ــــ جب کہ پندرہ سال پہلے اس کے گرد اس

طرح کی چٹانیں ہرگز نہیں تھیں۔" انسپکٹر کامران مرزا نے پُر

لہجے میں کہا۔

"ہاں! اس بات کا گواہ میں ہوں ــــ میں اس جزیرے پر

چند دن گزار چکا ہوں ــــ" منور علی خان بولے۔

اچانک انھوں نے ایک آواز سنی ــــ ایک عجیب تیز

ــــ انھوں نے اپنی زندگی میں اس جیسی آواز پہلے نہیں

تھی ــــ نہ جانے کیوں ــــ ان کے رونگٹے کھڑے ہو

ــــ دوسری حیرت انگیز بات یہ ہوئی کہ لانچ خود بخود

گئی تھی۔

دیواریں بولتی ہیں

"مالک ــــ یہ کیسی آواز تھی ــــ" فاروق نے لرز کر کہا۔

"اور اور ــــ ہماری لانچ کیوں رک گئی ہے۔"

"لے..... میں اسے سٹارٹ کرنے کی کوشش کر رہا ہوں

ــــ لیکن یہ نہیں چل رہی ــــ" منور علی خان نے

کہا۔

"اللہ اپنا رحم کرے ــــ ابھی تو ہم اس تکون کی حدود میں

نہیں ــــ" آفتاب نے کہا۔

"ــــ ابھی تو ہم برمودا جزیرے سے بھی فاصلے پر ہیں۔"

"پروفیسر صاحب ــــ آپ خان رحمان کی مدد کریں ــــ ہم سمندر

جائزہ لیتے ہیں۔"

"اچھی بات ہے۔" وہ بولے اور کنٹرول روم کی طرف

گئے۔

انھوں نے سمندر پر نظریں جما دیں ــــ اور دور دور تک کوئی

عجیب یا غیر معمولی بات نظر نہیں آئی۔

"کچھ نہیں ہے ۔۔۔ کچھ بھی نہیں۔"

"لیکن وہ آواز ۔۔۔ اور لانچ کیوں رک گئی۔"

"یہ ۔۔۔ یہ شارٹ ہو گئی ہے ۔۔۔" خان رحمان چلائے۔

"شاید اس آواز کا اثر ختم ہو گیا ہے ۔۔۔" پروفیسر داؤد نے

"آواز کا اثر ۔۔۔" ان کے منہ سے نکلا۔

چہروں پر اڑنے والی ہوائیاں آہستہ آہستہ کم ہوتی چلی گئیں۔

۔۔۔ وہ چٹانوں سے نزدیک ہوتے چلے گئے۔ اب چٹانیں ان کے
کے سامنے تھیں ۔۔۔ سمندر کی لہریں ان سے پرسکون انداز میں
ٹکرا رہی تھیں۔

"کیا خیال ہے ۔۔۔ ہم ان پر چڑھ سکتے ہیں۔" انسپکٹر جمشید
بولے۔

"ہرگز نہیں ۔۔۔" منور علی خان نے پرزور لہجے میں کہا۔

"ہاں ۔۔۔ لیکن ۔۔۔ ہمیں جزیرے میں داخل ہونا پڑے گا

۔۔۔ منور علی خان ۔۔۔ تمہارا آنگڑا کہاں گیا۔" انسپکٹر کامران
مرزا نے جھنجھلا کر کہا۔

"آنگڑا بھلا یہاں کیا کرے گا۔"

"کیوں ۔۔۔ کیا ہم آنگڑے کو ان نوکیلی چٹانوں تک نہیں
اچھال سکتے۔"

...ایسا ہی ہوتا ہے کہ آنگڑا اس قدر اونچائی تک نہیں پھینک
...اور اگر پھینک بھی دیں ۔۔۔ آنگڑا کسی نوکیلی چٹان
...میں پھنس جائے ۔۔۔ تو بھی کیا ہے ۔۔۔ ہم میں کون ایسا ہے
...رسی کے ذریعے اوپر وہاں تک جا سکے گا ۔۔۔ کامران
...یہاں تھوڑی چٹانیں ہیں ۔۔۔ اگر قدرے ٹیڑھی ہوتیں ۔۔۔
...امکانات کا جائزہ لے سکتے تھے ۔۔۔" منور علی خان
...دیکھتے ہوئے بولے۔

...آخر کوہ پیما بھی تو چڑھتے ہیں ۔۔۔"

...لیکن وہ کہیں ٹھوک کر اوپر چڑھتے
...ہیں۔"

...ہم بھی کیلیں ٹھوک سکتے ہیں ۔۔۔ ہمارے پاس
..." انسپکٹر جمشید بولے۔

...پہلا کام آنگڑا پھنسانے کا ہے ۔۔۔ میں کوشش
..." منور علی خان بولے۔

...منور علی خان ۔۔۔ تم کامیاب نہیں ہو سکو گے۔ انسپکٹر
...مسکرائے۔

...مطلب ۔۔۔"

...ہے کہ تم ذہنی طور پر پہلے ہی شکست مان چکے ہو۔
...چکے ہو کہ آنگڑا اوپر تک نہیں پہنچ سکے گا ۔۔۔

جو آدمی پہلے ہی ذہنی طور پر شکست کھا چکا ہو —— وہ کا
نہیں ہوا کرتا —— اس لیے تم آگے لا مجھے دو۔"
"ایک منٹ —— ہم اس میکر وڈائیور کو بھول رہے
—— یعنی ساگو کو۔"
"اوہ ہاں —— واقعی —— اسے جزیرے میں واپس بھیج
راستہ معلوم تھا —— اس کا مطلب ہے —— انہیں کے اند
پڑھنے کے بجائے —— پہلے ہمیں وہ راستہ تلاش کرنا چاہ
"اس غرض کے لیے پہلے جزیرے کے گرد ایک چکر لگا
گا۔" انسپکٹر جمشید بولے۔
"تو ٹھیک ہے —— چکر لگا لیتے ہیں۔"
لانچ جزیرے کے گرد چکر لگانے لگی —— یہ کوئی چھ
جزیرہ نہیں تھا —— بہت لمبا چوڑا جزیرہ تھا —— چکر لگانے کے
دوران منور علی خان نے بتایا۔
"پندرہ سال پہلے تو اس جزیرے میں پورا ایک شہر آباد
"اس کا مطلب ہے —— ہمیں چکر لگانے میں ایک گ
لگ جائے گا۔" شوکی بولا۔
"تو لگ جائے —— ہمیں گھنٹے کا کرنا ہی کیا ہے۔"
فاروق مسکرایا۔
پورے جزیرے کا چکر لگانے میں دو گھنٹے صرف ہو

دوران انہوں نے سکون کے حصے کو بھی دیکھا —— دوربینوں کے
اس کا جائزہ لیا۔ لیکن کوئی عجیب بات محسوس نہ ہوئی ——
ختم ہونے کے قریب تھا —— ایسے میں پروفیسر داؤد بولے
اگرچہ جس قدر باتیں سنی ہیں —— ان میں سے تو یہاں کسی
بھی آثار نظر نہیں آئے۔"
"اس کی وجہ یہ ہے کہ سمندر میں کسی کو کبھی کسی قسم کی تبدیلی
کے آثار نظر نہیں آئے —— اور نہ ہی جہاز غائب ہونے
کے واقعات ہر مرتبہ ہوتے ہیں —— نہ غائب ہونے
کے خاص اوقات یا خاص دن ہیں —— کوئی اندازہ ان سو
سالوں کے دوران آج تک نہیں لگایا جا سکا۔ غائب ہوتے
ہیں تو بس اچانک ہی ہو جاتا ہے —— اور ہو جاتے
ہیں تو بعد ہی پتا چلتا ہے —— کہ کیا ہو گیا ہے۔"
"وہ......وہ......" فاروق کے منہ سے حیرت زدہ
انداز میں نکلا۔ وہ اس وقت دوربین پر نظریں جمائے بیٹھا تھا۔
اس سے بہتر تھا —— تم کہتے... تین بار وہ" آفتاب
نے بتایا۔
فاروق نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ دی —— وہ تو سمندر
میں ایک سمت ہی دیکھے جا رہا تھا۔ اب تو ان سب نے
ادھر نظریں جما دیں۔

"بھی آخر کیا نظر آ رہا ہے۔" خان رحمان نے منہ بنایا۔

"اوہ! میں نے بھی دیکھ لیا ۔۔۔ اس طرف بڑھے چلو خان رحمان ۔۔۔" انسپکٹر جمشید پرجوش آواز میں بولے۔

"واقعی فاروق ۔۔۔ تم نے تو کام دکھا دیا ۔۔۔" پروفیسر داؤد بولے۔

"کیا آپ لوگوں کا اشارہ ان بڑے بڑے بلبلوں کی طرف ہے" جیکی کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں! ۔۔۔ بالکل ۔۔۔" پروفیسر داؤد بولے۔

جیکی اور کاگ حیران تھے ۔۔۔ لانچ اب بلبلوں کی طرف جا رہی تھی۔ اس کے نزدیک پہنچ کر لانچ کو روک لیا گیا اور وہ ان بلبلوں کو غور سے دیکھنے لگے۔

"آخر ان بلبلوں میں ایسی کیا خاص بات ہے ۔۔۔" جیکی نے کہا۔

"سمندر میں بلبلے ۔۔۔ اور وہ بھی نیچے سے آ رہے ہیں ۔۔۔ یہ سطح پر نہیں بن رہے ۔۔۔ نہ جھاگ وغیرہ کے بلبلے ہیں ۔۔۔ آپ لوگ دیکھتے نہیں ۔۔۔ ایک لائن کی صورت میں چلے آ رہے ہیں اور پھٹ رہے ہیں ۔۔۔"

"یہی بات تو میں نے دور بین میں دیکھی تھی۔" فاروق بولا۔

"لانچ کو آب دوز میں تبدیل کر لیں ۔۔۔ ہم نیچے چلیں گے۔"

...ر بلبلے کسی تحقیقاتی ٹیم کو نظر نہیں آئے ہوں گے۔" جیکی ...ہ بنایا۔

...ان بلبلوں کے تعلق جہازوں کے غائب ہونے سے قائم ...ا رہا ہے ۔۔۔ بلکہ ہمارا خیال ہے یہ ہے کہ جزیرے میں جانے ...۔ اگر کوئی راستہ سمندر سے ہو کر جاتا ہے تو وہ راستہ یہیں ...ہو سکتا ہے ۔۔۔ اتنے بڑے بڑے بلبلے دراصل ہوا کے ...جزیرے کو اوپر سے بھی پوری طرح ڈھانپ دیا گیا ہے ۔۔۔ ...جزیرے پر رہنے والے جو سانس وغیرہ لیتے ہیں ۔۔۔ وہ یہاں ...خارج ہو رہا ہے۔ اور سمندر کے ذریعے ہی جزیرے پر آکسیجن ...جا رہی ہے ۔۔۔" پروفیسر داؤد کہتے چلے گئے۔

"اوہ ۔۔۔" ان کے منہ سے نکلا۔

...لانچ اب آب دوز میں تبدیل ہو چکی تھی ۔۔۔ اور سمندر میں اتر رہی ...۔ وہ بلبلوں کی سیدھ میں نیچے اتر رہے تھے ۔۔۔ بلبلوں ...سلسلہ نیچے ہی نیچے سے آتا نظر آ رہا تھا ۔۔۔ ان پر اب ...حیرت طاری ہو چکی تھی ۔۔۔ اور پھر انہیں بلبلے ایک ...رخ اختیار کرتے ہوئے نظر آئے ۔۔۔ راستہ اب قدرے ...ہو رہا تھا ۔۔۔ انہوں نے بھی لانچ کا رخ اس طرف کر دیا۔

...انہیں یقین ہو چلا ہے ۔۔۔ کہ کاگو اس راستے سے واقف

"لیکن کیوں — وہ کیوں واقف تھا —" آصف کے منہ
"اس لیے کہ وہ دراصل ٹیکسی ڈرائیور نہیں تھا — ا
پر قابض لوگوں کا ساتھی تھا۔"
"تت — تو کیا — جزیرے پر قابض لوگ ان جہازوں
غائب کر رہے ہیں۔" خان رحمان بولے۔
"خیر یہ بات تو نہیں ہو سکتی — کیونکہ پندرہ سال پہلے
کے گرد یہ چٹانیں نہیں تھیں — اور جہازوں کے غائب
کا سلسلہ بہت پہلے شروع ہو چکا ہے۔" انسپکٹر جمشید نے
میں سر ہلایا۔
"پتا نہیں کیا اسرار ہے۔" منور علی خان بڑبڑائے۔
پندرہ منٹ کے سفر کے بعد انھیں پانی میں ایک بڑا سا
نظر آیا — اسے دیکھ کر فاروق سے رہا نہ گیا — بے
اٹھا۔
"پانی کا دروازہ۔"
"پانی کا دروازہ نہیں، سمندر کا دروازہ —" آفتاب نے
کر کہا۔
"لو... جماعتی سینڈگی کو دکام — اب یہ بھی ہم
کیا کریں گے۔" فاروق نے اسے گھورا۔
"خان رحمان — آبدوز اس دروازے میں داخل کر دو۔"

...رہو — کہیں ہم پھنسنے والے تو نہیں۔"
...ے میں تو داخل ہونا ہے — چاہے پھنس کر داخل ہوں
...ے —" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔
...بات ہے — یہ لو۔"
...جیسے بہت تیزی سے نکلتے محسوس ہو رہے تھے۔ اور
...وں کی آمد و رفت کی وجہ سے ہی یہ جگہ سمندر میں دروازہ
...ہوئی تھی۔
...محسوس ہو رہا ہے — جیسے ہم جہازوں کے غائب ہونے
...جان لیں گے —" پروفیسر داؤد پرجوش نظر آ رہے تھے۔
...کی —" ان سب کے منہ سے نکلا۔
...آپ لوگوں نے کیا کہا —" ڈمی گوزا بولا۔
...اشفاق ان کمینوں کو بتانے لگا... اسلام کی تعلیمات پر روشنی
... — ایسے میں انسپکٹر کامران مرزا بولے۔
...کا وقت ہو چکا ہے — ہم کیوں نہ نماز بھی ادا کر لیں۔
...بہتر نہیں ہوگا کہ اس دروازے کو پار کرنے کے بعد
...کریں — نہ جانے اور کیا ہے — مسافر کو یوں
...کے پڑھنے کی اجازت ہے۔" شوکی بولا۔
...ٹھیک ہے۔"
...انھوں نے محسوس کیا کہ وہ پانی کی سطح پر آ چکے ہیں۔

"نہیں — ہم تو پانی کی سطح پر ہیں — اور اور —
جملہ مکمل نہ کر سکے — وہ حیرت زدہ انداز میں چاروں طرف
رہے تھے۔
"ہم — ہم اس وقت جزیرے کے اندر ہیں — ساب
— یہ جزیرہ برمودا ہے۔"
"اوہ — اوہ — وہ حیرت زدہ تھے۔
اب انھوں نے لانچ کو پھر لانچ میں تبدیل کیا — وہ ایک
بہت بڑی جھیل میں تھے — جھیل کا پانی بہت تیزی سے اوپر
نیچے حرکت کرتا محسوس ہو رہا تھا۔ جھیل کے کناروں پر بہت
بڑی مشینیں لگی تھیں۔
"خان رحمان — جھیل کے کنارے کی طرف چلو — کنارے پر
پہنچ کر ہم سب سے پہلے نماز ادا کریں گے۔"
چند منٹ بعد وہ کنارے پر موجود تھے — اور پھر وہ
کے بعد نماز ادا کر رہے تھے جونہی انھوں نے سلام پھیرا —
اپنے ارد گرد بہت سے لوگوں کو چوکس کھڑے دیکھا — ان کے
ہاتھوں میں جدید اسلحہ تھا اور سامنے اسلحہ کا رخ ان کی طرف
"تم لوگ کون ہو — اور یہاں کس طرح پہنچ گئے؟"
"جزیرے کے مہمان — سمندر کے راستے آئے ہیں۔"
"جھوٹ ہے — جب سے ہم نے اس جزیرے کو بند کیا

ئی ہو — جو اس راستے سے اندر آگئے ہو — ورنہ
اور ہمارے کچھ خاص لوگوں کے علاوہ کسی کو
کا علم نہیں۔"
کانگو — "فاروق بول پڑا۔
— تو تم نے ہی اس راستے کے بارے میں کانگو سے
— لیکن نہیں — کانگو کو تو ہمارے ہی کارندے
کر دیا تھا۔ کیونکہ اس کے پیچھے کچھ جاسوس لگ
تھے اور خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ اس سے راستہ نہ معلوم کر
— اوہ — تو تم وہی جاسوس ہو۔"
آئے سمجھ لو — لیکن یہ سب چکر کیا ہے — بس
— ہمارے قریب تم لوگوں سے مل کر بات کریں گے۔
پسند کریں گے — بتا دیں گے۔"
وہ اسلحہ کی زد میں لے کر انھیں ایک طرف بڑھنے کا اشارہ
— انھیں لانچ کو جوں کا توں چھوڑنا پڑا۔ تین منٹ تک
کے بعد وہ برف جیسی سفید ایک عمارت کے سامنے پہنچ
— اس دوران انھوں نے چاروں طرف سے جزیرے کا
تھا — جزیرہ بہت بڑا تھا — لیکن بالکل بے آباد
تھا — چاروں طرف نوکیلی چٹانیں سر اٹھائے جیسے کسی کا

انتظار کر رہی تھیں — برف جیسی بیسیوں عمارات انھیں نظر آئیں — ان میں سے سفید سفید دھواں ضرور اٹھ رہا تھا — عمارات سے باہر کوئی آدمی نظر نہیں آرہا تھا — سوائے ان لوگوں کے جو انھیں یہاں تک لائے تھے۔

"کیا اس جزیرے کی پوری آبادی کو یہاں سے نکال دیا گیا ہے"

"زیادہ تر آبادی خود بخود اس جزیرے کو چھوڑ کر چلی گئی تھی — باقی لوگوں کو ہم نے نکلنے پر مجبور کر دیا — کیوں کہ ہم یکسو ہو کر اپنے تجربات میں گم ہو جانا چاہتے تھے۔"

"تو ان عمارات میں سائنس دان حضرات تجربات میں مصروف ہیں۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"ہاں بالکل —" وہی بولا جو شروع سے ان سے بات چیت کر رہا تھا۔

"اور وہ تجربات کیا ہیں — جہازوں کو غائب کرنے کے تجربات۔"

"نہیں — لیکن یہ باتیں تم ہمارے آفیسر سے ہی کرنا۔" اس نے کہا۔

اور پھر جونہی وہ دروازے پر پہنچے، وہ خود بخود کھل گیا — وہ اندر داخل ہو گئے — اس عمارت کی بناوٹ جس قدر باہر سے عجیب تھی۔ اندر سے اس سے بھی زیادہ عجیب تھی — تکون شکل کی

— اندر کمرے بھی تکونی شکل کے تھے — بلکہ ہر چیز تکونی شکل ... یہ دیکھ کر ان کے ذہنوں میں بر موڈا تکون کا لفظ گردش ... تا۔

... ت ہم لوگوں کا ہیڈ کوارٹر ہے — سائنس دانوں کو ... اور تجربات یہیں سے نشر ہوتی ہے — یا سائنس دان ... بات معلوم کرتے ہیں تو یہیں رپورٹ کرتے ہیں — ... مسٹر شباش ہیں — ان سے بات چیت کرتے وقت ... کا خیال رکھنا۔ — اور ہاں — جھیل کے کنارے ... رہے تھے۔"

... ب کی عبادت۔"

... ت کے اندر انجارج کی موجودگی میں ایسا کوئی کام نہ ... ان باتوں سے بہت چڑتے ہیں — جب تمہاری ... والے دروازے میں داخل ہوئی تھی — انھوں نے ... تم لوگوں کو دیکھ لیا تھا — اگر وہ چاہتے تو تمھیں ... دیتے — تمہاری لانچ کو چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں ... — لہٰذا انھوں نے ملنا ہی پسند کیا — ورنہ تم ... نہ آ سکتے۔"

... ہیں ان کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے۔"

... — ان کا شکریہ ادا کرنا —" وہ مسکرایا۔

اور پھر ایک کمرے کے سامنے انھیں پہنچا کر وہ واپس مڑنے لگے —

"آپ جا رہے ہیں؟"

"ہاں! میری حد یہیں تک تھی — میں آگے نہیں [illegible]

"تو ہمارے یہاں پہنچنے کی اطلاع مسٹر ثباش کو [illegible]

"انھیں اطلاع ہے — جب مناسب سمجھیں گے — [illegible]

یہ دروازہ کھول دیں گے —" اس نے کہا۔

وہ لوگ اس راستے سے واپس چلے گئے — انھوں نے [illegible]

دوسرے کی طرف دیکھا۔

"مجرموں کی طرح یہاں لا کھڑا کیا — اب مسٹر ثباش [illegible]

کب حاضری کی اجازت دیں گے؟"

"بہت جلد — فکر نہ کرو —" دیواروں میں سے آواز آئی [illegible]

"ارے باپ رے — اس عمارت کی تو دیواریں [illegible]

ہیں —" آفتاب نے لرز کر کہا۔

"جو نہیں — میں نے تم لوگوں کو پہچان لیا ہے — تم [illegible]

کے چالاک ترین لوگ ہو — ہمارے ان گنت منصوبوں [illegible]

خاک میں ملا دینے والے — لیکن اس بار تم بہت [illegible]

پھنسے ہو —" ثباش کہتا چلا گیا۔

"وہ کیسے مسٹر ثباش — محمود کے منہ سے [illegible]

"وہ اس طرح کہ یہاں سے واپس تم لوگوں کے بس [illegible]

[illegible] وہ اوپر آسکتی تھی — اس راستے سے نیچے

[illegible] جا سکے گی — جب تک کہ میں نہ چاہوں۔"

[illegible] مجرم ضرور جائیں گے — کیوں کہ آپ کو یہ چاہنا

[illegible] نہیں، ننگے ہاتھوں تم لوگوں کا صفایا ہو جائے گا۔

[illegible] کسی دن تم ہماری حکومت اور کئی بڑی حکومتوں کے لیے

[illegible] بنے رہتے ہو۔"

"اوہ اچھا — یہ بات تو ہمیں معلوم ہی نہیں تھی — کمال

[illegible] ہم وہ سرپھرے بن جاتے ہیں —" فاروق نے خوش

[illegible] کہا۔

[illegible] آپ دیکھے — دراصل میں نے ابھی ابھی کمپیوٹر کے

[illegible] لوگوں کے بارے میں معلومات حاصل کی ہیں — اور

[illegible] کے اندر میرے دماغ کے اندر آلات کے ذریعے

[illegible] بھر دی گئی ہیں۔"

"اچھا — کمال ہے — ایسا بھی ہونے لگا ہے؟"

"اگر میں وہ معلومات پڑھنے بیٹھتا — تو مجھے دو تین

[illegible] لگ جاتے — لیکن اس طرح ایک منٹ سے بھی

[illegible] وقت میں تمام معلومات میرے دماغ میں منتقل ہو

"حیرت ہے۔"

"تم چاہو تو اپنے بارے میں مجھ سے سوالات کر سکتے ہو۔"

"اچھا بتایئے — محمود کا تکیہ کلام کیا ہے۔" فاروق نے
جلدی سے کہا۔

"وحشت تیرے کی —" آواز سنائی دی۔

"منور علی خان کون ہیں؟"

"ایک عالمی شکاری —" آواز سنائی دی۔

"بس کافی ہے — ہمیں یقین آ گیا۔"

"تو پھر اس بات کا بھی یقین کر لو — کہ میں تم لوگوں سے
نمٹ سکتا ہوں اور تم میرا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے۔" اس
نے کہا۔

"ہمیں ایسا کرنے کی فی الحال ضرورت بھی نہیں — آخر ہم
آپ کا جھگڑا کیا ہے — ابھی تو یہ بھی طے نہیں ہوا۔"

"خیر — اب میں تم لوگوں کو ملاقات کا موقع دیتا ہوں۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی دروازہ کھلا — وہ اندر داخل ہوئے
— انھوں نے دیکھا — اندر بالکل برف جیسا ایک بوڑھا
آدمی ایک آرام کرسی میں دھنسا ہوا تھا — اس کے آس پاس اور
بائیں — اور سامنے — آلات ہی آلات نصب تھے — اس
کے سامنے کرسیاں پڑی تھیں — ان کی طرف اشارہ کرتے

ئے اس نے کہا۔

یقین رکھیں — آپ لوگوں کا خیال بالکل غلط ہے۔"

مطلب — کون سا خیال؟"

زوں اور انسانوں کو غائب کرتے ہیں۔ ہمارا ہاتھ نہیں
خود ہمارے ملک کے جہاز اور مسافر سب سے زیادہ غائب
ہی؟"

بالکل سہی اس جزیرے کو بند کیوں کیا گیا؟"

زوں کے غائب ہونے کا راز جاننے کے لیے۔"

مطلب" وہ ایک ساتھ بولے۔

تقریباً سو سال سے اس جگہ بیٹھے ہیں — کہ آخر جہاز کیوں
جاتے ہیں — مسافر کہاں چلے جاتے ہیں بلکہ برموڈا
کا پر کھڑے ہوئے کچھ لوگ بھی غائب ہوتے ہیں۔
— یہ راز جاننے کی ہم سر توڑ کوشش کرتے رہے۔
ب نہیں ہو سکے — ہم نے سمندر کی تہہ کو چھان
کسی جہاز کا کوئی حصہ بھی ہمیں نظر نہیں آیا — نہ کوئی
ملی۔ انسانی لاشوں کے بارے میں تو خیر سوچا جا
انھیں مچھلیاں ہڑپ کر گئی ہوں گی لیکن جہازوں کا
ہڑپ نہیں کر سکتیں — آخر وہ کہاں چلے جاتے
ٹوٹ پھوٹ جاتے ہیں، تب بھی ان کے

ٹکڑے تو ہمیں ملنے چاہئیں، لیکن نہیں ملتے ۔۔۔ آج تک [illegible] یقین نہیں کر سکتا ۔۔۔" انسپکٹر جمشید نے بڑے زور دار لہجے

ایک ٹکڑا نہیں مل سکا۔ ان حالات میں ہم نے اس جزیرے

پر ایک عالمی تجربہ گاہ قائم کرنے کا فیصلہ کیا، اس تجربہ گاہ [illegible] ۔۔۔ وجہ یہ اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

میں ہمارا ملک یعنی انشارجہ، روتانس اور چند اور بڑے ملک [illegible] ذہن میں ایک بات بہت دیر سے کلبلا رہی ہے

شامل ہیں ۔۔۔ اور ہم سب مل کر غائب ہونیوالے جہازوں [illegible] اس بات نے مجھے کچھ اور ہی سوچنے پر مجبور کر دیا ہے"

کا راز جاننے کی کوشش کر رہے ہیں ۔۔۔ آج نہیں تو [illegible] بات کیا ہے ۔۔۔" ثباش کے لہجے میں پہلی مرتبہ

کل ۔۔۔ کل نہیں تو پرسوں ۔۔۔ سال میں ۔۔۔ دو سال میں [illegible]۔

دس سال میں ۔۔۔ یا جتنا وقت بھی لگ جائے ۔۔۔ ہم یہ [illegible] دراصل اس طاقت کو قابو میں کرنے کے چکر میں

[illegible] جہازوں کو غائب کر دیتی ہے ۔۔۔ اگر آپ لوگ ایسا

راز معلوم کر کے رہیں گے۔"

"اور بس ۔۔۔" انسپکٹر جمشید نے سوالیہ انداز میں کہا۔ [illegible] کامیاب ہو جاتے ہیں ۔۔۔ تو پھر پوری دنیا آپ

"اور بس کیا ۔۔۔ راز جاننے کے بعد ہم جہازوں کی گمشدگی [illegible] ہو گی۔"

کا سلسلہ بند کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے ۔۔۔" کیوں نہیں!" ثباش اتنی زور سے چلایا کہ وہ سب حیران رہ

اس صورت میں بچاؤ کیا جا سکتا ہے۔"

"اور بس!" انسپکٹر جمشید پراسرار انداز میں بولے۔ [illegible] انسپکٹر جمشید بھی کم حیران نہیں تھے۔

"پھر وہی اور بس ۔۔۔ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔"

ثباش نے حیران ہو کر کہا۔

"یہ کہ ۔۔۔ آپ کسی اور چکر میں ہیں ۔۔۔ اصل چکر یہ

نہیں ہے۔" وہ بولے۔

"نہیں، یہ غلط ہے ۔۔۔ اصل چکر یہی ہے۔"

روبوٹ کی چیخ

"مسٹر — انسپکٹر جمشید — یہ تم نے کیا کہا" ناہاخش نے
سرسراتی آواز میں کہا۔

"کیا — آپ ناراض ہو گئے؟"

"نہیں — میں حیران ہو گیا — یہ خیال تمہیں آ کیسے گیا"

"گویا میرا خیال بالکل درست ہے —" انسپکٹر جمشید
نے کہا۔

"ہاں — ہم اس طاقت پر قبضہ جمانا چاہتے ہیں — جو
کو اس طرح غائب کر دیتی ہے — ہمارے معزز مہمان
بھی جب اس علاقے پر سے گزرتے ہیں — تو ان پر
اثر ضرور ہوتا ہے — کوئی سیارہ البتہ آج تک گر نہیں
ہو سکتا ہے — کبھی ایسا بھی ہو جائے — لیکن اگر ہم نے
طاقت کا راز جان لیا اور اس پر قبضہ جما لیا — تو پھر
صرف اپنے جہاز محفوظ کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے

…وں کے جہازوں کو اس طرح غائب بھی کر دیا کریں گے۔
…ے جنگی جہازوں کو — اب ذرا غور کریں — دشمن ملک
…جنگی جہازوں کا ایک دستہ ہمارے ملک کی طرف بڑھ رہا ہے
— اور ہم اس دستے کو فضا سے ہی غائب کر دیں — تو
…رہے گی — مزا آ جائے گا یا نہیں۔"

"ہوں! تو یہ سوچ ہے — آپ لوگوں کی" انسپکٹر کامران
…ے فکر مند ہو کر کہا۔

"ہاں! یہی سوچ ہے — اور بہت ہی اچھی سوچ ہے —
…وہ دن بہت جلد آنے والا ہے۔"

"…کیا مطلب — کیا آپ لوگ کسی حد تک کچھ معلوم کر چکے
…"

"ہم سمندر میں اس جگہ پر نشان لگا چکے ہیں — جہاں وہ
…طاقت کام کرتی ہے — اور ان کی آن میں جہاز
…ہو جاتا ہے — اب ہمارے تجربہ کا دوسرا مرحلہ شروع
…والا ہے — یہاں تک پہنچنے میں بھی ہمیں تقریباً کئی
…گئے ہیں۔"

"…ں —" وہ ایک ساتھ بولے۔

"…آپ کیا کر رہے ہیں —" پروفیسر داؤد بولے۔

…نے چند خاص جہاز اس جگہ لنگر انداز کر دیے ہیں…

جدید ترین کیمرے اور دوسرے آلات اس جگہ کے چاروں طرف
سمندر میں نصب کر دیئے گئے ہیں — جو ہر وقت کی فلم بناتے
رہتے ہیں — اور باقی چیزیں بھی ریکارڈ کرتے رہتے ہیں
اس طرح ہم جان سکیں گے — کہ وہ طاقت کس طرح کام کرتی
ہے، یہ جان لینے کے بعد اس طاقت پہ قابو پانا مشکل
نہیں ہو گا"۔

"ہوں — میرے خیال میں یہ بہت خطرناک ہوگا" — پروفیسر
داؤد بولے۔

"اس میں کوئی شک نہیں — لیکن ہم ہر خطرہ مول لینے
کے لیے تیار ہیں"۔

"ویسے آپ لوگوں کا اس پراسرار طاقت کے بارے میں
زیادہ طاقت ور خیال کیا ہے"۔ انسپکٹر جمشید نے پوچھا۔

"ایک خیال یہ ہے کہ کسی سیارے کی ترقی یافتہ ترین مخلوق اڑ کر
زمین پہ اتر آئی ہے — اور اس نے سمندر کے اس حصے پر
قبضہ کر لیا ہے — بس یہ کام وہی مخلوق کر رہی ہے — اب اگر
ہم اس مخلوق کو دیکھنے کے قابل ہو جائیں تو ہماری کامیابی یقینی
ہے"۔ شہباش نے فخر کے لہجے میں کہا۔

"کوئی اور خیال بھی ہے"

"ہاں! یہ کہ سمندر کا یہ حصہ 'بلیک ہول' بن گیا ہے — یعنی

بلیک ہول کی وضاحت کے لیے چاند ستارے کا پہلا شمارہ پڑھیے۔

ہ بلیک ہول جیسی کشش پیدا ہو گئی ہے، یہ کشش وقت پہ
ے — جو جہاز گم ہوتے ہیں، وہ دراصل وقت سے یا تو
گے نکل جاتے ہیں یا پیچھے رہ جاتے ہیں، اس لیے دکھائی نہیں
— ایک ماہر نے یہ بات بھی معلوم کی ہے کہ سال میں تقریباً
جہازوں کے .... غائب ہونے کے واقعات ہوتے
یک خیال یہ بھی ہے کہ وہ پراسرار قوت .... زون کو
ے جاتی ہے، اس لیے وہ ہمیں نظر نہیں آتے — ایک
گیا ہے کہ جہاز سمندر کے اس حصے میں ہی موجود ہیں —
وقت کے آگے پیچھے ہو جانے کی وجہ سے وہ نظر نہیں
تے"۔

کمال — مطلب یہ ہے کہ آپ لوگ اس قوت کو قابو میں
چاہتے ہیں" پروفیسر داؤد نے ایک طویل سانس لیا۔

— اور آپ لوگ پہلے لوگ ہیں — جو اس جزیرے کو
کے بعد یہاں آنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔
آپ ہمارے لیے خطرناک ہیں اور ہم خطرناک لوگوں
نہیں چھوڑ سکتے — ویسے بھی — ملک کے مشہور ترین
آپ کے ساتھ ہیں — اور ان سے بھی کسی حد تک
ملتا ہے — مطلب یہ کہ تم لوگ کس قسم کی موت
گے"۔

"موت کا کیا ہے — جیسی بھی مل جائے — ویسے ہم مسلمان
اور مسلمان شہادت کی موت کی تمنا کرتا ہے"

"شہادت کی موت — ہاں ضرور — شہادت کی موت تو تم
لوگوں کو ضرور حاصل ہو گی — یہ میں نہیں کہہ سکتا کہ
اس موت سے تم لوگوں کو مرنے کے بعد کوئی فائدہ حاصل
ہو سکتا ہے یا نہیں"

"ہمارا ایمان تو یہی ہے کہ مرنے کے بعد بھی زندگی ہے۔
اور اس زندگی میں اس زندگی کا حساب کتاب ضرور ہو گا —
اللہ اپنا رحم فرمائے — جس پر وہ اپنا رحم فرمانے کا ارادہ
فرما لے — اسے بغیر حساب کتاب کے بھی معاف فرما سکتا
ہے — ہاں مشرک کو معافی نہیں ملے گی"

"میں اس خشک بحث میں نہیں پڑنا چاہتا" اس نے
برا سا منہ بنایا۔

"لیکن یہ خشک بحث شروع تو آپ نے ہی کی تھی"

"ہوں — میرا خیال ہے — تم لوگوں کو سمندر میں ہی
غرق کر دیا جائے — سمندر کے راستے سے آئے ہو
اسی راستے سے سمندر کی تہ میں چلے جاؤ"

"کیا جزیرہ ثنائی کے جانے کے بعد آپ کی پارٹی کا کوئی
آدمی یہاں نہیں آیا"

...تے جاتے رہتے ہیں — میں تو مخالفین کی بات کر رہا
...مخالفین میں سے آپ لوگ ہی آتے ہیں یہ اتنا کہتے
...اس نے ایک بٹن دبایا — فوراً دروازہ کھلا اور
...روبوٹ اندر داخل ہوئے"

...انہیں سمندر میں غرق کرنا ہے"

...بہتر — چاروں ایک ساتھ بولے۔

...لے جاؤ انہیں — اور ہاں، غرق کرنے سے پہلے
...پتھروں کے ساتھ وزن ضرور باندھا جائے"

...ور کریں باس — ایک روبوٹ نے کہا۔

...چاروں روبوٹ ان کی طرف بڑھے — وہ گھبرا گئے
— انسپکٹر جمشید نے تیزی سے جھکائی دی اور یک دم
... سر پہ پہنچ گیا — یہ دیکھ کر ثباش مسکرایا —
...چہرے پہ ذرا بھی گھبراہٹ کے آثار نہیں تھے۔

...مسٹر ثباش! روبوٹوں کو روک لو — ورنہ میں
...گھونٹ دوں گا"

...گھونٹ دو — روبوٹ اپنا کام ضرور کریں گے"

...جمشید حیران ہوئے بغیر نہ رہ سکے — لیکن انھوں
...ہونے میں وقت ضائع کرنا مناسب نہ سمجھا، فوراً
...دونوں ہاتھ ثباش کی گردن کی طرف بڑھا دیے۔

لیکن دوسرے ہی لمحے وہ اچھل کر اپنے ساتھیوں پر گرے اور
اپنے ساتھ شوکی اور فاروق کو بھی گرا گئے۔
"نہیں انسپکٹر جمشید — تم مجھ تک نہیں پہنچ سکتے —"
اچانک ایک روبوٹ کے منہ سے چیخ نکلی — شباش
کے الفاظ درمیان میں رہ گئے — اس نے حیرت زدہ انداز
میں روبوٹ کی طرف دیکھا — اس میں سے دھواں
رہا تھا۔
"یہ — یہ کیا ہوا" شباش چلایا۔
"جلتے ہوئے روبوٹ نے کوئی جواب نہ دیا — دھڑام —
گرا اور ساکت ہو گیا — اسی وقت دوسرے روبوٹ میں
سے آواز نکلی — انھیں یہی محسوس ہوا جیسے وہ روبوٹ کی
چیخ رہی ہو — لیکن دراصل وہ اس کے چٹخنے یا ٹوٹنے
کی آواز تھی — اسی وقت وہ بھی گرا۔
"یہ — یہ کیا ہو رہا ہے"
"ایک اور پُراسرار قوت تمھارے سر پر مسلط ہو گئی ہے"
— اور بس —" انسپکٹر کامران مرزا نے مسکرا کر کہا۔
تیسرا روبوٹ گرنے کے بعد جو تھا بھی گرا — اب نیازی کے
چہرے پر ایک رنگ آ رہا تھا — تو دوسرا جا رہا تھا۔
کی بات یہ تھی کہ ان کا کوئی ساتھی بھی روبوٹوں کے خلاف

...ات کرتا نظر نہیں آیا تھا — یہاں تک کہ پروفیسر داؤد
...ات کھڑے رہے تھے۔
"... — یہ کیسے ہوا — کیسے ہو سکتا ہے" شباش
...
"... بے چاروں سے پوچھ لیں" شوکی نے جلے
... روبوٹوں کی طرف اشارہ کیا۔
"...نہیں! شباش بولا اور پھر اس نے ایک اور بٹن دبایا۔
...اس کے بعد ایک اور دیوار میں ایک دروازہ نمودار ہوا اور
...داں والا ایک آدمی اندر داخل ہوا — اس کا چہرہ بھی
... سفید تھا — برف جیسا سفید۔
"...روبوٹوں کو پروفیسر داؤد نے ختم کیا ہے سر" اس
...
"...کا مطلب — کیسے — یہ تو بالکل ساکت کھڑے تھے"
"...ن کے پاس لیزر شعاع والی کوئی خفیہ پستول ضرور ہے
...نے اس سے کام لے کر یہ کام کیا ہے۔ اور اب آپ کی
...ہے۔ کیونکہ اب اس خفیہ پستول کا رخ آپ کی طرف
..." سفید آدمی نے کہا۔
"...یا — ان کے پستول کی شعاع مجھ پر اثر انداز ہو سکتی ہے"
"...کر نہیں سکتا — ہم نے آپ کے گرد جو حفاظتی حصار

قائم کر رکھا ہے ـــ وہ بھی چند شعاعوں کا مجموعہ ہے ، ا
شعاعیں ہماری جدید ترین ایجاد ہیں ـــ لیکن اگر کوئی سائنسدان
سائنس میں ہم سے زیادہ آگے ہو تو وہ ان شعاعوں کو
بے کار کر سکتا ہے ـــ اور چونکہ ہم روبوٹس کو ختم ہوتے
دیکھ چکے ہیں ـــ اس لیے ـــ اس بات کا امکان ہے :
"تت.... تم تو ـــ ساری بازی ہی پلٹے دے رہے ہو
"اور میں اپنی عینک کے شیشوں میں سے اس حصے کو
دیکھ رہا ہوں ـــ" سفید آدمی نے کہا۔
"کیا کہا ـــ" ثباش اچھل کر کھڑا ہو گیا ـــ لیکن اس
کی گردن انسپکٹر جمشید کے ہاتھ میں آ گئی۔
"پروفیسر غیاث ـــ تم کھڑے دیکھ رہے ہو ـــ" وہ چلایا
"نہیں سر ـــ ہم کھڑے دیکھتے نہیں رہیں گے ـــ"
ان الفاظ کے ساتھ ہی کمرے کے چھ دروازے کھلے اور
ان میں سے پچاس کے قریب آدمی اندر آ گئے ، اور اندر آتے
ہی ان پر ٹوٹ پڑے ـــ دس کے قریب آدمی انسپکٹر جمشید
کی طرف بڑھے ـــ انھیں اور تو کچھ نہ سوجھا ـــ ثباش کو
اٹھا کر ان پر دے مارا۔
اور پھر کمرے میں ایک ہولناک جنگ شروع ہو گئی ـــ
حیران تھے کہ ان پچاس حملہ آوروں نے ہاتھوں اور پیروں

...کر دی ـــ لیکن یہ بات ان کی سمجھ میں آ گئی ،
...میں اچٹ کر واپس آ جاتی تھی ـــ اس لیے ـــ
...نہیں کی تھی ـــ اور یہ بات ان کے حق
ـــ ان کے ہاتھ پیر بجلی کی طرح چلنے لگے ـــ اس لڑائی
...دو آدمی ایسے تھے ـــ جو الگ تھلگ کھڑے تھے ـــ
...اور ثباش ـــ باقی سب ایک دوسرے پر جھپٹ

...ـــ آخر ہم کیوں لڑ رہے ہیں ـــ اس پراسرار طاقت
...کی کوشش صرف آپ لوگوں کی ہے ـــ ہم ایسا کوئی
...ارادہ نہیں رکھتے ۔"
...کے باوجود تم لوگوں کا خاتمہ ضروری ہے ۔" وہ غرایا۔
...چاہوں تو اس وقت تمھیں بھی روبوٹوں والی موت کا
...سکتا ہوں ـــ کیا خیال ہے جمشید ـــ مسٹر ثباش کی ہمیں
...نہیں ۔"
...ہے ـــ ضرورت پڑ سکتی ہے ـــ لہٰذا انھیں کچھ
...ـــ ہاں اگر یہ کوئی شرارت کرنے کی کوشش کریں
...انھیں ہلکا سا سبق ضرور دیا جائے ـــ" وہ

...ایک دشمن کا مکا ان کی ٹھوڑی پر لگا ـــ وہ

انھیں جواب دیتے وقت قدرے بے دھیان ہو گئے تھے۔ اچانک انھیں ایک آواز سنائی دی۔
لڑکھڑائے ضرور۔ لیکن پھر سنبھلتے ہی ایک جوابی مکا رسید کر دیا تھا — مسٹر شاباش — یہ کیا ہو رہا ہے؟"
یہ مکا ایسا تھا کہ وہ پھر نہ اٹھ سکا۔ ادھر انسپکٹر احسان کی آواز نے انھیں بری طرح بوکھلا دیا — نظریں اٹھیں
نے تیزی سے جھک کر ایک دشمن کو دونوں ہاتھوں پر اٹھا لیا سے رہ گئے۔
اور اس کے ساتھیوں پر دے مارا — خان رحمان
منور علی خان تابڑ توڑ وار کر رہے تھے — چھوٹی پارٹی
کچھ کم نہیں تھی — ادھر دشمن بھی کمزور نہیں تھے
گر گر کر پھر اٹھ رہے تھے۔

ایسے میں شوکی کی گردن ایک دشمن کے ہاتھوں میں
گئی — اس نے چلا کر کہا۔

"سب لوگ رک جائیں — ورنہ میں اس کا گلا
دوں گا۔"

"نہیں — کوئی نہ رکے — لڑائی جاری رہے گی —
میری پروا نہ کی جائے —" شوکی نے بلند آواز میں

انھوں نے ایک لمحے کے لیے اس منظر کو دیکھنے کے
نظریں ہٹائیں اور دشمنوں کو کھٹے وصول کر ڈالے۔
وقت محمود کا ایک مکا اس دشمن کے سر پہ لگا۔ جس
شوکی کو پکڑ رکھا تھا۔ شوکی کی گردن اس کے ہاتھوں سے
گئی اور ہاتھ سر پہ جم گئے۔

کمرے کو کیا ہو گیا

ان کے سامنے جی موف اور سی مون کھڑے تھے۔

"بہت خوب — آپ دونوں بہت اچھے موقعے پر

شاباش زور سے چہکا۔

"اوہو — یہ — یہ حضرات اور یہاں —" سی مون

حیرت زدہ انداز میں کہا — اب دونوں کی نظریں

بھی تھیں۔

جی ہاں انکل سی مون — اور جی موف — ہم آپ

استقبال کے لیے یہاں پہلے ہی آ چکے ہیں۔" فاروق

لہجے میں بلا کی شوخی تھی۔

لیکن بھئی! ہم تو ادھر اتفاق سے نکل آئے ہیں

ان دنوں فارغ ہیں — سوچا — یہاں کی رپورٹ لے

کس حد تک آگے بڑھے ہیں۔"

اس وقت یہ جزیرہ آپ کے لوگوں کے ملک کے

ہی ہے۔"

ہاں! اس میں کیا شک ہے۔" دونوں مسکرائے۔

یہ لوگ تو میرے قدمیوں کے چھکے چھڑائے دے رہے

اچھا ہوا، ان کی مرمت کے لیے آپ دونوں آ

رہا ہے، انھوں نے آپ دونوں سے شکست پر

کھائی ہے۔"

بہت بری طرح پٹتے رہے ہیں یہ لوگ اور اب پھر

گے — لیکن ان کا یہ پٹنا آخری پٹنا ہو گا — اس بار

ہی سمندر میں غرق کر کے چھوڑیں گے — اور یہ

ہی کریں گے کہ سمندر کی تہ میں یہ مردہ ہو چکے

نہیں — تاکہ روز روز کا جھگڑا ختم ہو — ان کی

ب سمندر میں بنیں گی۔" جی موف نے سفاک لہجے میں

آپ کا فیصلہ پسند آیا مسٹر جی موف، ویسے خود میں بھی

ہوں۔"

یہاں کی رپورٹ کیا ہے۔"

ہو چلی ہے کہ آئندہ دس سال تک ہم اس مجالس

قبضہ جما چکے ہوں گے اور پھر پوری دنیا ہماری

مخفی ہیں ہو گی — انشارجہ جیسا ملک بھی ہمارے سامنے ان
جوڑے کھڑا ہو گا۔"

"نہیں مسٹر ثباش — یہاں آپ غلط ہیں۔" سی مون

"کیا مطلب؟" ثباش چونکا۔

"انشارجہ سے ہمارا کوئی جھگڑا نہیں — جتنے بھی جھگ
ہیں — وہ سب فرضی ہیں — دنیا کو الجھائے رکھنے کے
لیے اور اپنا اپنا اسلحہ فروخت کرنے کے لیے — ورنہ اندر
طور پر ہم ایک ہیں — ہماری اصل جنگ تو اسلامی ملک
سے ہے — دراصل اسلام کی کمر توڑنا ہی ہمارا اصل مقص
ہے — اگر اسلامی ملک ایک ہو گئے تو پوری دنیا پر چھا
جائیں گے — پھر ہم ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے — ایسے
لمحات اگر آ گئے تو اس پراسرار طاقت کو کام میں لایا جا
گا — اصل منصوبہ یہ ہے۔" سی مون کہتا چلا گیا۔

"لیکن جناب — ان مسلمان ملکوں میں ہمارے مقابلے کی
ہمت کہاں ہے — یہ تو ہمارے نام سے ہی لرزتے ہیں
اور ہماری امداد پر چل رہے ہیں — ہمارے ٹکڑوں پر
ہیں — یہ تو ایک طرح سے ہمارے غلام بن چکے ہیں
بے چارے سامنے آنے کی ہمت کہاں کریں گے۔"

"یہ بات بھی ٹھیک ہے مسٹر ثباش — لیکن ان ممالک

کے ہیں — جو ان میں آزادی کی روح پھونکنے کے لیے
کام کر رہے ہیں — ان سب کو ایک پلیٹ فارم پر
کے لیے بری طرح بے چین ہیں — اور ان میں
آگے ان لوگوں کا ملک ہے — جن سے اس
لڑ رہے ہیں — بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ جس
کام کے لیے یہ لوگ کوشش کر رہے ہیں — پورا
اس قدر کوشش میں مصروف نہیں ہے — اس لحاظ
بدترین دشمن ہیں اور ان کا ملک بھی بدترین
نے نفرت زدہ انداز میں کہا۔

تو پھر آج آپ کے ہاتھ سنہری موقع آچکا ہے،
کا دروازہ بند کیے دیتا ہوں — اب یہ اس
فرار نہیں ہو سکیں گے — اور ان کی چٹنی
ہی دیں گے۔"

ٹھیک ہے۔" دونوں ایک ساتھ بولے۔

ثباش نے دائیں طرف لگی ایک چابی گھما دی —
نکال کر جیب میں رکھ لیا — یہ دیکھ کر جی موت

بات تو ٹھیک نہیں۔"

کون سی بات۔" ثباش چونکا۔

"چابی جیب میں رکھنے والی بات۔"
"تو پھر؟" اس نے حیرت زدہ انداز میں پوچھا۔
"اسے ایسی جگہ رکھ آئیں — جس کے بارے میں ان
فرشتوں کو بھی معلوم نہ ہو۔"
"بہت بہتر۔" اس نے کہا اور اٹھ کر ایک دروازے
باہر نکل گیا۔
"گویا ہمارا خوف آپ کے ذہنوں پر سوار ہے؟"
کامران مرزا مسکرائے۔
"نہیں — ایسی کوئی بات نہیں۔" جی موٹ نے منہ
"ایسی بات نہ ہوتی تو شباش کو چابی چھپانے کے
نہ کہا جاتا۔"
"انسپکٹر کامران مرزا ٹھیک کہہ رہے ہیں پشتری
اصولی طور پہ چابی یہیں سب کے سامنے موجود
ایسے میں سی موٹن نے کہا۔
"کیا مطلب؟" جی موٹ چونکا۔
"مطلب یہ کہ — اگر اس مقابلے میں ان لوگوں کی
ہو جاتی ہے — تو پھر یہ ان کا حق ہو گا کہ اس
سے سمندر کا دروازہ کھول لیں اور یہاں سے نکل
"اس حد تک اصول پسندی میری سمجھ میں نہیں

ن نے منہ بنایا۔
آپ کی مرضی — تاہم میں شکست کی صورت میں چابی
کے حوالے ضرور کروں گا۔" سی موٹن بولا۔
ہمیں آپس میں لڑنا نہیں چاہیے — آپس میں لڑنا تو
مسلمانوں نے اپنا طریقہ بنا لیا ہے — ان کی اسی کمزوری
سے ہم فائدہ اٹھاتے ہیں۔"
واقعی — میں بھول گیا تھا — خیر — چابی کا مسئلہ بعد میں
دیکھیں گے — پہلے تو ان سے دو دو ہاتھ ہو جائیں — تم
لوگ ایک طرف ہٹ جاؤ بھئی — اب ان سب سے
ہم دونوں مقابلہ کریں گے۔" سی موٹن نے مسکرا
کر کہا۔
شباش کے ساتھ کائی کی طرح چپٹ گئے — اسی
شباش اندر داخل ہوا —
"مسٹر شباش — لڑائی شروع ہو گئی ہے؟" جی موٹ بولا۔
"بہت خوب —"
تم لوگ بھی ایک طرف ہو جاؤ — آج ہم صرف دو
لوگوں کا مقابلہ کریں گے۔" انسپکٹر جمشید نے کہا۔
"اس کی کیا ضرورت ہے ابا جان — موقع ملنے پر ہم
ٹانگ کیوں نہ لیں؟" محمود پرجوش انداز میں بولا۔

"بھئی تھوڑا بہت اصول تو ہمیں بھی دکھانا چاہیے۔" انسپکٹر
جمشید بولے۔

"میرا بھی یہی خیال ہے۔" انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

"جیسے آپ کی مرضی۔" اشفت نے مایوسانہ انداز میں کہا۔

"فکر نہ کرو بھئی — ہم تم سب کو بے کار کھڑے نہیں
رہنے دیں گے۔" سی مون نے شوخ آواز میں کہا۔

"آپ دونوں سے تو ہمیں ابھی پرانا حساب بھی چکانا ہے
چکاؤ گے کیا — اور ادھار چڑھا لو گے — آؤ۔" سی مون
نے دونوں ہاتھ پھیلا دیے۔

وہ آمنے سامنے آ گئے — انسپکٹر جمشید اور انسپکٹر کامران
مرزا پرسکون انداز میں ان کی طرف بڑھے — انسپکٹر جمشید نے
اپنے دونوں ہاتھ جی موت کے سامنے کر دیے — اور انسپکٹر
کامران مرزا نے سی مون کے سامنے — اب چاروں نے ایک
دوسرے کی انگلیوں میں انگلیاں پھنسا لیں — اور پھر زور لگانے
اچانک انسپکٹر جمشید نیچے جھکے — اور دونوں ہاتھوں پر جی موت
کو اوپر اٹھا لیا۔

سب لوگ حیرت زدہ رہ گئے — خود جی موت
کا رنگ اڑ گیا —

"یہ — یہ کیا مسٹر جی موت —" سی مون نے گھبراہٹ کے

کہا — اور اسی وقت خود سی مون بھی اوپر اٹھ گیا —
کامران مرزا نے بھی وہی داؤ کھیلا تھا۔

پھنسی ہوئی انگلیوں کی وجہ سے اب دونوں بالکل
نظر آ رہے تھے —

"افسوس! ہم مار کھا گئے۔" جی موت کے منہ سے نکلا۔

"یہ لوگ پوری تیاری کر کے آئے تھے — اور ہم اپنی طاقت
ہی تھے۔" سی مون مرجھائے ہوئے انداز میں بولا۔

"مگر — آپ دونوں ہمیں ایک اور موقع نہیں دیں گے۔"
ان بولا۔

"مسٹر جی موت — یہ بڑی بات ہے — بھیک نہ مانگو — اس
موت سے قبول کر لو۔" سی مون نے غراہٹ زدہ
میں کہا۔

"موت — موت۔" جی موت ہکلایا۔

"ہاں موت — ہم اپنی انگلیوں کو نکال نہیں پا رہے — اب
ہمیں جس طرح چاہیں گھما کر دیوار پر مار سکتے ہیں —
صورت میں ہمارے بھیجے پاش پاش ہوئے بغیر نہیں رہ
بھئی واہ کتنا مزا آئے گا۔" سی مون نے خوش
کہا۔

کیا کر رہے ہو مسٹر سی مون — مزا آئے گا۔"

"ہاں، موت کا استقبال خوش دلی سے کرو بھئی۔" وہ بولا

عین اسی وقت ان کے ہاتھ حرکت میں آ

گئے — دونوں کے دونوں پورے زور میں دیوار سے ٹکرا

ان کی لرزہ خیز چیخیں گونج اٹھیں — عین اسی وقت کمرہ گردش

کرنے لگا —

"ارے — ارے — بھئی یہ اس کمرے کو کیا ہو گیا

شباش چلایا۔

"ہماری فتح پر خوش ہو رہا ہے۔" فاروق نے تیز آواز

میں کہا۔

"ارے باپ رے — کہیں پورا جزیرہ تو نہیں گھوم رہا

شباش کی آواز بھی لرز اٹھی۔

پھر وہ سب باہر کی طرف دوڑے — سی مون اور

جی موت نے اٹھنے کی کوشش کی — لیکن پھر گر گئے —

دونوں ابھی زندہ تھے —

وہ سب بھی باہر کی طرف بھاگے — اور پھر انھوں

نے یہ ہولناک منظر دیکھا — کہ پورا جزیرہ پھرکی کی طرح گھوم

رہا تھا —

"اُف! یہ کیا ہو رہا ہے۔"

"گھوم — گھومتا — جزیرہ —" فاروق ہکلایا۔

ہیں — اب تو جزیرہ اس قدر تیزی سے گھوم رہا ہے کہ —

رہا نہیں آ رہا۔" آفتاب نے چلا کر کہا۔

ورنہ ہم کوئی خواب دیکھ رہے ہیں — ورنہ —" شوکی

سب نے کسی نہ کسی چیز کو مضبوطی سے تھام رکھا تھا

مضبوطی سے تھامنا ان کے کچھ بھی کام نہ آیا —

وہ ہوا میں اڑنے لگے — انھیں یوں محسوس ہوا —

کوئی پُراسرار طاقت انھیں سمندر کی طرف کھینچے لیے جا

ہے — انھیں جزیرے کے چاروں طرف کھڑی چٹانیں

بھی دکھائی نہ دیں —

ا — وہ چٹانیں — کسی کے منہ سے نکلا۔

اور پھر انھیں یوں محسوس ہوا — جیسے ان کے

ہو گئے ہوں — سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ختم ہو گئی

احساس بھی ختم ہو گیا کہ وہ کس حالت میں ہیں —

ہے ہیں یا پانی میں تیر رہے ہیں — یا گھوم رہے

یہ احساس بالکل ختم ہو چکا تھا — بالکل ختم ہو

تھا —

اچانک ان کے حواس بیدار ہو گئے ۔ انھیں محسوس ہو
وہ پانی پر پھسل رہے ہیں ۔ اس قدر تیزی سے کہ ان
کی رفتار کا اندازہ بھی نہیں لگایا جا سکتا ۔ بس یہ احساس
ہو رہا تھا ۔ جیسے پورا سمندر برف میں تبدیل ہو چکا ہے ۔ ا
وہ برف پر پھسل رہے ہیں ۔ کیوں پھسل رہے ہیں ۔ کو
سی طاقت انھیں اس قدر تیزی سے آگے دھکیل رہی ہے ۔
اس کا انھیں کچھ پتا نہ تھا ۔ اچانک انھوں نے خود کو
اس ساحل پر پایا ۔ جہاں سے انھوں نے لانچ کرائے پر
لی تھی اور جہاں ان کی ملاقات کپتان ڈک سے ہوئی تھی ۔
اچانک انھوں نے کپتان ڈک کا قہقہہ سنا ۔ انھیں یوں محسوس
ہوا، جیسے ان کے حواس بہت تیزی سے واپس آ رہے
ہوں ۔ جیسے وہ سب کچھ سوچنے اور سمجھنے لگ گئے ہوں
انھوں نے حیران ہو کر اپنے جسموں کو ٹٹولا ۔ ان کے جسم
ہر قسم کی ٹوٹ پھوٹ سے محفوظ تھے ۔ ان کے کپڑے
بھی بھیگے نہیں تھے ۔ جوتے تک بھیگے نہیں تھے ۔
ان میں شباش اور ان کے ساتھی موجود نہیں تھے ۔
جی موف اور سی مون بھی کہیں نظر نہ آئے ۔ البتہ جیکی اور
کاگ ضرور موجود تھے ۔ اور ایک اور شخص ۔ لیکن وہ ان
کے لیے اجنبی تھا ۔ انھوں نے اس شخص کو پہلے کبھی نہیں

تھا ۔ وہ حیرت زدہ انداز میں اس کی طرف دیکھنے لگے ۔
پکٹر جمشید نے اس سے پوچھا :
آپ کون ہیں مسٹر ۔"
لب ۔ کیا مطلب ؟" وہ زور سے چونکا ۔ ادھر وہ سب
چونکے ۔ کیوں کہ اس کی آواز جانی پہچانی تھی ۔ یہ
مسٹر ڈی کوزا کی تھی ۔ انسپکٹر ڈی کوزا کی ۔
ہم ۔ میں ڈی کوزا ہوں ۔ آپ لوگ مجھے پہچان کیوں
رہے ؟"
ہاہاہا ۔ ہاہاہا ۔" کپتان ڈک قہقہے لگانے لگا ۔
کیا ہوا کپتان ڈک ۔" انسپکٹر کامران مرزا بولے ۔
بالکل اسی طرح ۔ لوگوں نے مجھے نہیں پہچانا تھا ۔ کیا
سمندر پر پھسل کر آئے ہو ۔"
ہاں ۔ یہی بات ہے ؟"
اب پھر میری طرح ۔ بالکل میری طرح مسٹر ڈی کوزا کی
بھی بدل گئی ہے ۔ اور اب ان کے گھر والے بھی
نہیں پہچانیں گے اور یہ بھی اب میری طرح پاگل ہو
گے اور اس ساحل کے چکر لگایا کریں گے ۔"
نہیں ۔ نہیں ۔ کیا واقعی میری شکل تبدیل ہو گئی
وہ مارے خوف کے چلایا ۔

"ہاں مسٹر ڈی کوزا — آپ فکر نہ کریں — ہم آپ کے گھر والوں کو یقین دلائیں گے۔"

"مسٹر ڈک — آپ کی گھڑی پر کیا وقت ہوا ہے۔" یہ میں پروفیسر داؤد بول اٹھے۔

"گیارہ بجے ہیں۔"

"کیا کہا — گیارہ۔"

"ہاں کیوں — کیا بات ہے۔" ڈک کے لہجے میں بلا کی حیرت تھی۔

"ہماری گھڑیاں پانچ بجا رہی ہیں — صرف ایک منٹ پہلے ہم اس جزیرے برمودا پر موجود تھے۔"

"یہ — یہ آپ لوگ کیا کر رہے ہیں — آپ کی گھڑیوں پر کیا دن ہے۔"

"بدھ —" وہ بولے۔

"کیا کہا — بدھ — آج تو جمعہ ہے۔" ڈک چلایا۔

"اور — اور — آج — آج تاریخ کون سی ہے۔" انسپکٹر جمشید نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"آج ۲۰ مارچ ہے۔"

"کیا کر رہے ہیں مسٹر ڈک — ہم صرف چند دن پہلے ہی تو لانچ لے کر یہاں سے روانہ ہوئے ہیں — یعنی ۱۰ دسمبر

ہاں سے گئے تھے — چوبیس دسمبر کو ہم برمودا پہنچے سوں آپ ۲۰ مارچ بتا رہے ہیں — گنگ — گویا — ں ماہ تک غائب رہے ہیں۔"

ں کے علاوہ کیا کہا جا سکتا ہے۔"

ں مالک — ہمارے ساتھ بھی — وہی واقعہ ہو ہے۔" پروفیسر داؤد کانپ کر بولے۔

ں — اوہ۔"

ان سب کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

قرآن میں غور کریں

لمحات حد درجہ سنسنی خیز تھے — بہت دیر تک
عالم میں کھڑے رہے — آخرکار لانچ آفس پہنچے — بے
ایک اور حیران کن منظر ان کا منتظر تھا — لانچ ساحل پر
ٹھیک ٹھاک حالت میں کھڑی تھی — اور لانچ کا مالک
جیکی اور کاگ کی طرف حیرت زدہ انداز میں دیکھ رہا
"مسٹر کاگ — پولیس کو فون کر دیں۔" انسپکٹر جمشید
"بہت بہتر —" کاگ نے کہا اور فون کی طرف بڑھ
"کیا مطلب —" لانچ کے مالک نے کہا۔
"خان رحمان — ذرا اسے مطلب بتا دو۔"
"اچھی بات ہے —" خان رحمان نے مسکرا کر کہا
اٹھ کر اس کے سر پر ایک مکا مارا — اس کے باقی
اس کی مدد کو آگے بڑھے تو منور علی خان ان کے

— وہ شک کر رک گئے۔
جلد ہی پولیس آ گئی — پولیس کو جب سارے واقعے
بتایا تو اس نے لانچ کے مالک کو گرفتار کر لیا — لیکن
حیرت کے ان کا بڑا حال تھا — اور پھر یہ خبر جنگل
کی طرح پورے شہر میں پھیل گئی — اخباری رپورٹر
ان دوڑ پڑے — وہ اس وقت ڈی کوزا کے گھر
تھے — نہ جانے اخبار والوں نے کس طرح یہ بات معلوم کر
اور ڈی کوزا کے گھر والے کسی طرح بھی اسے ڈی کوزا
تیار نہیں تھے — اور پھر وہ اخبار والوں کے گھیرے
گئے۔ کئی گھنٹے تک وہ بے تحاشا لوگوں کی بھیڑ میں
رہے — ہزاروں سوالات کے انھیں جوابات دینا پڑے —
فائدہ ہوا کہ ڈی کوزا کے گھر والے اسے ڈی
ماننے پر آمادہ ہو گئے —
دوسرے دن سرکاری طور پر انھیں ایک بہت بڑے
بلایا گیا — اور اعلان کیا گیا کہ یہ کارروائی ٹیلی ویژن
دکھائی جائے گی — دوسرے ممالک کے لوگوں کو
گیا۔ خود ان کے ملک کے بھی چند ماہر وہاں
تھے — اب سرکاری طور پر انھیں سوالات کے
جا رہا تھے — تاکہ ریکارڈ محفوظ کیا جا سکے — آخر میں

ان سے جو سوال کیا گیا، وہ تھا۔

"آخر آپ اس واقعے کی کیا وضاحت کر سکتے ہیں۔ ایسا ہونا کیوں کر ممکن ہے؟"

جواب میں انسپکٹر جمشید مسکرائے اور بولے۔

"میں بہت دیر سے اس سوال کا انتظار کر رہا تھا۔ سچ تو یہ ہے کہ مجھے بہت خوشی اور فخر محسوس ہو رہا ہے۔ کہ آج میں اس سوال کا جواب دے رہا ہوں۔ کا جواب۔ دنیا کے بڑے سے بڑے ملک کے بڑے سے بڑے سائنس دان بھی نہ دے سکے۔ میں [illegible] سائنس دان نہیں۔ لیکن میرے ساتھی پروفیسر داؤد سائنس دان ہیں۔ لیکن اس کے باوجود میں اس سوال کا جواب سائنس کی رو سے نہیں دوں گا۔" یہاں تک کہہ کر وہ خاموش ہو گئے۔

"تو پھر؟" بہت سی آوازیں ابھریں۔

"جب سے یہ دنیا بنی ہے۔ تین واقعات ایسے ہو چکے ہیں۔ میرا مطلب یہ ہے۔ برموڈا والے واقعات بھی پہلے تین واقعات اس قسم کے ہو چکے ہیں اور ہم واقعات کے آئینے میں ہی ان واقعات کو دیکھ سکتے ہیں۔"

"اوہ۔ وہ واقعات کیا ہیں۔" بے شمار آوازیں [illegible]

[illegible] ان واقعات کا ذکر ہمارے قرآن کریم اور ہمارے رسول [illegible] صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث میں ملتا ہے۔ قرآن کریم [illegible] اور ہے۔ اور ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم [illegible] ہوا۔ احادیث وہ باتیں ہیں جو حضرت محمد مصطفیٰ [illegible] وآلہ وسلم کی تعلیم کے لیے فرمائیں۔ اب میں وہ [illegible] بیان کرتا ہوں۔" یہ کہہ کر وہ ایک بار پھر رکے [illegible] چند سیکنڈ بعد کہنے لگے:

"قرآن کریم کی سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۵۹ میں [illegible] تعالیٰ نے ایک واقعہ بیان فرمایا ہے۔ الفاظ [illegible] ہوں:

[illegible] یا مانند اس شخص کے جس کا گزر اس بستی [illegible] ہوا جو منہ کے بل اوندھی پڑی ہوئی تھی، [illegible] لگا۔ اسے اس کی موت کے بعد اللہ تعالیٰ [illegible] طرح زندہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے [illegible] دیا۔ سو سال کے بعد اسے اٹھایا، پوچھا کتنی [illegible] تجھ پر گزری، کہنے لگا، ایک دن یا دن کا [illegible] حصہ۔ فرمایا۔ بلکہ تو سو سال تک رہا، یعنی [illegible] پڑا ہوا، اب تو اپنے کھانے پینے کو دیکھ، [illegible] بالکل خراب نہیں ہوا۔ اور اپنے گدھے کو بھی

دیکھ، ہم تجھے لوگوں کے لیے ایک نشانی بناتے ہیں
تو دیکھ کر ہڈیوں کو ہم کس طرح اٹھا دکھاتے
ہیں، پھر ان پر گوشت چڑھاتے ہیں، جب یہ
سب اس پر ظاہر ہو چکا تو کہنے لگا، میں جانتا
ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

تفاسیر میں اس واقعے کی وضاحت کرتے
ہوئے لکھا ہے کہ یہ گزرنے والے حضرت عزیر
علیہ السلام تھے اور وہ بستی بیت المقدس تھی
اسے بخت نصر نامی حملہ آور نے اجاڑ دیا تھا اور
بستی کے باشندوں کو قتل کر دیا تھا، مکانات گرا
دیے تھے اور آباد بستی کو بالکل ویرانہ بنا دیا تھا،
اس کے بعد حضرت عزیر علیہ السلام وہاں سے
گزرے، انھوں نے دیکھا کہ ساری بستی تباہ و
برباد ہو گئی ہے، نہ مکان ہیں نہ مکانات میں
رہنے والے، تو وہاں رک کر سوچنے لگے کہ
بھلا اب اتنا بڑا اور پر رونق شہر جو اس طرح اجڑ
ہے، پھر کیسے آباد ہو گا، اللہ تعالیٰ نے ان
ان پر موت نازل فرمائی، یہ تو اسی حالت میں
رہے اور دوسری طرف ستر سال بعد بیت المقدس
آباد ہو گیا، بھاگے ہوئے بنی اسرائیل بھی پھر
ے اور شہر کھچا کھچ بھر گیا، وہی پہلے جیسی
ی اور چہل پہل ہو گئی، اب پورے سو سال
اللہ تعالیٰ نے انھیں زندہ کیا، اور سب
ہلے روح آنکھوں میں پھونکی تاکہ اپنا جی اٹھنا
دیکھ سکیں، جب سارے بدن میں روح پھونک
ی تو اللہ تعالیٰ نے فرشتے کے ذریعے پچھوایا کہ
دت تک تم مردہ رہے، انھوں نے جواب
یا کہ ابھی تو ایک دن بھی پورا نہیں ہوا،
ہوئی کہ صبح کے وقت ان کی روح
تھی اور سو سال کے بعد جب جیے ہیں
شام کا وقت تھا، چنانچہ خیال کیا کہ یہ
دن ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم پورے
سو سال تک مردے رہے ہو، اب ہماری
ت دیکھو کہ تمہارا کھانا جو تمہارے ساتھ تھا،
سال گزر جانے کے باوجود ویسا ہی پڑا
نہ خراب ہوا، نہ سڑا، یہ کھانے انگور،
اور انجیرا تھا، ان میں سے کوئی چیز بھی
نہیں ہوئی تھی بلکہ ٹھیک اپنی حالت پر

رہی تھیں۔ اب فرمایا، اب اپنے گدھے کی طرف دیکھو،
اس کی ہڈیاں تمھارے سامنے بکھری پڑی ہیں۔
تمھارے دیکھتے دیکھتے ہی ہم اسے زندہ کیے
دیتے ہیں، ہم خود تمھاری ذات کو لوگوں کے
لیے دلیل بنانے والے ہیں کہ انھیں قیامت کے دن
دوبارہ جی اٹھنے کا کامل یقین ہو جائے، چنانچہ ان
کے دیکھتے ہی دیکھتے ہڈیاں اٹھیں اور ایک ایک کے
ساتھ جڑنے لگیں — یہ ہڈیاں ان کے دائیں بائیں
بکھری پڑی تھیں اور بوسیدہ ہو جانے کی
وجہ سے ان کی سفیدی چمک رہی تھی، جو
سے یہ سب یکجا ہوئیں اور پھر ایک ایک ہڈی
اپنی جگہ جڑ گئی اور ہڈیوں کا پورا ڈھانچہ قائم ہو
گیا جس پر گوشت بالکل نہیں تھا، پھر اللہ
تعالیٰ نے اسے گوشت، رگیں، پٹھے اور کھال
پہنا دی — پھر فرشتے کو بھیجا جس نے اس
کے نتھنے میں پھونک ماری، بس اللہ کے حکم
سے اسی وقت زندہ ہو گیا اور آواز نکالنے لگا
ان تمام باتوں کو حضرت عزیر علیہ السلام دیکھتے
رہے اور قدرت کی یہ کاری گری ان کی آنکھوں

کے سامنے ہی ہوئی، جب یہ سب دیکھ چکے تو
کہنے لگے، اس بات کا علم تو مجھے تھا بس کہ
اللہ ہر چیز پر قادر ہے لیکن اب میں نے اپنی
آنکھوں سے دیکھ لیا تو میں اپنے زمانہ کے
تمام لوگوں سے زیادہ علم اور یقین والا ہوں۔
اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا، جان لے کہ
اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

(تفسیر ابن کثیر)

یہ تھا ایک واقعہ جسے قرآن کریم نے بیان کیا اور
...ات بھی ملاحظہ فرمائی — حضرت عزیر علیہ السلام پر نیند
...ت المقدس کی بستی میں ہی کہیں طاری کی گئی، ستر سال
...نے پر بستی دوبارہ آباد ہو گئی، لیکن ان لوگوں کو
...ت عزیر علیہ السلام تو کہیں نظر نہیں آئے — ہاں انھوں
...و سال بعد ہوش میں آنے کے بعد آباد ہو جانے
...ی بستی کو دیکھ لیا — سوال یہ ہے کہ وہ جگہ کہاں تھی —
...ہ حضرت عزیر سو سال تک پڑے رہے — صاف ظاہر
... — وہ برموڈا تکون کی قسم کی ہی کوئی جگہ تھی — جو
...ان کی نظروں سے پوشیدہ رہی — دوسری یہ کہ ہوش
...نے کے بعد انھوں نے یہی محسوس کیا کہ وہ چند گھنٹے

سوئے رہے ہیں — بالکل یہی کیفیت ہماری ہے — یا اس جہاز کے مسافروں اور عملے کی ہے — ان کا بھی یہی کہنا ہے کہ وہ نہیں جانتے — پچھے گھنٹے تک کہاں رہے — بلکہ جہاز کا تیل اور ان کے معدوں میں بچا ہوا کھانا یہ بتاتا ہے کہ وہ اپنے وقت کے مطابق پہنچے ہیں — بالکل اسی طرح — جس طرح حضرت عزیر علیہ السلام کا کھانا خراب نہیں ہوا تھا۔

اب ہم قرآن کریم کے دوسرے واقعے کو لیتے ہیں — یہ واقعہ قرآن کریم کے پندرھویں اور سولھویں پارے میں ہے، سورۃ کا نام ہے سورۃ کہف — اس واقعے کو اصحاب کہف کا واقعہ بھی کہتے ہیں، اب اس کی تفصیل سن لیں — پہلے سورہ کہف کی آیات ۹ تا ۱۸ کا ترجمہ:

"کیا آپ یہ خیال کرتے ہیں کہ غار والے اور پہاڑ والے ہمارے عجائبات میں سے کچھ تعجب کی چیز تھے — وہ وقت قابل ذکر ہے جب کہ ان نوجوانوں نے اس غار میں جا کر پناہ لی پھر کہا کہ ہمارے پروردگار ہمیں اپنے پاس سے رحمت کا سامان عطا فرمایئے اور ہمارے لیے اس کام میں درستی کا سامان کر دیجیے، سو ہم نے اس غار میں ان کے کانوں پر سالہا سال

تک نیند کا پردہ ڈال دیا، پھر ہم نے انھیں اٹھایا تاکہ ہم معلوم کر لیں کہ دونوں گروہ میں سے کون سا گروہ ان کے (غار میں) رہنے کی مدت سے واقف تھا، ہم ان کا واقعہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ٹھیک ٹھیک بیان کرتے ہیں، وہ لوگ چند نوجوان تھے جو اپنے رب پر ایمان لائے تھے اور ہم نے ان کی ہدایت میں اور ترقی کر دی تھی، اور ہم نے ان کے دل مضبوط کر دیے تھے جب کہ وہ (دین میں) پختہ ہو کر کہنے لگے کہ ہمارا رب تو وہ ہے جو آسمانوں اور زمین کا رب ہے — ہم تو اس کو چھوڑ کر کسی معبود کی عبادت نہیں کریں گے، کیونکہ اس صورت میں ہم نے یقیناً بڑی ہی بے جا بات کی — یہ جو ہماری قوم ہے، انھوں نے اللہ کو چھوڑ کر اور معبود قرار دے رکھے ہیں، یہ لوگ ان معبودوں پر کھلی دلیل کیوں نہیں لاتے، تو اس شخص سے زیادہ کون غضب ڈھانے والا ہو گا جو اللہ پر جھوٹ تہمت لگا دے، اور جب تم ان لوگوں سے الگ ہو گئے ہو اور ان کے معبودوں سے بھی مگر اللہ سے تو تم (فلاں) غار میں چل

کر پناہ لو، تم پر تمھارا رب اپنی رحمت پھیلا دے
گا اور تمھارے لیے اس کام میں کامیابی کا سامان
درست کر دے گا، اور اے مخاطب جب دھوپ
نکلتی ہے تو تُو اس کو دیکھے گا کہ وہ دائیں جانب کو
بچتی رہتی ہے اور جب چھپتی ہے تو بائیں طرف کو
ہٹتی رہتی ہے، اور وہ لوگ غار کی ایک فراخ جگہ
پر تھے — یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے جس
کو اللہ ہدایت دے وہی ہدایت پاتا ہے اور جس
کو بے راہ کر دیں تو آپ اس کے لیے کوئی مددگار
راہ بتانے والا نہ پاویں گے اور اے مخاطب تو ان
کو جاگتا ہوا خیال کرے گا، ....
حالانکہ وہ سوئے ہوئے ہیں اور ہم انھیں
کبھی داہنی اور کبھی بائیں طرف کروٹ بدل دیتے تھے
اور ان کا کتا دہلیز پر اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے
ہوئے تھا — اگر (اے مخاطب) تو ان کو جھانک
کر دیکھتا تو ان سے پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑا ہوتا اور
تیرے اندر ان کی دہشت سما جاتی اور اسی طرح
ہم نے ان کو جگایا تاکہ وہ آپس میں پوچھ گچھ
کریں — ان میں سے ایک کہنے لگا، تم کس قدر

سوئے رہے ہو گے، بعضوں نے کہا، ایک دن یا
ایک دن سے بھی کچھ کم (سوئے) رہے ہوں گے،
دوسرے چند نے کہا کہ یہ تو تمھارے رب کو
ہی خبر ہے کہ تم کس قدر (سوئے) رہے، اب
اپنے میں سے کسی کو یہ روپیہ دے کر شہر کی
طرف بھیجو، پھر وہ شخص تحقیق کرے کہ کون سا
کھانا حلال ہے، سو اس میں سے تمھارے پاس
کچھ کھانا لے آویں گے اور سب کام اچھی تدبیر سے
کریں، کسی کو تمھاری خبر نہ ہو، کیوں کہ اگر وہ لوگ
کہیں تمھاری خبر پا جاویں گے تو تم کو یا تو پتھروں
سے مار ڈالیں گے، یا تم کو جبراً اپنے طریقے میں
پھیر لیں گے اور ایسا ہوا تو تم کو کبھی فلاح نہیں
ہو گی اور اسی طرح ہم نے لوگوں کو ان پر مطلع کر
دیا تاکہ وہ لوگ اس بات کا یقین کر لیں کہ اللہ
تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے اور یہ کہ قیامت میں کوئی
شک نہیں، وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جب کہ
اس زمانے کے لوگ ان کے معاملے میں آپس میں
جھگڑ رہے تھے، سو ان لوگوں نے یہ کہا کہ ان
کے پاس کوئی عمارت بنوا دو، ان کا رب ان کو

خوب جانتا ہے، جو لوگ اپنے کام پر غالب تھے
انھوں نے کہا کہ ہم تو ان کے پاس ایک مسجد
بنا دیں گے، بعض لوگ تو کہیں گے، وہ تین
ہیں اور چوتھا ان کا کتا ہے، اور بعض لوگ
کہیں گے کہ پانچ ہیں چھٹا ان کا کتا ہے، اور
یہ لوگ بے تحقیق بات کو ہانک رہے ہیں، اور
بعض کہیں گے کہ وہ سات ہیں، آٹھواں ان کا
کتا ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ دیجیے کہ میرا
رب ان کا شمار خوب صحیح صحیح جانتا ہے، ان کو
بہت قلیل لوگ جانتے ہیں، سو آپ ان کے
بارے میں سوائے سرسری بحث کے زیادہ بحث
نہ کیجیے۔ اور آپ ان کے بارے میں ان لوگوں
میں سے کسی سے بھی نہ پوچھیے، اور آپ کسی
کام کے بارے میں یوں نہ کہا کیجیے کہ میں اس کام
کو کل کروں گا، مگر اللہ کے چاہنے کو ملا دیا کیجیے
(یعنی ان شاء اللہ ساتھ کہا کریں) اور جب آپ بھول
جاویں تو اپنے رب کا ذکر کیجیے اور کہہ دیجیے کہ
مجھے امید ہے کہ میرا رب مجھے (نبوت کی) دلیل بننے
کے اعتبار سے اس سے بھی نزدیک تر بات بتلا

رہے، اور وہ لوگ اپنے غار میں تین سو برس تک
رہے اور نو برس اوپر اور رہے۔ آپ کہہ دیجیے
کہ اللہ تعالیٰ ان کے (غار میں) رہنے کی مدت
کو خوب جانتا ہے، آسمانوں اور زمینوں کا علم
غیب اسی کو ہے، وہ کیا کچھ دیکھنے والا اور کیا
کچھ سننے والا ہے، ان کا اللہ کے سوا کوئی بھی
مددگار نہیں اور نہ اللہ تعالیٰ اپنے حکم میں کسی
کو شریک کرتا ہے۔

یہ تھیں آیات، اب ان آیات کی تفسیر ملاحظہ ہو:

مکے کے کافروں نے اپنا ایک وفد مدینے کے
یہودی عالموں کے پاس بھیجا، اور ان عالموں سے
کہا کہ کچھ ایسی باتیں بتاؤ جو ہم رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے پوچھ کر ان کی آزمائش کر سکیں۔
یہودی عالموں نے کہا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
سے اصحاب کہف اور ذوالقرنین کا واقعہ معلوم کریں
اور روح کے متعلق بھی پوچھیں کہ روح کیا چیز
ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان تینوں کے
بارے میں یہودیوں کی کتابوں میں کچھ ذکر تھا اور
انہیں اس واقعے کا علم تھا۔

اب مشرکین کا وفد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور یہ تین سوال کیے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ کل جواب دوں گا، لیکن ساتھ میں ان شاء اللہ نہ فرمایا، اس پہ آیت نازل ہوئی کہ جب کسی بات کا وعدہ کریں تو ان شاء اللہ کہہ دیا کریں، یہ اللہ تعالیٰ نے اصحاب کہف، ذوالقرنین اور روح کی حقیقت بیان فرمائی — یہاں اصحاب کہف کی وضاحت کی جاتی ہے:

یہ چند نوجوان تھے جو اللہ کے دین پر ڈٹ گئے تھے — قوم نے ان کی مخالفت کی لیکن انھوں نے صبر کیا اور قوم کی مخالفت کی پروا نہ کی، اس زمانے کا بادشاہ بہت سرکش اور ظالم تھا، رعایا کو شرک کی تعلیم دیتا تھا اور سب سے بت پرستی کراتا تھا — قوم ان نوجوانوں کو پکڑ کر اس ظالم بادشاہ کے پاس لے گئی اور ان کے بارے میں بتایا، بادشاہ نے ان سے پوچھا تو انھوں نے نہایت جرأت سے بتایا کہ اللہ ہی ہر چیز کا مالک ہے، وہی ہر چیز پہ قادر ہے، اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور یہ بت معبود نہیں ہیں

تم سب کو بھی چاہیے، اسی ایک کی عبادت کرو، کو جو ہمارا رب ہے، اور جو آسمانوں اور نوں کا خالق ہے — یہ ناممکن ہے کہ ہم اس ا کسی کو معبود بنائیں — ہم سے یہ کبھی نہیں ے گا کہ اس کے سوا کسی کو پکاریں — اس کہ شرک سے بڑا جرم کوئی نہیں — تم سب ک ہو، اللہ کے سوا اوروں کو پکارتے ہو، ن سے مدد مانگتے ہو، جب کہ اللہ کے سوا کو نہیں پکارا جا سکتا — ان نوجوانوں کی صاف سے بادشاہ بہت بگڑا، انھیں ڈرایا، دھمکایا، م دیا کہ ان کے لباس اتار لو اور اگر یہ باز ئے تو میں انھیں سخت سزا دوں گا، ان نوجوانوں ل اور مضبوط ہو گئے، لیکن انھیں معلوم ہو یہاں رہ کر وہ دین داری پہ قائم نہیں رہ یں گے، اس لیے انھوں نے قوم، دیس اور داروں کو چھوڑنے کا پختہ ارادہ کر لیا اور کم بھی ہے کہ انسان دین کے خوف کے وقت ت کر جائے — جب یہ لوگ دین کے لیے ہجرت دہ ہو گئے تو ان پہ رب کی رحمت نازل ہوئی،

یہ جاگ نکلے اور ایک پہاڑ کے غار میں چھپ گئے۔
بادشاہ کے سپاہیوں نے اور قوم کے لوگوں نے
ان کا تعاقب کیا، لیکن اس غار کو نہ پا سکے۔

اس غار کا منہ شمال کے رخ ہے، سورج
کے طلوع کے وقت ان کے دائیں جانب دھوپ
آجاتی ہے اور اوپر کے وقت بالکل دھوپ نہیں
رہتی اور سورج ڈوبنے کے وقت دھوپ ان
کے بائیں طرف پڑتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ خبر
نہیں دی کہ وہ غار کس شہر میں اور کہاں
واقع ہے۔ اللہ تعالیٰ نے غار میں ان پر نیند
طاری کر دی اور وہ سوتے رہے، ان کے ساتھ
ان کا کتا بھی تھا۔ سوتے بھی اس طرح
رہے کہ ان کی آنکھیں کھلی رہیں، اللہ تعالیٰ
انھیں کروٹیں بھی خود بدلواتے رہے۔ اللہ نے
اپنی قدرت سے انھیں پورے تین سو نو سال بعد
جگایا، یعنی اتنا عرصہ وہ سوتے رہے، لیکن جب
وہ جاگے تو بالکل ویسے ہی تھے جیسے سوتے
وقت تھے، بدن، کھال، سب کچھ درست حالت
میں تھا، کتا بھی بالکل ٹھیک حالت میں تھا۔

گنے پر وہ آپس میں کہنے لگے۔ کیوں جی ہم
تنی دیر تک سوتے رہے، کسی نے کہا، ایک
ن بلکہ اس سے بھی کم، کیوں کہ صبح کے وقت
سوئے تھے اور جب بیدار ہوئے تو شام کا
ت تھا۔ اس لیے انھیں یہی معلوم ہوا، پھر
دیا کہ اللہ کو ہی پتا ہے کہ ہم کتنی دیر
وئے رہے،

اب چوں کہ انھیں بھوک پیاس محسوس ہو
ہی تھی اس لیے انھوں نے بازار سے کھانے
نے کی چیز منگانے کی تجویز کی۔ پیسے ان کے
س تھے۔ جس کو پیسے دے کر شہر کی طرف
وانہ کیا گیا، اسے ہدایت کی گئی کہ بہت احتیاط
ے جائے۔ ایسا نہ ہو کہ بادشاہ کے آدمی
یکھ لیں۔ اگر انھوں نے دیکھ لیا تو پکڑے
ائیں گے۔

جب وہ صاحب باہر نکلے تو اپنی دیکھی
وئی ایک بھی چیز نظر نہ آئی، سارا نقشہ بدلا
ا تھا، نہ تو شہر کی کوئی چیز اپنے حال
تھی، نہ کوئی جان پہچان کا نظر آیا۔

یہ صاحب اپنے دل میں حیران تھے، دماغ چکرا رہا تھا۔ کہ کل شام تو ہم اس شہر کو چھوڑ کر گئے تھے۔ ایک ہی دن میں کیا ہو گیا۔ کہیں میں پاگل تو نہیں ہو گیا، یا میں خواب تو نہیں دیکھ رہا۔ کوئی بات سمجھ میں نہ آئی، چنانچہ ارادہ کیا کہ سودا خرید کر فوراً شہر سے نکل جانا چاہیے۔ ایک دکان پر جا کر اسے پیسے دیے اور کھانے پینے کا سودا طلب کیا۔ دکان دار نے اس سکے کو دیکھ کر بہت حیرت ظاہر کی اور سکہ اپنے پڑوسی کو دیا کہ دیکھنا یہ سکہ کیسا ہے، کس زمانے کا ہے، اس نے دوسرے کو دیا، اس نے دیکھنے کو کہا، اس نے کسی اور کو دیا۔ غرض سکہ ایک تماشا بن گیا۔ اب تو لوگوں نے ان صاحب کو گھیر لیا اور سوالات شروع کر دیے، اس نے بتایا کہ میں اسی شہر کا رہنے والا ہوں، کل شام میں یہاں سے گیا تھا۔ یہاں کا بادشاہ دقیانوس ہے۔ اب تو سب نے قہقہہ لگا کر کہا۔ یہ تو پاگل معلوم ہوتا ہے، آخر انھیں بادشاہ کے سامنے پیش کیا گیا۔ اس نے

حال کہہ سنایا۔ اب سب حیران تھے۔ ادھر یہ بھی حیرت زدہ۔ آخر لوگوں نے کہا، اچھا چلو ہمیں اپنے ساتھی دکھاؤ۔ کیوں کہ جس بادشاہ کا تم نام لے رہے ہو، وہ تو تین سو سال پہلے ہو گزرا ہے۔ وہ غار ہمیں دکھاؤ۔ یہ ان لوگوں کو ساتھ لے کر غار کی طرف چلے۔ غار کے پاس پہنچ کر انھوں نے کہا۔ تم ذرا ٹھہرو، میں پہلے انھیں جا کر خبر کر دوں۔ یہ کہہ کر وہ غار میں داخل ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے فوراً ہی باہر کھڑے لوگوں پر پردے ڈال دیے، انھیں یہ معلوم بھی نہ ہو سکا کہ وہ کہاں گئے۔ اور اندر اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو پھر سلا دیا۔

اس واقعے پر اگر غور کریں تو وہ غار بھی ایک برمودا تکون کی قسم کی ایک چیز تھا۔ جو لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہو گیا تھا اور کوشش کے باوجود غار کو تلاش نہ کیا جا سکا۔ بیدار ہونے کے بعد انھوں نے بھی کہا کہ وہ ایک دن سوئے رہے ہوں گے۔ حالاں کہ تین سو نو سال کی مدت گزر چکی تھی۔ اب اسی

غار کو بھی بلیک ہول کہہ لیجیے۔

اس کے بعد میں تیسرا اہم ترین واقعہ بیان کرتا ہوں۔ اس واقعے کے بعد تو معاملہ بالکل واضح ہو جاتا ہے۔ لیجیے ملاحظہ فرمائیے۔

قرآن کریم کے پندرھویں پارے کے شروع کی یہ آیت ملاحظہ ہو۔

"پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) کو رات ہی رات میں مسجد حرام سے (یعنی خانہ کعبہ سے) مسجد اقصیٰ تک لے گئی جس کے آس پاس ہم نے برکت دے رکھی ہے اس لیے کہ ہم انھیں اپنی قدرت کے بعض نمونے دکھائیں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ خوب سننے والا، دیکھنے والا ہے۔

قرآن کریم کا یہ واقعہ اب احادیث کی زبانی سنیے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ

تفسیر سورۂ بنی اسرائیل مکیۃ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ﴿۱﴾

آسمان والوں نے بھی پوچھا اور جبرئیل علیہ السلام نے فرشتوں کو وہی جواب دیا اور
پایا۔ دوسرے آسمان پر بھی اسی طرح ہوا یہاں سے پہلے آسمان پر حضرت آدم
علیہ السلام سے ملاقات ہوئی حضور نے انہیں مرحبا کہا اور دعائے خیر
کی۔ دوسرے آسمان پر حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام
سے ملاقات ہوئی جن کا ذکر ہے جو دونوں آپس میں خالہ زاد بھائی
بھائی تھے ان دونوں نے بھی آپ کو مرحبا کہا اور دعائے خیر کی
پھر تیسرے آسمان پر حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی
جنہیں آدھا حسن دیا گیا ہے آپ نے بھی مرحبا کہا اور دعا کی۔
پھر چوتھے آسمان پر حضرت ادریس سے ملاقات ہوئی جن کی
بابت فرمان خدا ہے وَرَفَعْنٰہُ مَکَانًا عَلِیًّا یعنی ہم نے انہیں
بلند مکان پر اٹھا لیا ہے (پھر) پانچویں آسمان پر حضرت ہارون سے ملاقات ہوئی
چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ ساتویں آسمان
پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بیت معمور سے ٹیک لگائے بیٹھے
دیکھا۔ بیت المعمور میں ہر روز ستر ہزار فرشتے جاتے ہیں اور جو
ایک بار گئے ان کی باری پھر قیامت تک نہیں آتی۔ پھر سدرۃ المنتہیٰ
تک پہنچے جس کے پتے ہاتھی کے کانوں کے برابر تھے اور جس کے
پھل مٹکوں جیسے تھے۔ اسے ہر طرف سے امر الٰہی نے ڈھانپ رکھا تھا اس خوبی کو کوئی
بیان نہیں کر سکتا۔ پھر وحی ہوئی اور پچاس نمازیں فرض ہوئیں
پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرے تو انہوں نے کہا
اپنی امت پر کمی کرائیے ... [illegible]
... [illegible] ...
... [illegible] ...
تک تو آپ نے فرمایا اب مجھے شرم آتی ہے۔ پھر جب آپ وہاں سے ...
... [illegible] ...
کے نامہ اعمال میں ایک گناہ لکھا جاتا ہے اور اگر کر لے تو ایک ہی
گناہ لکھا جاتا ہے ... [illegible]
رات آپ کو ... [illegible] ... بیت المقدس ... [illegible]
معراج بھی ہوئی ... [illegible] ...
نہیں۔ ... [illegible] ...
جب وہ سوار ہوئے تو ... حضرت جبرئیل نے کہا ...

گیا کر رہا ہے؟ واللہ تجھ پر آپ سے پہلے آپ سے زیادہ
بزرگ شخص کوئی سوار نہیں ہوا اس پر وہ پسینہ پسینہ
ہو گیا۔ آپ فرماتے ہیں جب مجھے میرے رب عزوجل کی طرف
چڑھایا گیا تو میں ایسے لوگوں پر گزرا جن کے تانبے کے
ناخن تھے جن سے وہ اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے اور
چھیل رہے تھے میں نے دریافت کیا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ تو
جواب دیا گیا کہ یہ وہ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے تھے اور ان
کی عزت آبرو کے درپے رہتے تھے۔

ابو داؤد میں ہے کہ معراج والی رات جب میں حضرت
موسیٰ کی قبر سے گزرا تو میں نے انہیں وہاں نماز میں
کھڑا پایا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ سے بیت المقدس
کے نشانات پوچھے۔ جو آپ نے بتانے شروع کئے ہی تھے کہ
حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا آپ بالکل سچے ہیں اور
سچے ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ رسول اللہ صلعم ہیں حضرت
ابوبکر نے اسے دیکھ رکھا تھا ... [illegible]
ارشاد فرمایا جب میں سو رہا تھا تو حضرت جبرئیل آئے اور میرے
دونوں شانوں کے درمیان ہاتھ رکھا ... [illegible]
درخت میں جس میں پرندوں کے گھونسلے ... [illegible]
میں حضرت جبرئیل بیٹھ گئے وہ درخت بلند ہوا ... [illegible]
تو جب ... آسمان کو چھو لیتا ... [illegible]
تو اپنی چادر ... [illegible] ... لیکن میں نے دیکھا کہ حضرت جبرئیل
سخت ... [illegible]
معرفت کے ... [illegible] ... آسمان کا ایک دروازہ
میرے لئے کھولا گیا میں نے بہت بڑا نور دیکھا ...
دیکھا جو جواہرات کا تھا اور اس کے اس طرف یاقوت اور موتی
تھے۔ پھر میری جانب بہت کچھ وحی کی گئی۔ دلائل بیہقی میں
ہے کہ حضور صلعم اپنے صحابہ کی جماعت میں بیٹھے ہوئے تھے
جو جبرئیل علیہ السلام آئے اور آپ کی پیٹھ کو انگلی سے اشارہ کیا تو آپ
اٹھ کھڑے ہوئے ایک درخت کی جانب چلے جس میں پرندوں ...

ہے کہ ہم منتظر تھے ... [illegible] ... اسی حدیث میں ہے کہ جب جبرئیل
... [illegible] ... حضرت جبرئیل ... [illegible]
میری جانب ... [illegible]
اور ... [illegible] ... حضرت جبرئیل ... [illegible]
... [illegible] ...
... [illegible] ...
... [illegible] ... اگر یہ روایت صحیح ہو ...
معراج کے ... [illegible] ... بیت المقدس کا ذکر
... آسمان پر چڑھنے کا۔ واللہ اعلم۔ ... ایک روایت میں
ہے کہ حضور صلعم نے ... [illegible]
... [illegible] ... حضرت جبرئیل ... [illegible]
... [illegible] ...
... [illegible] ...
... [illegible] ...
... [illegible] ... پھر آپ آگے بڑھے تو دیکھا
... [illegible] ... اَلسَّلَامُ
عَلَیْکَ ... [illegible]
جبرئیل نے فرمایا جواب دیجئے۔ آپ نے ان کے سلام کا جواب دیا۔
... [illegible] ...
بیت المقدس پہنچے ... [illegible]
پیش کیا گیا۔ آپ نے دودھ لے لیا جبرئیل نے فرمایا آپ نے
... [illegible] ...
... [illegible] ...
... [illegible] ...
... [illegible] ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ...
... [illegible] ...
پھر حضرت جبرئیل نے فرمایا ... [illegible]
... [illegible] ...
... [illegible] ... آواز ... [illegible]

وہ دشمن خدا ابلیس تھا اور تیسری کی سلام کی آواز میں آپ نے سنی
وہ ابراہیم موسیٰ اور عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام تھے۔ اس میں بھی
بعض الفاظ میں غرابت و نکارت ہے واللہ اعلم۔ اور روایت میں ہے کہ
جب میں براق پر حضرت جبرئیل کی معیت میں چلا تو ایک جگہ انہوں نے
مجھ سے فرمایا یہیں اتر کر نماز ادا کیجئے۔ جب میں نماز پڑھ چکا تو
فرمایا جانتے ہو یہ کونسی جگہ ہے؟ یہ طیبہ ہے یہی مدینہ ہے۔ یہی ہجرت
گاہ ہے۔ پھر ایک اور جگہ مجھ سے نماز پڑھوائی اور فرمایا طور سینا
ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ سے کلام کیا۔ پھر ایک اور جگہ
نماز پڑھوا کر فرمایا یہ بیت لحم ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا
ہوئے۔ پھر میں بیت المقدس پہنچا وہاں تمام انبیاء جمع ہوئے
جبرئیل نے مجھے امام بنایا۔ میں نے انہیں نماز پڑھائی۔ پھر مجھے ...
کی طرف چڑھا لے گئے۔ پھر آپ کا ایک ایک آسمان پر جانا وہاں
پیغمبروں سے ملاقات ہونا ... [illegible]
تک پہنچا تو مجھے ایک نور کی ... [illegible]
میں گر گیا۔ پھر آپ پر پچاس نمازوں کا فرض ہونا اور کمی کرانا
کا بیان ہے۔ آخر میں حضرت موسیٰ ... [illegible]
پر تو صرف دو نمازیں مقرر ہوئی تھیں لیکن وہ انہیں بھی
بجا نہ لائے۔ آپ پھر ... [illegible] ... تو فرمایا
کہ جس دن آسمان اور زمین کے پیدا کرنے والے دن ... پھر
اللہ نے ... [illegible] ... مقرر کر دی تھیں ...
... [illegible] ...
اس کی حفاظت کرنے ... [illegible] ... جب ابلیس ہو گیا کہ
خدا کا ... [illegible] ... پھر جب حضرت موسیٰ کے پاس
پہنچا تو آپ نے مجھے پھر واپس لوٹنے کا مشورہ دیا لیکن چونکہ
میں معلوم کر چکا تھا کہ خدا تعالیٰ کا حتمی حکم ہے ...
... [illegible] ... ابن ابی حاتم میں بھی معراج کے
واقعہ کی مطول حدیث ہے اس میں یہ بھی ہے کہ جب آپ
بیت المقدس کی مسجد کے پاس ... [illegible] ... پہنچے
... [illegible] ... (صلی اللہ علیہ وسلم) ... [illegible]

[illegible]

[illegible]

آپ کے سامنے بیت المقدس کر دیا گیا ... [illegible]

[illegible] ... بے شک آپ سچے ہیں ... [illegible]

ترمذی شریف میں ہے کہ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نے حضور سے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلعم اپنے معراج کی کیفیت تو بیان فرمائیے ... [illegible] ... پھر جبرئیل علیہ السلام میرے پاس ... [illegible]

وَآتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَجَعَلْنَاهُ هُدًى

لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ أَلَّا تَتَّخِذُوا مِن

آپ نے احادیث ملاحظہ فرمائیں — اس زمانے میں ہوائی جہاز
کاریں، ریل گاڑیاں تو تھیں نہیں، لوگ اونٹوں پر سفر
کرتے تھے اور تیز ترین اونٹوں پر سفر کر کے ایک ماہ کے بعد
بیت المقدس تک پہنچا جا سکتا تھا — لیکن آپ صلی اللہ علیہ
وسلم کو اللہ تعالیٰ نے نہ صرف وہاں تک پہنچایا — بلکہ
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمانوں پر بھی لے جایا گیا —
اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے تو آپ
کی زوجہ محترمہ حضرت خدیجہؓ نے کروٹ تک نہیں بدلی تھی —
جب کہ اس سفر کے لیے ان گنت سالوں کا عرصہ بھی
ناکافی تھا۔

ان تینوں مثالوں کو سامنے رکھ کر جب ہم برمودا
تکون پر غور کریں گے تو یہ بات ہم پر واضح ہو جائے
گی — کہ دراصل اس جگہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت دکھاتے ہیں،
ہونا تو یہ چاہیے کہ اس کی قدرت دیکھ کر — اور سالہا
سال تک اپنی کوششوں میں ناکام رہنے کے بعد آپ
لوگ اس ذاتِ باری تعالیٰ پر کامل ایمان لے آئیں —
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی تسلیم کر لیں —
لیکن اس طرف تو شاید آپ کی توجہ آج تک دلائی ہی
نہیں گئی — میں آپ لوگوں کو دعوت دیتا ہوں — قرآن

ریم کا مطالعہ کرنے کی اور احادیث کا مطالعہ کرنے کی۔ جو تینوں مثالیں میں نے قرآنِ کریم اور احادیث کے ذریعے آپ کو سنائی ہیں۔ آپ خود اپنی آنکھوں سے ان کا مطالعہ کر لیں۔ تاکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے۔ اس سے زیادہ وضاحت برمودا تکون کی نہیں کی جا سکتی۔ میں آپ کو ایک موڑ پر لے آیا ہوں۔ اس موڑ کے ایک طرف کھلی ہدایت ہے۔ دوسری طرف صرف تاریکی ہی تاریکی، اپنے علم کے ذریعے اور اپنے آلات کے ذریعے آپ لوگ قیامت تک کوئی بات معلوم نہیں کر سکتے۔ لگے ہاتھوں ایک حدیث اور سن لیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ :

"سمندر دوزخ کے اوپر واقع ہے۔ اب ذرا غور کریں۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے غائب ہونے والے جہازوں کو ایک آن میں دوزخ میں پہنچا دیا ہو۔ اس صورت میں بھلا وہ جہاز انسانوں کو کیسے مل سکتے ہیں۔ کچھ بھی ہو۔ یہ واقعات صرف اور صرف ایک اللہ کی حاکمیت کا پکار پکار کر اعلان کر رہے ہیں۔ اور بس۔ مجھے یہی کچھ کہنا تھا۔"

انسپکٹر جمشید نیچے اتر آئے۔ لوگوں پر سکتے کی حالت طاری تھی۔ دوسرے دن تک سیکڑوں غیر مسلم مسلمان ہو چکے تھے اور زور شور سے قرآنِ کریم اور احادیثِ مبارکہ کا بغور مطالعہ کرنے والوں کی تعداد بڑھتی جا رہی تھی۔

وطن کے لیے روانہ ہوتے وقت ان کے دلوں میں ایک اطمینان تھا۔ ایک خوشی کی لہر تھی۔ اور انھیں یقین ہو چلا تھا۔ کہ ابھی ان میں سے اور بھی بہت لوگ مسلمان ہونے والے ہیں۔

